عشق مصطفیٰ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِىۡ يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ وَيَغۡفِرۡ لَـكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران سے اکتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے جان ایمان محبت رسول ﷺ کے عنوان پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا تا کہ ہمارے دلوں میں جو نبی پاک ﷺ کی محبت ہے، وہ مزید بڑھے اور عشق رسول ﷺ میں سب کچھ لٹانے کا سچا جذبہ بیدار ہو۔

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ (بخاری شریف)

☆ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی سرکار ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ جب اس نے رخ روشن سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں کو دیکھا تو پکار اٹھا۔

یارسول اللہ! مجھے آپ، والدین حتیٰ کہ خود اپنی جان و ذات سے بھی زیادہ محبوب ہیں بلکہ میرے ظاہر و باطن پر بھی آپ ہی کی حکمرانی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر جلد 2، ص 149)

چاند سے ان کے چہرے پر زلفیں ہیں مشک وفام دو

دن ہے کھلا ہوا مگر وقت سحر ہے شام دو

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ تین ایسی باتیں ہیں جو کسی شخص میں پائی جائیں، اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا۔

1۔ اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹ کر جانے کو ایسا ناپسند کرے جیسا کہ آگ میں پڑ جانے کو کرتا ہے۔

2۔ جس سے محبت کرے اللہ تعالیٰ کی خاطر کرے۔

3۔ اللہ اور اس کے رسول اس کو ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہوں۔

(بحوالہ بخاری شریف)

سوکھی لکڑی کا عشقِ رسول میں رونا

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسجد نبوی پر کھجور کی لکڑیوں کی چھت ڈالی ہوئی تھی تو حضور ﷺ ایک سوکھی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار کیا گیا تو ہم نے اس سوکھی لکڑی کے تنے سے محبوب کی جدائی میں رونے کی آواز سنی جیسے بچہ جننے والی اونٹنی واویلا کرتی ہے۔ اس کی آواز سن کر تمام حاضرین بھی رونے لگے: صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ اس پر دست رحمت نہ رکھتے تو ہمارے دل پھٹ جاتے۔

حضرت بریدہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خشک تنے کو تڑپتے اور بلکتے ہوئے دیکھ کر اس سے فرمایا۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے اسی بلوغ میں لوٹا دوں؟ جس میں تو پہلے تھا وہاں تجھ میں شاخیں نکل آئیں اور مکمل درخت بن جائے اور تیرے پھل پھول آئیں اور اگر تو چاہے تو میں تجھے جنت میں لگا دوں؟ اور اولیاء اللہ تیرے پھل کھائیں پھر آقا ﷺ نے اس کی جانب کان لگائے کہ کیا جواب دیتا ہے۔ (تنے نے) عرض کی مجھے جنت میں لگا دیجئے تا کہ اولیاء اللہ میرے پھل کھائیں اور پرانا ہونے سے بچ جاؤں۔ آقا ﷺ نے فرمایا۔ جا میں نے تجھے جنت میں لگا دیا۔ تو نے فانی گھر چھوڑ کر باقی رہنے والے گھر کو پسند کیا ہے۔
(بخاری ومسلم، کتاب الشفاء، جلد اول، صفحہ نمبر 471)

☆ امام قاضی عیاض کتاب الشفاء ص 473 پر فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری جب اس حدیث کو بیان کرتے تو زار و قطار رونے لگتے اور کہتے ......

خدا کے بندو! جب خشک لکڑی آقا ﷺ کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے آقا ﷺ کی جدائی میں روتی ہے تو ہمیں آقا ﷺ کی زیارت میں کس قدر رونا چاہئے۔

رونے والی آنکھیں مانگو رونا سب کا کام نہیں
ذکر محبت عام ہے لیکن سوز محبت نام نہیں

یاد نبی پاک میں روئے جو عمر بھر
مولا مجھے تلاش اسی چشم تر کی ہے

☆ مواہب اللدنیہ جلد اول ص 284 پر امام احمد قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں لب مصطفی ﷺ زخمی ہوئے۔ خون بہنے لگا۔ حضرت مالک بن سنان سے شدت جذبات سے رہا نہ گیا۔ فرط محبت میں اپنا منہ سرکار ﷺ کے ہونٹوں پر رکھ کر خون مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ ہونٹ مبارک سفید ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے مالک چھوڑ دو، ایسا نہ کرو، عرض کی آقا ﷺ اس نعمت کو کیسے چھوڑ دوں۔ سرکار ﷺ نے دیکھا کہ اس نے یہ عمل فقط میرے عشق و محبت میں کیا ہے تو خوش ہو کر فرمانے لگے۔ ”جو شخص چاہتا ہے کہ کسی جنتی کو دیکھے، وہ اس نو جوان کو دیکھ لے“

☆ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کا عشق

☆ غزوۂ بدر میں صف بندی کے وقت سرکار ﷺ نے ان کے شکم پر عصا مار کر ترتیب درست کی۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں بدلہ لوں گا۔ نبی پاک ﷺ نے خود کو پیش کر دیا۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ جب آپ میرے شکم پر عصاء لگایا تھا اس وقت میرے شکم

سے کپڑا ہٹ گیا تھالہذا آپ بھی اپنا شکم برہنہ کردیجئے۔صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران ہیں کہ آج حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کو کیا ہوگیا ہے؟ نبی پاک ﷺ نے اپنے شکم سے کپڑا ہٹایا۔حضرت سواد رضی اللہ عنہ شکم مصطفیٰ سے چمٹ گئے۔بوسہ لیتے ہوئے عرض کرنے لگے۔یارسول اللہ جہاد کی تیاری ہے۔ شہادت کی آرزو ہے، ہوسکتا ہے زندگی وفا نہ کرے۔بس چاہا کہ آخری وقت میرے جسم کو آپ کے جسم اقدس سے مس ہونے کا شرف حاصل ہوجائے۔ (البدایہ والنہایہ)

میدان بدر میں عشق مصطفیٰ ﷺ

کیسا عجب منظر تھا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا بیٹا عبدالرحمن، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کا باپ عتبہ، بھائی کے سامنے بھائی، چچا کے سامنے بھتیجا ماموں کے سامنے بھانجہ۔

اسلام لانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے کہ ابا جان غزوۂ بدر میں آپ کئی مرتبہ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے باپ سمجھ کر آپ پر حملہ نہیں کیا۔

یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔اگر اس وقت میری تلوار

کی زد میں تو ایک مرتبہ بھی آ تا تو میں تجھے اپنے مولا ﷺ کے دشمنوں کے گروہ میں ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑتا۔ تیری گردن تن سے جدا کر دیتا۔

میدان بدر میں ماموں کے سامنے بھانجا تلوار لئے کھڑا تھا۔ چچا کے سامنے بھتیجا تلوار لئے کھڑا تھا۔ باپ کے سامنے بیٹا تلوار لئے کھڑا تھا۔ آ خر کیا وجہ تھی آ ج خونی رشتوں کو کیا ہو گیا تھا۔ حفیظ جالندھری اس کو یوں قلمبند کرتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالاتر ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالاتر ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر مال و جان اولاد سے پیارا
سما سکتی ہے کیوں کر حب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جبکہ نقش حب محبوب خدا دل میں

محمد ﷺ کی محبت آن ملت شان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت ہے
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فراق رسول میں رونا

☆ جب سرکار ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت انس کی دنیا اندھیری ہوگئی۔ یاد محبوب ہر گھڑی ہر آن ان کو تڑپاتی۔ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جہاں وہ پیارے محبوب کا ذکر نہ کرتے ہوں۔ عہد رسالت کا کوئی واقعہ کسی سے سنتے، یا خود بیان کرتے تو عشق مصطفی ﷺ سے آنکھیں نم ہو جاتیں اور شدت تاثر سے آواز بھر جاتی۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اپنے آپ پر قابو نہ رہتا اور سخت بے چینی کے عالم میں مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے، جب تک گھر پہنچ کر تبرکات رسول کی زیارت نہ کر لیتے، چین نہ آتا تھا۔

ایک دن بیان کر رہے تھے کہ میں نے کبھی کوئی ریشم سرکار ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں چھوا، نہ کوئی خوشبو سرکار ﷺ کے بدن سے زیادہ خوشبودار سونگھی۔

اسی طرح بیان کرتے کرتے فرط محبت مصطفی سے اتنے بے قرار ہو گئے کہ

گریہ طاری ہوگیا۔روتے روتے جب عشق مصطفیٰ ﷺ نے جوش مارا تو زبان پر بے اختیار یہ الفاظ آ گئے۔

قیامت کے دن جب حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی تو عرض کروں گا یا رسول اللہ اے میرے آقا آپ کا ادنیٰ غلام انس حاضر ہے۔کرم کر دیجئے، نگاہ فرمایئے دامن میں چھپا لیجئے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے

جو آگ بجھا دے گی' وہ آگ لگائی ہے

☆ جو جس سے محبت کرے گا، انہی میں شمار ہوگا

(ادب المفرد باب الرجل یحب قوما ولما یلحق بھم حدیث 335، ص 188، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اگر آدمی لوگوں سے محبت کرے جن کے اعمال اپنانے کی قوت نہیں رکھتا تو نتیجہ کیا ہوگا؟

آپ نے فرمایا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تیرا شمار بھی انہی میں ہوگا جن سے محبت کرتے ہو۔ میں نے فوراً عرض کی۔ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے

محبت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو تیرا شمار انہی میں ہوگا جو اللہ و رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول پاک ﷺ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے نبی! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ نے فرمایا تونے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوں گے جس کے ساتھ دنیا میں محبت رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا جتنا اس بشارت پر خوش ہوئے۔

بحیثیت مسلمان
ہماری پہلی ذمہ داری
حسن اخلاق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ○

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید انتیسواں پارہ سورۂ قلم کی چوتھی آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ دعا ہے رب تعالیٰ سے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج سے ہم ایک سلسلہ شروع کر رہے ہیں جس کا عنوان ہے ''بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں''۔ ترتیب وار اس موضوع کو بیان کیا جائے گا۔ آج ہم سب سے پہلی ذمہ داری کا ذکر کریں گے۔ بحیثیت مسلمان ہماری

پہلی ذمہ داری حسن اخلاق ہے۔حسن اخلاق کو اسلام میں بہت بلند مقام حاصل ہے۔اسے اپنا کر ایک عام مسلمان کائنات کے ہر شخص کے دلوں پر حکومت کر سکتا ہے۔حسنِ اخلاق بہت بڑی نعمت ہے۔اس کائنات میں سب سے اعلیٰ اخلاق ہمارے آقا ﷺ کے ہیں جن کے اخلاق کے متعلق قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی ہو،ان کے اعلیٰ اخلاق کے کیا کہنے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

ترجمہ:اور بے شک تمہاری خُو بُو (خُلق) بڑی شان کی ہے۔

اسی کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنے نعتیہ کلام میں کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

ترے خلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالق حسن و ادا کی قسم
میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

آج معاشرے میں لڑائی جھگڑے،نفرتیں،حسد،جھوٹ،فریب اور بے راہ روی کا بنیادی سبب برے اخلاق ہیں۔اگر ہمارے اخلاق درست ہو جائیں تو معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے گا۔احادیث میں اچھے اخلاق کے مالک

کے لئے جو بشارتیں اور فضیلت وارد ہوئی ہیں۔ ان کو پڑھ کر اچھے اخلاق کی ترغیب ملتی ہے۔ آیئے آپ کی خدمت میں احادیث وواقعات کی روشنی میں اچھے اخلاق کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

☆ بخاری فی ادب المفرد حدیث نمبر 238 راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے، جب وہ اس میں کوئی برائی دیکھتا ہے تو اس برائی کی اصلاح کر دیتا ہے۔

☆ ترمذی کتاب الایمان حدیث نمبر 2612 راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق کا مالک ہے اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ انتہائی نرم ہے۔

☆ ترمذی حدیث نمبر 1162 راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سے کامل ترین ایمان اس کا ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے اور تم میں بہترین اشخاص وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہیں۔

☆ ترمذی حدیث نمبر 2018 راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ: پیارے آقا ﷺ نے فرمایا' تم میں سب سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔

☆ ابوداؤد کتاب الادب حدیث نمبر 4798 راوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرور کونین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا یقینا مومن حسن اخلاق کے ذریعہ دن کو روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

☆ ترمذی باب ماجاء فی حسن الخلق حدیث 2002 راوی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔حسن اخلاق سے بڑھ کر میزان میں بھاری چیز کوئی نہ ہوگی۔

☆ حدیث = مسند امام احمد ابن حنبل حدیث 3938 جلد 1 ص 415 پر حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر آگ حرام کر دی گئی جو نرم خو، خوش اخلاق اور (نیک مجالس میں) لوگوں کے قریب ہے۔

☆ ترمذی حدیث 1956 راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ: سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تمہارا اپنے مسلمان بھائی کے لئے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔

☆ ابن ماجہ کتاب الزہد حدیث 4218 راوی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ......رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔تدبیر کے برابر کوئی عقل مندی نہیں۔ حرام سے اجتناب کرنے سے بڑھ کر کوئی پرہیزگاری نہیں اور عمدہ اخلاق سے اعلیٰ کوئی حسب و نسب نہیں۔

حسن اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کا ادب کرے اور اس کی مدد کرے۔

☆مستدرک حدیث 6542 حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔کوئی مسلمان اپنے بھائی کے پاس جائے اور وہ اس کے اکرام اور تعظیم میں اسے (لیٹنے اور ٹیک لگانے کے لئے) تکیہ پیش کرے (یعنی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے) تو اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کی مغفرت فرما دیتا ہے

☆ حدیث: جامع الصغیر راوی ابن عمر رضی اللہ عنہما: رسول پاک ﷺ نے فرمایا مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنے مال سے تو غلاموں کو خریدتا ہے پھر ان کو آزاد کرتا ہے۔ وہ بھلائی کا معاملہ کر کے لوگوں کو کیوں نہیں خریدتا جبکہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے؟ یعنی جب وہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا تو لوگ اس کے غلام بن جائیں گے۔

☆بخاری کتاب المظالم حدیث 2310 راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے، اللہ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے

اور جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی مشکل حل کرتا ہے، اللہ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 4801 راوی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کے کام میں (مدد کرتا) رہتا ہے۔

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 13334 راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی مخلوق ہے جنہیں اس نے لوگوں کی حاجت روائی کے لئے پیدا فرمایا ہے، لوگ اپنی حاجات (کے سلسلے) میں دوڑے دوڑے ان کے پاس آتے ہیں، یہ (وہ لوگ ہیں جو) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

☆ شعب الایمان حدیث 7669 ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کے کام کے سلسلے میں چل پڑا، حتیٰ کہ اسے پورا کر دے۔ اللہ اس پر پانچ ہزار، اور ایک روایت میں ہے 75000 فرشتوں کا سایہ فرما دیتا ہے اور وہ اس کے لئے

اگر دن ہوتو رات ہونے تک اور رات ہوتو دن ہونے تک دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اس کے اٹھنے والے ہر قدم کے بدلے نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ہر قدم کے بدلے اللہ اس کا ہر گناہ مٹا دیتا ہے۔

☆حسن اخلاق کی علامات کیا کیا ہیں؟

امام غزالی فرماتے ہیں آدمی جب نیکی کے راستے پر گامزن ہوتا ہے تو ہر لمحہ اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ اس کے اندر تکبر اور بڑائی نہ پیدا ہوجائے اور وہ سمجھنے لگے کہ اب تو میں نیک ہوگیا ہوں۔ اب مجھے مجاہدے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس لئے نیک اور با اخلاق لوگوں کی کچھ علامتیں ذکر کی گئی ہیں کہ ایسے لوگ اپنی خواہشات پر پوری طرح قابو رکھتے ہیں۔ امانت کی حفاظت کرتے ہیں، جو عہد کرتے ہیں، اسے پورا کرتے ہیں، اپنی عبادت میں دل لگاتے ہیں، لوگوں سے نرمی کا معاملہ کرتے ہیں۔ ایک اچھے مسلمان کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے، وہ اپنے دوسرے بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔ اچھی بات کرے یا خاموش رہے، گالی بکنے والا اور جھوٹ بولنے والا نہ ہو، غیبت کرنے والا نہ ہو، حسد کرنے والا نہ ہو، تکلیف دینے والوں کو بھی، گالیاں دینے والوں کو بھی دعائیں دے۔

☆ حضرت مالک بن دینار کو ایک شخص گالیاں دیتا تھا، آپ حلوہ بھیجا کرتے تھے۔ کسی کے پوچھنے پر بتایا کہ اس کے پاس جو ہے وہ ہمیں بھیجتا ہے اور جو ہمارے پاس ہے ہم اسے بھیجتے ہیں۔

☆ ایک بار ایک بزرگ کو کسی نے کھانے پر بلایا، گھر پہنچے تو معذرت کر لی کہ ابھی کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ تین بار بلایا، ان بزرگ نے اف تک نہ کیا۔ تیسری مرتبہ وہ شخص قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگتے ہوئے کہنے لگا کہ میں نے تو آپ کا امتحان لیا تھا۔ یہ سن کر وہ بزرگ کہنے لگے کہ اس میں معافی مانگنے کی کیا بات ہے۔ یہ معاملہ تو کتے جیسا ہے، بلاؤ تو چلا آتا ہے۔ دھتکارو تو چلا جاتا ہے۔

☆ یہی بزرگ ایک مرتبہ راستے سے جا رہے تھے کہ کسی نے اوپر سے راکھ پھینکی۔ آپ نے اسے کچھ نہ کہا بلکہ یہ جملہ کہنے لگے، واہ جناب! میں تو آگ کا مستحق تھا، شکر ہے، راکھ پھینکی گئی ہے۔

ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہ وہ عام انسانوں میں اخلاق ومحبت، ہر دلعزیزی کے ساتھ اور ان میں گھل مل کر شگفتہ روئی کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ دوست دشمن سب سے کشادہ دل ہو کر ملے۔ عام آدمیوں میں وقار کے ساتھ رہنا بہتر ہے مگر ایسا نہیں کہ تکبر تک پہنچ جائے۔ چلتے ہوئے دائیں بائیں زیادہ مت دیکھو، نہ بار بار مڑ کر کسی کو دیکھو۔

کسی مجمع کے پاس کھڑے مت ہو، اچھی بات پر کان لگاؤ، بری بات سے غافل ہوجاؤ، جو دوست صرف تندرستی کا دوست ہے، اس سے بچو، وہ دشمن سے زیادہ برا ہے۔ مجمع میں آدمیوں کے اوپر سے پھلانگ کر مت جاؤ، جہاں جگہ ملے، بیٹھ جاؤ۔ کسی راہ گیر کو گھور گھور کر مت دیکھو۔ اس میں خود تمہاری ذلت ہے۔ کسی پر آواز مت کسو، مظلوم کی مدد کرو۔ فریادی کا ساتھ دو۔ ضعیف، محتاج، بچوں اور معذوروں کو سڑک پار کروادو۔ راستہ میں پتھر، کانٹا اور کانچ ہو تو سائیڈ پر رکھ دو۔ زیادہ مت ہنسو، اس سے وقار کم ہوتا ہے۔ مسلمان باہم دوستی اور محبت میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ بہترین مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

حدیث: بخاری کتاب المظالم حدیث 2314 راوی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک (مضبوط) دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور (اس بات کی وضاحت کے طور پر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔

☆ بخاری کتاب الادب حدیث 5665 راوی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ: سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ مومنین کی مثال ایک دوسرے پر رحم

کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ چنانچہ جب جسم کے کسی بھی حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

حدیث: ترمذی حدیث 2510

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے پہلی امتوں کی بیماری تمہارے اندر سرایت کرگئی۔ وہ بیماری حسد اور بغض ہے جو مونڈ دینے والی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ دین کا صفایا کردیتی ہے (کہ اس بیماری کی وجہ سے انسان کے اخلاق تباہ ہوجاتے ہیں)

حدیث 2509 ترمذی راوی حضرت ابودرداء: سید عالم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو روزہ، نماز اور صدقہ، خیرات سے افضل درجہ والی چیز نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ ضرور ارشاد فرمایئے: ارشاد فرمایا باہمی اتفاق سب سے افضل ہے کیونکہ آپس کی نااتفاقی (دین کو) مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے سر کے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہی آپس کی لڑائی سے دین ختم ہوجاتا ہے۔

حدیث ابوداؤد 4914 راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: سید

عالم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی کرے۔جس شخص نے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھا اور مر گیا تو جہنم میں جائے گا۔

حدیث ابوداؤد 4915 سرکار ﷺ نے فرمایا جس شخص نے (ناراضگی کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک ملنا جلنا چھوڑے رکھا۔اس نے گویا اس کا خون کیا (یعنی سال بھر قطع تعلقی کا گناہ اور ناحق قتل کرنے کا گناہ قریب قریب ہے۔)

☆مسلم حدیث 7103 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔شیطان اس بات سے تو مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں مسلمان اس کی پرستش کریں یعنی کفر وشرک کریں لیکن اس بات سے مایوس نہیں ہوا کہ ان کے درمیان فتنہ وفساد پھیلائے اور نفرتیں بھڑکائے۔

☆بخاری کتاب الادب حدیث 5628 راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین پر لعنت کرے۔عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کوئی آدمی اپنے والدین پر کس طرح لعنت کرتا ہے؟ فرمایا ایک آدمی دوسرے آدمی کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ (جوابا) اس کے والد کو گالی دیتا ہے اور جب کوئی کسی کی ماں کو

گالی دیتا ہے تو وہ (جواباً) اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

☆مسلم کتاب البر والصلة حدیث 2564 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے رخ نہ موڑ و اور تم میں سے کوئی شخص دوسرے کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو! باہم بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے حقیر سمجھتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں سے ہے (اور آپ نے تین مرتبہ اپنے سینۂ اقدس کی طرف اشارہ کیا) کسی مسلمان کے لئے اتنی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان پر دوسرے کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت حرام ہے۔

☆صلہ رحمی کی برکت

(ادب المفرد باب من وصل رحمہ، فی الجاہلیۃ ثم اسلم، حدیث 70، ص 80، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ مجھے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ

آپ جانتے ہیں کہ میں (حالت کفر میں) صلہ رحمی کرتا، غلام آزاد کرتا اور صدقہ وغیرہ کے کام کرتا رہا ہوں تو کیا آج مجھے ان کا کوئی اجر ملے گا؟ حکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری یہ درخواست سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اسلام لے آنا انہی کی برکت سے ہے۔

☆حضور ﷺ کے حسن اخلاق

علامہ نور بخش توکلی علیہ الرحمہ سیرت رسول (عربی) میں اس واقعہ کو نقل کرتے ہیں: حضرت زید بن سعنہ یہودی عالم تھے۔ اپنے اسلام لانے کا قصہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں نبی آخر الزماں کی نبوت کی جو علامات پڑھی تھیں۔ وہ سب میں نے روئے محمد ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیں۔ صرف دو خصلتیں ایسی تھیں۔ جن کا آزمانا باقی تھا اور وہ یہ تھیں کہ آپ کا حلم آپ کے غضب پر سبقت لے جاتا ہے اور دوسرے کی جہالت و تکلیف آپ ﷺ کی شفقت و رحمت کو اور زیادہ بڑھاتی ہے۔ ان دو نشانیوں کی آزمائش کے لئے میں موقع کا منتظر تھا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دیہاتی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور یوں عرض کرنے لگا۔ فلاں قبیلے کے لوگ ایمان لائے ہیں میں ان سے کہا کرتا تھا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں رزق بکثرت ملے گا۔ اب ان کے ہاں

قحط سالی ہے، مجھے خدشہ ہے کہ تنگی کے سبب وہ اسلام سے برگشتہ نہ ہو جائیں لہذا آپ کچھ عطا فرمائیے۔ یہ سن کر سرورِ کونین ﷺ نے حضرت علی کی طرف دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ منظر دیکھ کر میں آگے بڑھا اور آپ ﷺ سے کھجوروں کی میعاد معین میعاد معلوم پر خرید کی اور اس کی قیمت 80 مثقال سونا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے وہ 80 مثقال سونا اس دیہاتی کو دے دیا کہ اس قبیلے کے لوگوں میں اسے تقسیم کر دو۔

جب مدت ختم ہونے میں تین دن باقی رہ گئے تو میں آپ ﷺ کے پاس جا کر آپ کی قمیض اور چادر کے دامن کو پکڑ کر گھور گھور کر دیکھ کر یوں کہنے لگا اے محمد ﷺ! کیا تو میرا حق ادا نہیں کرتا۔ اے عبد المطلب کے خاندان والو! تم ہمیشہ دوسروں کا حق ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر جلال میں آ گئے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چہرۂ محبوب ﷺ کو دیکھا تو محبوب ﷺ مسکرا رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اس کو لے جاؤ اور اس کا حق ادا کرواور اسے مزید بیس صاع کھجوریں اور دے دینا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے اور میرا حق ادا کر دیا اور بیس صاع کھجوریں اور دے دیں۔

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا میں زید بن سعنہ ہوں۔فرمایا وہی زید جو یہودیوں کا عالم ہے؟ میں نے کہا ہاں۔پھر پوچھا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا؟ میں نے کہا: اے عمر......جس وقت میں نے چہرۂ محمد ﷺ کو دیکھا۔ وہ تمام علامات جو میں تورات میں پڑھا کرتا تھا،موجود پائیں۔ان میں سے صرف دو علامتیں باقی تھیں جو میں نے اب آزمالیں۔

اے عمر! میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کو اپنا پروردگار اور اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو پیغمبر ماننے پر راضی ہو گیا۔

اور اے عمر! میں بہت مالدار ہوں، میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنا آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ کر دیا پھر حضرت زید اور حضرت عمر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضرت زید بن سعنہ پیارے محبوب کے قدموں میں گر کر کہنے لگے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اسلام لانے کے بعد حضرت زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ بہت سے غزوات میں سرکار ﷺ کے ہمراہ رہے اور غزوۂ تبوک میں دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔

محترم حضرات! آپ نے بحیثیت مسلمان ہماری سب سے پہلی ذمہ داری حسن اخلاق پر مفصل وعظ سنا جسے سننے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ موجودہ معاشرے کے بگاڑ کی اہم وجہ اخلاق کی خرابی ہے۔ اگر ہمارے اخلاق درست ہوجائیں تو پورا معاشرہ درست ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حسن اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائے اور قیامت کے دن اپنے محبوب ﷺ کا قرب خاص عطا فرمائے۔

امین ثم آمین

وما علینا الا البلغ المبین

بحیثیت مسلمان ہماری
دوسری ذمہ داری
ماں باپ کے ساتھ
حسن سلوک

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا ؕ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ عنکبوت سے آٹھویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے بحیثیت مسلمان ہماری دوسری ذمہ داری "والدین کے ساتھ اچھا سلوک" کے عنوان پر بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی۔(سورۂ عنکبوت 8)

حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ (سورۂ لقمان آیت 14)

اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی۔

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟

فرمایا ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی تمہاری دوزخ (ابن ماجہ)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاک دامن رہو۔ ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے والدین سے حسن سلوک کرو، ایسا کرنے سے تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت کے لئے آئے تو اس کی معذرت قبول کر لے۔ خواہ حق پر ہو یا نہ ہو۔ اگر ایسا نہ کیا (معذرت قبول نہ کی) تو میرے حوض کوثر پر نہ آئے۔(مستدرک للحاکم)

☆ اگرچہ ماں باپ دونوں کی اطاعت لازم ہے لیکن چونکہ ماں نے بچے کو اپنا خون پلا کر پالا ہے اور باپ نے زر پلا کر، اس لئے ماں کی خدمت کا حق باپ کے مقابلے میں سات گنا ہے۔

ماں باپ کے ساتھ احسان کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ اپنے قول و فعل سے ان کو تکلیف نہ پہنچائے۔

2۔ اپنے مال اور اپنی جان سے ان کی خدمت کرے۔

3۔ جب بھی وہ بلائیں تو فوراً حاضر ہو جائے۔

ان سے دلی محبت کرے، بات چیت اور اٹھنے بیٹھنے میں ان کا ادب کرے۔ والدین نیچے بیٹھے ہوں تو اوپر نہ بیٹھے۔ راستے میں ان سے آگے نہ چلے۔ ان کا نام لے کر نہ پکارے۔ مغفرت کی دعا کرے۔ ہفتہ میں ایک دن ان کی قبر کی زیارت کرے۔ والدین کے دوستوں اور قرابت داروں سے محبت اور حسن سلوک کرے۔

☆ **بیھقی: کنزالعمال:** سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لڑکا اپنے والدین کو ایک بار نظر رحمت سے دیکھے گا تو اللہ اس کے لئے اس نظر کے عوض ایک مقبول حج لکھتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر دن میں سو بار دیکھے۔ فرمایا ہاں اللہ بہت بڑا اور پاک ہے۔

☆ **بیھقی، کنزالعمال:** جس نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا تو یہ اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہے۔

حکایت = حضرت ابواسحق علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی داڑھی میں جوہر و یاقوت ہیں۔آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے اس لئے کہ میں نے کل اپنی داڑھی والدہ کے قدموں کے تلوؤں کو لگائی تھی۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ ایسے زندگی بسر کرے جیسے ایک ذلیل خطا کار غلام اپنے ترش رو اور سخت گیر آقا کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے یعنی جیسے غلام اپنے آقا کے سامنے چاپلوسی اور خوشامد کر کے وقت بسر کرتا ہے ایسے ہی اولاد کو ماں باپ کے سامنے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔

☆: ماں باپ کی طرف محبت و شفقت کی نظر سے دیکھے غصے سے نہ دیکھے۔

☆: ماں باپ کی خدمت خود کرے، کسی دوسرے کے سپرد نہ کرے۔

☆: ماں باپ نیچے بیٹھے ہوں تو خود اوپر نہ بیٹھے۔

☆: ماں باپ اگر بلائیں تو سب کام چھوڑ کر چلا آئے۔

☆ بیہقی شریف میں حدیث پاک ہے: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر

میں والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پاتا اور میں عشاء کی نماز شروع کر چکا ہوتا اور میں سورۃ الفاتحہ پڑھتا کہ میری ماں مجھے بلاتی، اے محمد ﷺ! تو میں ان کی پکار پر لبیک کہتا۔

☆ کنزالعمال میں حدیث ہے نبی پاک ﷺ نے فرمایا: تمہارے سے پہلے امتوں میں ایک بہت زیادہ عبادت گزار تھا، اس کا نام جریج تھا۔ کلیسا میں رہتا تھا، اس کی ماں تھی جو اس کے پاس آتی اور اسے آواز دے کر بلاتی تو وہ اپنی ماں کے پاس آ کر بات چیت کرتا۔ ایک دن جب اس کی ماں آئی تو وہ حالت نماز میں تھا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا یا جریج یا جریج یا جریج۔ جریج ہر بار کہتا اے رب میری ماں یا میری نماز! ماں کو جواب نہ دیا، ماں ناراض ہو کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگی۔ اے اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ دے، جب تک یہ بدکار عورت کا منہ نہ دیکھ لے۔

ماں یہ کہہ کر چلی گئی۔ کچھ دنوں کے بعد اس علاقے کے سردار کی بیٹی چرواہے سے بدکاری کر کے حاملہ ہوئی اور اس نے بچہ جنا۔ لوگوں نے بدکار عورت سے پوچھا تیرا ساتھی کون؟ وہ کلیسا والا جریج۔ کلیسا پر کہلاڑے چلنے کی آواز سنی تو جریج ان لوگوں سے پوچھنے لگا۔ تمہاری بربادی ہو تمہیں کیا ہوا؟ لوگ اسے ذلیل کرنے لگے اور اسے مارنے لگے اور کہنے لگے تو لوگوں کو اپنے عمل سے

دھوکا دیتا ہے۔ یہ سن کر جریج نے کہا۔تمہاری بربادی ہو تمہیں کیا ہوا؟ لوگ بولے تو نے بدکاری کرکے لڑکا پیدا کیا ہے؟

مسلم کی حدیث میں ہے۔ جریج نے کہا میں جانتا ہوں کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے لیکن یہ میری ماں کی بددعا تھی جس کا وبال مجھ پر ہے۔ ماں سے معافی مانگنے کے بعد پوچھا کہ وہ بچہ میرے پاس لاؤ۔ جریج نے دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز کے بعد درخت کی طرف چلا۔ وہاں سے ایک ٹھنی لے کر اس بچے کے پاس آیا۔ بچے کو ٹھنی مار کر کہا۔ اے نافرمان عورت کے لڑکے بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے۔ لوگوں نے جریج سے معافی مانگی اور کہا کہ آپ چاہیں، ہم آپ کا کلیسا سونے یا چاندی کا بنا دیں؟ اس نے کہا بس جیسا تھا ویسا ہی تعمیر کردو۔ بیہقی اور کنز العمال کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ اگر جریج راہب سمجھدار عالم ہوتا تو اسے یہ بات معلوم ہوتی کہ ماں کے بلاوے کا جواب دینا، رب تعالیٰ کی نفل عبادت کرنے سے بہتر ہے۔

☆ مسند الفردوس: راوی انس بن مالک، فرمایا آقا ﷺ نے، باپ کا اپنی اولاد کے لئے دعا کرنا ایسے ہے جیسے نبی کا اپنی امت کے لئے دعا کرنا۔

☆ احسن الوعاء لآداب دعا میں مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ اللہ والد کی دعا اولاد کے حق میں جلد قبول فرماتا ہے۔

☆ مسند الفردوس: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے نیچے ایک شخص کو دیکھا۔ عرض کیا مولا یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا۔ میں تجھے اس کا نام نہیں بتاؤں گا لیکن اس کی تین صفات سے باخبر کرتا ہوں۔ چغل خوری نہیں کرتا تھا۔ میری عطا پر حسد نہیں کرتا تھا اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔

☆ کنز العمال: راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ، سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ اپنے ماں باپ کے لئے دعا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق رک جاتا ہے۔

☆ کنز العمال: سرکار ﷺ نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے گا اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے گا۔

☆ کنز العمال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ راوی: فرمایا سرکار ﷺ نے جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے، وہ بخش دیا جائے گا۔

☆ کنز العمال / نوادر الاصول: راوی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ: فرمایا سرور کونین ﷺ نے: جو بہ نیت ثواب اپنے والدین یا ایک کی قبر کی زیارت

کرے، وہ حج مقبول کا ثواب پائے گا اور جو شخص کثرت سے ان کی قبر کی زیارت کرے گا، فرشتے اس کی قبر کی زیارت کے لئے آئیں گے۔

☆ کنز العمال: حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی بارگاہ رسالت میں آ کر عرض کرنے لگے۔ ایک راہ میں ایسے پتھر تھے کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا تو کباب ہو جاتا۔ میں چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ فرمایا تیرے پیدا ہونے میں جس قدر جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں، شاید ان میں سے ایک جھٹکے کا بدلہ ہو۔

سچی حکایات میں علامہ ابو النور بشیر علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: ایک شخص نے اپنی ماں کو کندھے پر سوار کر کے سات حج کرائے۔ ساتویں حج پر خیال آیا کہ شاید میں نے ماں کا حق ادا کر دیا۔ رات خواب میں کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا تو بچہ تھا سخت سردی تھی تو ماں کے پاس سو رہا تھا۔ تو نے بستر پر پاخانہ کر دیا۔ تیری ماں نے بستر دھویا۔ غربت کی وجہ سے دوسرا بستر نہ تھا۔ گیلے بستر پر تیری ماں لیٹ گئی۔ تجھے اپنے بستر پر سلایا۔ ارے نادان! تو نے تو اس رات بھی حق نہیں ادا کیا۔

☆ اویس قرنی علیہ الرحمہ اور ماں کی خدمت

ملک یمن کی ایک بستی قرن میں ایک عاشق رسول تھے جو زیارت محبوب کے لئے ہر آن بے تاب رہا کرتے تھے۔ان کے دل میں دیدار کی آرزو بار بار مچلتی کہ کاش کسی دن سلطان مدینہ ﷺ کا دیدار وصحبت حاصل ہو جائے۔انہوں نے کئی بار دیدار کا قصد کیا،مگر ماں کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوسکی۔آپ اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار، اطاعت گزار اور خدمت گزار تھے۔جب بھی ملاقات رسول ﷺ کے لئے سفر کا قصد کرتے، بوڑھی ماں رونے لگتیں اور غمزدہ ہوجاتیں۔اس وجہ سے آپ اپنا ارادہ بدل دیتے۔یہاں تک کونین کے والی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو چکے اور آپ کی آرزو آپ کے سینے میں ہی رہ گئی۔

مگر ان کی یہ قربانی رائیگاں نہ گئی بلکہ اس کے صلہ میں رب نے انہیں ایسے فضائل خاص سے نوازا کہ اس پر دنیا جتنا بھی رشک کرے،کم ہے۔

☆ مشکوٰۃ کی حدیث راوی فاروق اعظم: میں نے سرکار ﷺ کو فرماتے سنا۔تابعین میں سب سے افضل و بزرگ اویس ہے،اس کی ایک ماں ہے اس کے بدن پر سفید داغ ہیں (ملاقات ہو تو) اس سے گزارش کرو کہ وہ تمہارے لئے

مغفرت کی دعا کرے۔

مسلم کی حدیث میں ہے اس کے بدن میں سفید داغ تھا جو درہم بھر جگہ کے سوا سب کچھ ٹھیک ہو گیا۔ وہ اپنی ماں کا اطاعت وشعار وخدمت گزار ہے۔ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالے تو رب کریم اس کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

☆ والدین کی نافرمانی کی سزا دنیا میں

مشکاۃ المصابیح، بیہقی: سید عالم ﷺ نے فرمایا تمام گناہوں میں سے اللہ جو چاہے گا، بخش دے گا۔ سوائے والدین کی نافرمانی کے، کیونکہ اللہ اس شخص کو موت سے پہلے زندگی ہی میں سزا دینے میں جلدی فرماتا ہے۔

☆ کنز العمال کی حدیث میں ہے۔ دو کام ایسے ہیں جس کی سزا اللہ دنیا ہی میں جلد دیتا ہے۔ بغاوت اور والدین کی نافرمانی۔

☆ فیوض الرحمن اردو ترجمہ روح البیان میں ہے۔ ایک بزرگ عارف کامل نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹے کو تیس سال سے کوئی کام کا نہیں کہا۔ اس خطرہ سے کہ شاید وہ میری نافرمانی کرے اور اس نحوست سے اس پر عذاب الٰہی نازل ہو جائے۔

☆ قلیوبی شریف کی حکایت: اوس یمانی کا بیان ہے کہ ایک شخص کے چار

لڑکے تھے، وہ بیمار ہوا تو ایک لڑکے نے اپنے بھائیوں سے کہا یا تو آپ چاروں والد کی تیمارداری کریں یا میں کروں۔

شرط یہ ہے کہ جو تیمارداری کرے گا، اس کو ابا کی وراثت میں سے کچھ نہ ملے گا۔ دوسرے بھائی اس کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو آخر اسی فرزند نے یہ خدمت لی (اس کے خیال میں باپ کی خدمت بہت بڑی دولت ونعمت تھی۔)

ایک رات خواب میں اسے بتایا گیا کہ فلاں جگہ جاؤں اور وہاں سے سو اشرفیاں حاصل کرلو مگر ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنی بیوی سے اس خواب کا ذکر کیا۔ بیوی نے کہا لے لیجئے مگر اس نے انکار کردیا۔ دوسری رات اسے خواب میں کسی جگہ سے دس اشرفیاں لینے کی لالچ دی گئی اور ساتھ ہی بتایا گیا کہ اس میں بھی برکت نہیں ہے۔ آج صبح بھی اس کی بیوی نے اسے لے لینے کا مشورہ دیا مگر اس نے اس مرتبہ بھی بے برکت مال کی نحوست سے اپنے دامن کو داغدار نہیں ہونے دیا۔

تیسری رات اسے خواب میں کہیں سے صرف ایک اشرفی مگر بابرکت لینے کی رہنمائی کی گئی۔ اس نے خوشی خوشی جاکر وہ حاصل کرلی۔ اب اس کی برکت کا کرشمہ دیکھئے کہ......

واپسی میں اسے ایک شخص ملا جس کے پاس دو مچھلیاں تھیں۔ وہ انہیں ایک

دینار میں بیچ رہا تھا۔ اس نے اسی برکت والے دینار کے بدلے دونوں مچھلیاں خرید لیں۔ گھر لا کر ان کا پیٹ چاک کیا تو دیکھ کر اس حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ہر مچھلی کے پیٹ میں ایک ایک ''نایاب موتی'' نکلا۔ وہ ایک موتی لے کر بادشاہ کے یہاں گیا تو اس نے موتی کے بدلے۔ اسے بہت زیادہ مال عطا کیا۔ بادشاہ نے کہا یہ ایک موتی کوئی زیادہ بھلا معلوم نہیں ہوتا۔ اس کا جوڑا بھی دے دو۔ میں تمہیں مالا مال کردوں گا چنانچہ اس نے دوسرا موتی بھی دے دیا جس کے بدلے بادشاہ نے اسے مالا مال کر دیا اور باپ کی سچی خدمت کی برکت سے خوب مالا مال ہو گیا۔

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوئی سوداگر تھا۔ ایک روز اس کی ماں اپنے خرچ کے لئے اس کے پاس کچھ مانگنے آئی۔ اس کی بیوی نے کہا آپ کی ماں ہم سے ہر روز یونہی مانگ مانگ کر ہمیں محتاج بنا دینا چاہتی ہے۔ غریب ماں یہ سن کر روتے ہوتے چلی گئی اور بیٹے نے ماں کو کچھ نہ دیا۔

ایک دفعہ یہ لڑکا تجارت کا مال لے کر سفر میں جا رہا تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور اس کا ہاتھ کاٹ کر اسی کی گردن میں لٹکا دیا اور راستے پر خون میں لت پت چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ لوگ اس کے پاس سے گزرے تو اسے اس کے گھر پہنچا دیا جب اس کے رشتہ دار اسے دیکھنے آئے تو

اس نے برملا اپنے جرم کا اعتراف کرلیا کہ مجھے اپنی ماں کو تکلیف دینے کی سزا ملی ہے۔ اگر میں نے اپنے ہاتھ سے والدہ کو ایک روپیہ بھی دے دیا ہوتا تو نہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا اور نہ ہی میرا مال چھینا جاتا۔

پھر سوداگر کے پاس اس کی ماں آئی تو اس نے کہا۔ اے پیارے بیٹے! تیرے دشمنوں کے اس سلوک سے مجھے بہت افسوس ہے بیٹے نے عرض کی۔ امی جان! میرے ساتھ یہ سب کچھ آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ مجھ سے خوش ہو جائیں۔ ماں نے کہا۔ اے پیارے بیٹے میں تجھ سے خوش ہوں جب رات آئی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دوبارہ اس کا ہاتھ پہلے کی طرح اچھا ہو گیا۔

(عظمت والدین، مفتی نظام الدین)

بحیثیت مسلمان
ہماری تیسری ذمہ داری
بیوی کی حقوق

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بقرہ آیت سے ایک سو ستاسی کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت مسلمان ہماری تیسری ذمہ داری بیوی کے حقوق ہیں۔ یہ ایک ایسی

ذمہ داری ہے جسے بہت کم لوگ صحیح طریقے سے نبھاتے ہیں۔آج کے پرفتن دور میں اکثر مرد بیویوں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔احادیث میں جگہ جگہ اپنی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے۔اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گا اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔(بخاری ومسلم)

☆ راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا ایمان والوں میں کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں سے وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ (برتاؤ میں) سب سے اچھے ہوں (مسند احمد)

☆ کیمیائے سعادت میں ہے کہ حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عورتوں پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ ان کی حرکت پر صبر کیا جائے اور ان کی حرکت پر صبر کرنا آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر بیوی تلخ مجاز ہے تو اس کی حرکتوں پر صبر کیا جائے۔اگر ہمیں اس سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو دوسری طرف ہمارے لئے راحت وسکون کا

سامان بھی ہے۔ ہمارا گھر سنبھالتی ہے۔ ہمارے کھانے پینے کا خیال رکھتی ہے۔ ہمارے بچوں کا بھی خیال رکھتی ہے۔ ہمارے کپڑے بھی دھوتی ہے۔ الغرض کہ ہمیں اپنی بیوی سے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو ماحول خراب نہیں کرنا چاہئے بلکہ درگزر کرتے ہوئے اس کی اچھائیوں پر نظر رکھتے ہوئے زندگی گزارتے رہیں۔ ہمارے اسلاف کی بھی یہی تعلیمات ہیں چنانچہ اس ضمن میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا واقعہ پیش خدمت ہے

☆ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو ایک مرتبہ کسی مجلس میں دیر تک ٹھہرنا پڑا۔ مجلس کے اختتام پر رات ہو چکی تھی۔ آپ گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ مریدین کہنے لگے کہ پہلے ہم آپ کو آپ کے گھر چھوڑ دیتے ہیں پھر ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے چنانچہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے اپنے مریدین کے ہمراہ جیسے ہی اپنے گھر پہنچ کر دستک دی۔ اندر سے نہایت ہی سخت لہجہ میں آواز آئی کون؟ آپ نے جواب دیا بایزید......

بس یہ سننا تھا کہ تلخ مزاج بیوی نے اندر سے ہی شور مچانا شروع کر دیا کہ بڑے پیر بنے پھرتے ہیں۔ گھر کا خیال نہیں وغیرہ وغیرہ۔ آپ خاموشی سے سنتے رہے مگر مریدین سے برداشت نہ ہوا۔ ایک مرید آگے بڑھ کر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ آپ نے اسے روک لیا اور اس سے فرمانے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ اس کو سبق

سکھانا میرے لئے مشکل ہے؟ نہیں بلکہ صرف چند منٹ میں اس سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں کرتا اس لئے کہ یہ مجھے برا بھلا کہتی رہے۔ میں صبر کرتا رہوں اور اپنے رب سے اجر پاتا رہوں۔

سبحان اللہ! کیا سوچ تھی ہمارے اسلاف کی کہ عالی مرتبت ہونے کے باوجود بھی جوابی کارروائی نہ کی بلکہ صبر واستقامت کا دامن تھامے رہے۔ ان کی سیرت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر آج ہم سب ان خاصان خدا کی سیرت کو اپنالیں تو معاشرے سے طلاق کی کثرت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر گھر امن وسکون کا گہوارا بن جائے گا۔

اچھے شوہر کی نشانیاں

1۔ بیوی کے تمام حقوق ادا کرے۔

2۔ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے فقط اپنی بیوی کا ہو کر رہے۔

3۔ بیوی پر ظلم وزیادتی نہ کرے۔

4۔ بیوی کے عیب اور خامیوں پر پردہ رکھے۔

5۔ بیوی کے میکے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

6۔ بیوی اور بچوں کو حلال طیب کمائی کھلائے۔

7۔بیوی کے آرام کا ہر طرح سے خیال رکھے۔

8۔بیوی کی تند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

9۔بیوی کو ذلت ورسوائی سے بچائے رکھے۔

10۔بیوی کو نیکی کا حکم دیتا رہے اور برائی سے منع کرتا رہے۔

11۔بیوی کی اخراجات میں کنجوسی نہ کرے۔

12۔بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

بحیثیت مسلمان

ہماری چوتھی ذمہ داری

اپنے گھر والوں کو

نیکی پر گامزن کرنا

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاهِدِیۡنَ وَالشّٰاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت مسلمان ہماری چوتھی ذمہ داری اپنے گھر والوں کو نیکی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ہم خود بھی فرائض و واجبات کی پابندی کریں اور گھر والوں کو بھی فرائض وواجبات کا پابند بنائیں۔ خود بھی گناہوں سے بچیں اور گھر والوں کو بھی گناہوں سے بچائیں تاکہ وہ جہنم کی آگ

سے محفوظ رہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا

ترجمہ= اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ

☆ تفسیر دُرِّ منثور جلد آٹھویں ص 225 پر ہے۔ سید عالم ﷺ سے عرض کی گئی۔ ہم انہیں کیسے اس آگ سے بچائیں؟ ارشاد فرمایا: اپنے اہل وعیال کو ان چیزوں کا حکم دو جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور ان سے روکو جو رب کو ناپسند ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا

(سورۂ طٰہٰ آیت 132 ' پارہ 16)

ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔

☆ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے تھے جب پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی زوجہ کو جگاتے اور کہتے اٹھو نماز پڑھو اور پھر یہ آیت پڑھتے: وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا

☆ حدیث شریف = بخاری شریف کی حدیث نمبر 2554 ہے۔ سرکار کائنات ﷺ نے فرمایا۔ تم سب نگران ہو اور تم میں سے ہر ایک سے ایک

ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔آدمی اپنے اہل وعیال کا نگران ہے۔اس سے اس کے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگراں ہے۔اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

☆شوہر کو چاہئے کہ......

1۔اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی پابندی سے نماز پڑھے۔

2۔گھر والوں کو مال حلال کھلائے اور لقمۂ حرام سے بھی رُکے اور گھر والوں کو بھی بچائے۔

3۔گھر والوں کو فلموں،ڈراموں اور موسیقی جیسے گناہوں سے روکے۔

4۔گھر والوں کی لحہ بہ لحہ تربیت کرتا رہے۔

5۔اپنی بیوی اور بیٹی کو بے پردگی سے بچائے،ہو سکے تو سختی بھی کرے۔

6۔اپنے بیٹے کو بری صحبت سے روکے خصوصا بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے روکے۔

7۔شادی بیاہ کے مواقع پر خلاف شرع کام سے خود بھی بچے اور گھر والوں کو بھی بچائے۔

بحیثیت مسلمان
ہماری پانچویں
ذمہ داری
اولاد کے حقوق

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا
صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بحیثیت مسلمان ہماری پانچویں ذمہ داری اولاد کے حقوق ہیں۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب ہم خود بھی فرائض وواجبات کی پابندی کریں اور گھر والوں کو بھی فرائض وواجبات کا پابند بنائیں، خود بھی گناہوں سے بچیں اور گھر والوں کو بھی

گناہوں سے بچائیں تاکہ وہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہیں۔

اس ذمے داری سے قبل ایک اہم بات وہ یہ ہے کہ حاملہ عورت اپنے آپ کو گناہوں سے بچائے مثلاً فلمیں، ڈرامے اور موسیقی سے پرہیز کرے اور اپنے اوقات نماز، تلاوت اور درود وسلام میں گزارے۔اس سے بھی اولاد پر بہت اثر پڑتا ہے۔

☆ سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی والدہ چودہ پاروں کی حافظہ تھیں۔سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ جب شکم مادر میں تھے تو والدہ چودہ پاروں کی تلاوت فرمایا کرتی تھیں۔آپ نے اپنی والدہ کے پیٹ میں چودہ پارے حفظ کر لئے۔

☆ حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ کی والدہ سترہ پاروں کی حافظہ تھیں۔جب حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ شکم مادر میں تھے۔تو والدہ سترہ پاروں کی تلاوت فرمایا کرتی تھیں۔آپ نے سترہ پارے شکم مادر میں حفظ کر لئے جو کہ چار برس چار ماہ کی عمر میں سنا دیئے۔

☆ حضرت سلطان بایزید بسطامی علیہ الرحمہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔ والدہ نے ایک مرتبہ مشتبہ چیز کھالی۔والدہ کے پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔

☆ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے۔والدہ نے

بغیر اجازت پڑوسی کی چیز کھالی۔ پیٹ میں شدید درد شروع ہو گیا۔

☆ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے ۔والدہ جب بھی بت خانے جانے کا ارادہ کرتیں۔ پیٹ میں شدید درد شروع ہو جاتا۔ والدہ فرماتی ہیں۔ ایسا لگتا کہ میرا بیٹا مجھے بت خانے جانے سے روک رہا ہے۔

اب آپ کی خدمت میں اولاد کے حقوق بیان کئے جائیں گے۔

1۔ **پیدائش کے فورا بعد اذان کہنا:** پیدائش کے بعد سیدھے کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت کہے۔ (ترمذی)

2۔ **تحنیک کرنا:** کھجور چبا کر اس کا کچھ حصہ تالو پر لگا دیا جائے یا میٹھی چیز، مصری، شہد یا شیرہ لگا دینا چاہیے تاکہ سنت پر عمل ہو۔ (مسلم)

3☆...... **اچھا نام تجویز کرنا:** نبی پاک ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن تمہیں اپنے ناموں سے پکارا جائے گا۔ اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداوٗد)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ لاعلمی میں برا نام رکھا تو بدل دے۔

وہ نام رکھے جائیں جن کا اچھا معنی ہو۔ سیدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں۔

اچھے ناموں کا اثر انسان کی شخصیت پر پڑتا ہے۔

سرکار ﷺ کے نام پر نام رکھو۔

☆ طبرانی میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بعض فرشتے زمین پر سیاحت کرتے ہیں جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو اس گھر کا پہرہ دیتے ہیں۔

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں لڑکا پیدا ہو، پس وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد رکھے۔ وہ اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔ (کنز العمال' کتاب النکاح' حدیث نمبر 45215)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا، قیامت تک صبح و شام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔

(کنز العمال' کتاب النکاح' حدیث نمبر 45213)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن دو شخص اللہ کی حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے۔ اے اللہ! ہم کس عمل کے سبب جنت کے قابل ہوئے حالانکہ ہم نے تو جنت کا کوئی کام نہیں

کیا؟ رب تعالیٰ فرمائیگا۔ جنت میں جاؤ، میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا، دوزخ میں نہ جائے گا۔

(فردوس الاخبار، حدیث نمبر 8515)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ کوئی دسترخوان بچھا یا نہیں کہ اس پر ایسا شخص تشریف لائے جس کا نام احمد یا محمد ہو تو ہر روز دو بار اس گھر کو تقدس بخشا جاتا ہے۔ (یعنی پاک کیا جاتا ہے)

☆ فتاویٰ رضویہ جلد 24 ص 690 امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو چاہے کہ اس کی بیوی کے حمل میں لڑکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے

ان کان ذکرا فقدس سمیتہ محمدا

اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا، ان شاء اللہ لڑکا ہی ہوگا۔

اگر اپنے بچوں کے نام محمد یا احمد رکھیں تو عزت و تکریم بھی کیجئے۔ حدیث پاک میں ہے۔

☆ جامع الصغیر میں حدیث پاک ہے کہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔

(جامع الصغیر حدیث نمبر 706)

☆ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ اور نام محمد کا ادب:

حضرت سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کا وفادار وزیر جس کا نام ایاز تھا۔ ایاز کا بیٹا جس کا نام محمد تھا۔ دونوں باپ بیٹے سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ جب بھی سلطان کو کوئی کام ہوتا' ایاز کو یا اس کے بیٹے محمد کو نام سے پکارتا۔

ایک مرتبہ سلطان کو کسی کام کی حاجت ہوئی تو ایاز کے بیٹے محمد کو نام لے کر نہیں بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر پکارا۔ ایاز نے جب یہ سنا کہ آج سلطان میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں پکار رہے تو پریشان ہو گیا کہ کہیں سلطان ہم سے ناراض تو نہیں ہو گئے ۔ یہ سوچتے ہوئے فورا سلطان کے پاس حاضر اور پوچھنے لگا کہ عالیجاہ! کہیں خادم سے خطا تو نہیں ہو گئی جو آپ نے آج میرے بیٹے محمد کو اس کا نام لے کر نہیں پکارا۔ یہ سن کر سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمہ کہنے لگے کہ بات دراصل یہ ہے کہ جب بھی میں تمہارے بیٹے محمد کا نام لیتا یا نام لے کر اسے بلاتا۔ میرا وضو ہوتا تھا مگر آج میرا وضو نہیں تھا لہذا میں نے بغیر وضو محمد نام لینا گوارا نہ کیا۔ اس لئے ایاز کے بیٹے کہہ کر پکارا۔ (بحوالہ: تفسیر روح البیان' سورۂ احزاب'

آیت 40)

☆ نام محمد رکھے پکارنے کے لئے کوئی اور رکھ لے۔ مثلاً نام محمد ہو مگر پکارنے کے لئے یاسر، جواد، شفیع، ناصر وغیرہ رکھ لے۔

4: بیٹی پیدا ہونے پر غم نہ کرنا

☆ مجمع الزوائد حدیث 13484 جلد 8: حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے فرمایا۔ جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ اس کے گھر فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو۔ پھر فرشتے اس بچی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک ناتواں و کمزور جان ہے جو ایک ناتواں سے پیدا ہوئی ہے جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری لے گا تو قیامت تک اللہ کی مدد اس کے ساتھ شامل رہے گی۔

☆ مسند الفردوس للدیلمی حدیث 7556 حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا۔ بیٹیوں کو برا مت کہو۔ میں بھی بیٹیوں والا ہوں۔ بے شک بیٹیاں تو بہت محبت کرنے والیاں، غمگسار اور بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں۔

5: دودھ پلانا

ماں دو برس تک اولاد کو دودھ پلائے۔

کنز العمال: سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی عورت اپنے بچے کو دودھ

پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے کہ جیسے کسی جاندار کو زندہ کر دیا ہو۔ پھر جب وہ اس کو دودھ چھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے کاندھے پر تھپکی دیتا ہے اور کہتا ہے اپنا عمل دوبارہ شروع کر (یعنی تیرے گناہ بخش دیئے گئے اب دوبارہ اپنے اعمال کا آغاز کرے)

ہمارا تو ایک مشورہ ہماری بہنوں کے لئے ہوتا ہے کہ وہ جب بھی اپنی اولاد کو دودھ پلانے کا ارادہ کریں۔ وضو کرکے درود پاک پڑھتے ہوئے پلائیں۔اس سے ان کی اولاد عاشق رسول بنے گی۔ والدین کی فرمانبردار بنے گی۔مگر مجھے افسوس ہے کہ ہماری بہنیں اپنے بچوں کو دودھ پلاتے وقت فلمیں اور ڈرامے دیکھ رہی ہوتی ہیں۔موسیقی سن رہی ہوتی ہیں، غیبتیں کر رہی ہوتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس کا برا اثر ان کی اولاد پر پڑتا ہے۔

مستدرک للحاکم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اور وہ اسے ایذا نہ دے اور نہ ہی برا جانے اور نہ بیٹے کو بیٹی پر فضیلت دے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کریگا۔

6۔ بولنے لگے تو کلمہ سکھاؤ

شریعت کا حکم ہمیں یہ ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو کلمہ سکھاؤ پہلا کلمہ ''اللہ'' سکھاؤ۔ ہم ماما، پاپا، ٹاٹا، بابا سکھاتے ہیں (پینٹ شرٹ اور تصاویر والا لباس نہ پہنائیں، لڑکے کو لڑکی اور لڑکی کو لڑکے کا لباس نہ پہنائیں)

7۔ اولاد کے درمیان محبت میں برابری کرنا

اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔

8۔ اچھی تربیت

(اولاد کی اخلاقی خرابی کے اسباب پر نظر)

9۔ اولاد کے دین کی فکر کرنا، صحیح العقیدہ بنانا۔

10۔ بالغ ہوتے ہی نکاح کردے۔

بحیثیت مسلمان ہماری
چھٹی ذمہ داری
پڑوسیوں کے حقوق

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡجَارِ الۡجُنُبِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نساء سے چھتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شریعت نے جہاں ہر کسی کے حقوق بیان کئے ہیں' وہیں پڑوسیوں کے

حقوق کا بھی سختی سے خیال رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔بحیثیت مسلمان ہماری چھٹی ذمہ داری پڑوسیوں کے حقوق ہیں۔مختصر وقت میں احادیث کی روشنی میں پڑوسیوں کے حقوق بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ راوی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ پڑوسی کو (کسی بھی قسم) کی تکلیف نہ پہنچائے۔(بخاری ومسلم)

☆ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا۔جب تک اس کا دل درست نہ ہواور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک زبان درست نہ ہواور وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں اور ایذارسانیوں سے اس کے پڑوسی محفوظ اور بےخوف نہ ہوں۔(امام ابن ابی الدنیا)

☆ راوی حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: رسول اللہ ﷺ فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے (اللہ کی عدالت میں جن کا مقدمہ پیش ہوگا) وہ دو پڑوسی ہوں گے۔

☆ المطالب العالیہ، کتاب الادب حدیث 2604: رسول پاک ﷺ نے فرمایا جواپنے پڑوسی کا حق تلف کرے، وہ ہم سے نہیں۔

☆ مراۃ المناجیح جلد 6 ص 52 پر مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

سرکار ﷺ نے فرمایا: پڑوسی کے گیارہ حقوق ہیں۔

1۔ جب اسے تمہاری مدد کی ضرورت ہو، اس کی مدد کرو۔

2۔ اگر معمولی قرض مانگے دے دو۔

3۔ اگر وہ غریب ہو تو اس کا خیال رکھو۔

4۔ وہ بیمار ہو تو مزاج پرسی بلکہ ضرورت ہو تیمارداری کرو۔

5۔ مر جائے تو جنازہ کے ساتھ جاؤ۔

6۔ اس کی خوشی میں خوشی کے ساتھ شرکت کرو۔

7۔ اس کے غم و مصیبت میں ہمدردی کے ساتھ شریک رہو۔

8۔ اپنا مکان اتنا اونچا نہ بناؤ کہ اس کی ہوا روک دو مگر اس کی اجازت سے۔

9۔ گھر میں پھل فروٹ آئے تو پڑوسی کو ہدیہ بھیجتے رہو، نہ بھیج سکو تو خفیہ رکھو، اس پر ظاہر نہ ہونے دو۔ تمہارے بچے اس کے بچوں کے سامنے نہ کھائیں۔

10۔ اپنے گھر کے دھوئیں سے اسے تکلیف نہ دو۔

11۔ اپنے گھر کی چھت پر ایسے نہ چڑھو کہ اس کی بے پردگی ہو۔

قسم اس رب کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، پڑوسی کے حقوق وہی ادا کرسکتا ہے جس پر اللہ رحم فرمائے۔

☆امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا شرابی پڑوسی

مسلمانوں کے امام، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مکان کے برابر میں ایک شرابی رہتا تھا۔ رات کے وقت جب امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ محوِ عبادت ہوتے تو یہ شرابی شراب کے نشے میں دھت اپنے مکان میں آتا اور مچھلی پکاتا، کھاتا اور خوب شور مچاتا، امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی عبادت میں خلل واقع ہوتا مگر آپ کبھی اس شرابی کو کچھ نہ کہتے، یہ شور شرابا روزانہ کا معمول تھا۔

ایک رات امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے اس کے شور کی آواز نہ سنی۔ آپ کو تشویش ہوئی۔ معلومات کرنے پر پتہ چلا کہ شرابی کو پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ ہم جیسا کوئی شخص ہوتا تو بڑا خوش ہوتا کہ چلو اچھا ہوا۔ ہمیں خوب تنگ کرتا تھا۔ اب جیل میں چکی پیسے گا تو پتہ چلے گا کہ دوسروں کو تنگ کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

لیکن وہ امام اعظم علیہ الرحمہ تھے، فوراً تھانے گئے اور پوچھا کہ کیا تم نے فلاں شرابی کو پکڑا ہے؟ پولیس والے کہنے لگے کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ پولیس نے اس شرابی کو رہا کر دیا۔

شرابی کو جب یہ بتایا گیا کہ تجھے وقت کے امام نے چھڑوایا ہے تو بہت حیران ہوا اور نہایت پشیمانی کے عالم میں امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا حضور! میرے شوروغل سے آپ کو تکلیف نہیں ہوتی تھی؟ یہ سن کر امام صاحب فرمانے لگے۔ ہاں تکلیف تو ہوتی تھی مگر صبر کر لیتا تھا۔

یہ سن کر وہ شرابی آپ کے قدموں میں گرا اور اپنے گناہوں سے تائب ہوگیا۔

محترم حضرات! یہ ہمارے امام تھے جن کے ہم مقلد ہیں مگر ہمارا رویہ اپنے امام سے بالکل مختلف ہے۔ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والے لوگ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اب تک پڑوسیوں کے حقوق سمجھے ہی نہیں۔ اس سے بڑھ کر پڑوسیوں کے حقوق اور کیا ہوں گے کہ اگر پڑوسی غیر مسلم بھی ہے تو اس کا بھی ہم پر حق ہے لیکن افسوس ہم غافل ہیں۔ ہم نفس کے پیروکار ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑوسیوں کے حقوق صحیح معنوں میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وقت کی اہمیت
علماء کی نظر میں

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ كَفَّارٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ ابراہیم سے چونتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ نے اپنے بندوں پر کثیر نعمتیں نازل فرمائیں جن کا شمار و احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بشری طاقت و قوت نہ اس کا شمار کر سکتی ہے اور نہ ہی اس کی حقیقت کا ادراک کر سکتی ہے۔ رب تعالیٰ کی یہ بے شمار نعتیں مسلسل اس کے بندوں کو حاصل ہوتی رہتی ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ

(سورۂ ابراہیم، آیت 34)

اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے، بے شک آدمی بڑا ناشکرا ہے۔

انہی بے شمار نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ''وقت'' ہے۔ وقت کی قدر و منزلت بہت ہے۔ ہمارے اکابرین اسے کبھی ضائع نہ کرتے تھے۔ آیئے اب آپ کے سامنے وقت ''وقت کی اہمیت علماء کی نظر میں'' بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ میں نے صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان کے دو جملوں سے بہت فائدہ حاصل کیا۔ ایک یہ کہ وقت تلوار ہے، اگر تم اس سے نہ کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹے گا۔ (یعنی وقت کو کام کر کے گزارو تا کہ وہ تمہیں چھوڑ کر نہ چلا جائے اور تم کف افسوس ملتے رہو) اپنے نفس کو حق کے ساتھ مشغول کرو ورنہ وہ تمہیں باطل کے ساتھ مشغول کر دے گا۔

☆ حضرت عامر بن قیس علیہ الرحمہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور! آپ مجھ سے بات کیجئے۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ سورج کو میرے لئے ٹھہرا دو تا کہ میں تم سے بات چیت کر لوں کیونکہ وقت گزرتا چلا جا رہا ہے۔ اس کے گزرنے کے بعد کوئی اسے واپس نہیں کر سکتا۔ وقت کا گنوانا ایک عظیم خسارہ ہے

کہ اس کا بدل ناممکن ہے۔ وقت کی قدر یہ ہے کہ اسے اچھے عمل سے ملا دیا جائے۔

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی چیز پر اتنا شرمندہ نہیں ہوتا، جتنا کہ جس دن سورج غروب ہو جاتا ہے اور میں کوئی نمایاں کام انجام نہیں دے پاتا اور میرے عمل میں اضافہ نہیں ہو پاتا۔

☆ حضرت محدث کبیر عبید بن یعیش علیہ الرحمہ حدیث نبوی لکھنے میں اتنے مصروف اور منہمک رہتے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک رات کو اپنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھایا۔ میری ہمشیرہ میرے منہ میں لقمے ڈالتی اور میں حدیث لکھتا۔

☆ امام نووی علیہ الرحمہ روزانہ گیارہ درس لیتے۔ آپ دن رات میں عشاء کے بعد صرف ایک بار کھاتے تھے اور سحر کے وقت صرف ایک بار پیتے تھے۔ میوے اور ککڑی سے پرہیز کرتے، فرماتے تھے۔ جسم کے بوجھل اور نیند کے خمار سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے شادی نہیں کی۔ تجرد کی زندگی بسر کی۔

☆ حضرت امام شمس الدین اصبہانی علیہ الرحمہ نے اپنا کھانا اس لئے کم کر دیا تھا تاکہ کھانے اور رفع حاجت میں وقت ضائع نہ ہو۔

☆ حضرت حافظ عبد الغنی مقدسی علیہ الرحمہ اپنا وقت بالکل ضائع نہیں کرتے

تھے۔ان کا یہ معمول تھا کہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد قرآن کریم اور بسا اوقات حدیث شریف کا درس دیتے۔ پھر وضوفرماتے اور ظہر سے کچھ پہلے تک فاتحہ اور معوذتین کے ساتھ تین سو رکعات نماز ادا کرتے۔

پھر تھوڑا سو جاتے اور پھر نماز ظہر ادا فرماتے۔ اس کے بعد مغرب تک سماعت حدیث اور کتابوں کی نقل میں مشغول رہتے۔ اگر روزے سے ہوتے تو افطار کرتے۔ نمازِ عشاء ادا کرنے کے بعد آدھی رات یا اور تھوڑی دیر تک سوتے، پھر وضو کر کے نماز ادا کرتے، پھر تازہ وضو کر کے قریب الفجر تک نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ بسا اوقات سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ وضو کرتے اور فرماتے، نماز میرے دل کو خوش رکھتی ہے، جب تک میرے اعضاء تر وتازہ رہتے ہیں، پھر نماز فجر سے پہلے تھوڑا سا سوجایا کرتے۔ یہ آپ کی عبادت و ریاضت اور جانفشانی تھی۔

☆ حضرت ثعلب نحوی علیہ الرحمہ کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ آپ جمعہ کے دن عصر کے بعد نکلے۔ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جسے وہ راستہ میں دیکھتے ہوئے چلے جارہے تھے۔ ایک گھوڑا ان سے ٹکرا گیا جس کی وجہ سے وہ گر پڑے۔سر میں کافی چوٹ آئی۔ اسی حالت میں انہیں گھر لے جایا گیا اور دوسرے دن ان کا انتقال ہوگیا۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے شاگرد حضرت قاضی ابراہیم بن جراح کوفی ثم مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف بیمار ہوئے تو میں ان کی خدمت میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو اس وقت بے ہوشی کے عالم میں تھے۔ جب انہیں کچھ افاقہ ہوا اور ہوش آیا تو مجھ سے فرمایا۔ ''ابراہیم! اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو؟ میں نے تعجب سے کہا ایسی حالت میں بھی'' انہوں نے فرمایا کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم یہ درس و مباحثہ جاری رکھے ہوئے ہیں تا کہ اس کے باعث نجات دینے والا ہمیں نجات دے دے۔

☆ موسیٰ بن اسماعیل علیہ الرحمہ نے کہا ''اگر میں یہ کہوں کہ میں نے حضرت حماد بن سلم علیہ الرحمہ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تو یقینا میں نے سچ کہا۔

وہ حدیث یا تلاوت قرآن یا تسبیح یا نماز میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ دن رات کو انہوں نے انہیں عبادتوں کے لئے تقسیم کر رکھا تھا۔ یونس موءدب نے کہا۔ حضرت حماد بن سلم کا حالت نماز میں انتقال ہوا۔

☆ حضرت خلیل بن احمد فراہیدی بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ سب سے مشکل اور گراں ساعت میرے لئے وہ ہوتی جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ اللہ اکبر! علم میں اس قدر فنا رہتے کہ کھانے کا وقت بھی ان کے لئے گراں بار ہوتا۔

☆ حضرت احمد بن سلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مسلم قشیری علیہ

الرحمہ کو مجلس مذاکرہ کا رئیس بنایا گیا۔ ان کے سامنے ایک ایسی حدیث ذکر کی گئی جسے وہ نہیں جانتے تھے۔ وہ اپنے گھر واپس آئے۔ رات کا وقت تھا۔ ان کے لئے کھجوروں کی ایک ٹوکری پیش کی گئی۔ حدیث تلاش کرتے جارہے تھے اور اس میں سے ایک ایک کھجور لئے جارہے تھے۔ اسی طرح صبح ہوگئی۔ کھجور کا پورا ٹوکرا خالی ہوگیا۔ حدیث تو مل گئی مگر خالی ٹوکرا دیکھ کر حیرت کے باعث آپ کا وصال ہوگیا۔

☆ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ روٹی پانی میں ڈبو کر کھایا کرتے تھے۔ کسی کے استفسار پر فرمایا کہ روٹی چبا کر کھانے میں جتنا وقت لگتا ہے، اس وقت میں قرآن مجید کی چالیس آیات تلاوت کرلیتا ہوں۔

☆ علامہ امام ابن عقیل علیہ الرحمہ کیک کو روٹی کی بہ نسبت اس لئے زیادہ پسند فرماتے کہ روٹی کے چبانے میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ آپ نے ''الفنون'' کے نام سے کتاب لکھی۔

امام ذہبی علیہ الرحمہ نے کہا دنیا میں ''الفنون'' سے بڑی کسی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ امام ابن رجب اور بعض لوگوں نے کہا کہ الفنون کی 800 جلدیں ہیں۔

امام ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ کی مناظرہ اور مذاکرہ سے زبان معطل ہوگئی،

مطالعہ اور تحریر سے آنکھ بھی معذور ہوگئی، اس کے باوجود علم حاصل کرنے کا جذبہ بیس سال کے جوان جیسا تھا۔

☆ صاحب نورالانوار نے اپنی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں صرف کی۔ اصول فقہ میں نور الانوار شرح المنار آپ کی زندگی کی یادگار ہے جس سے دنیائے علم کا بچہ بچہ واقف ہے۔ یہ کتاب آپ نے مدینۂ پاک کے قیام کے دوران صرف دو ماہ کے اندر لکھی۔

☆ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد 11 ص 31 پر لکھتے ہیں کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے چراغ جلاتے اور جو فوائد (نوٹس) ذہن میں آتے انہیں قید تحریر میں لاتے اور پھر چراغ بجھا کر سو جاتے پھر کوئی بات ذہن میں آتی تو پھر لکھنے کے لئے اٹھتے، اس طرح کبھی کبھی اٹھنے کی تعداد بیس کے قریب پہنچ جاتی۔

☆ حضرت عبدالرحمن قصری علیہ الرحمہ قیروان کے رہنے والے اور بہت بڑے فقیہ تھے۔ آپ خود فرماتے ہیں۔ میرے چند سال ایسے گزرے کہ جن میں رات دن لکھنے کی وجہ سے کبھی قلم خشک ہونے کی نوبت نہیں آئی، بسا اوقات کاغذ ختم ہوجاتے تو اپنے کسی لباس کو بیچ کر کاغذ خرید کر لکھتا تھا۔

☆ امام ابن جوزی علیہ الرحمہ مشہور محدث ہیں۔ تین سال کی عمر میں والد

گرامی وصال فرما گئے۔ یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، لیکن تصنیفی کارناموں کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ برسرِ منبر فرمایا کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ کوئی وقت ضائع نہیں کرتے، چار جزء روزانہ لکھنے کا معمول تھا۔ لکھتے وقت قلم کے تراشے (برادہ) جمع کرتے رہتے اور وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی اسی سے گرم کیا جائے، چنانچہ آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا۔ پانی گرم کرنے کے بعد بھی تراشے بچ گئے۔

☆ صاحب ہدایہ علیہ الرحمہ نے ماہ ذوالقعدہ 573ھ بروز جمعرات بعد نماز ظہر ہدایہ کی تصنیف شروع کی اور پوری عرق ریزی کے ساتھ مسلسل تیرہ سال تک اس طرح مصروف رہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور اس کی بھی کوشش کرتے کہ کسی کو روزہ کی اطلاع نہ ہو۔ خادم کھانا رکھ کر چلا جاتا، آپ طلباء کو کھلا دیتے، خادم سمجھتا کہ آپ نے کھانا کھالیا ہے۔

☆ شمس الائمہ علامہ امام محمد بن احمد سرخسی علیہ الرحمہ کو خاقان نے ایک کنویں میں قید کردیا۔ پندرہ برس تک محبوس رہے، اس کنویں میں بغیر کسی کتاب کے مطالعہ اور تعاون کے مبسوط جیسی ضخیم کتاب (جو تیس جلدوں میں ہے) طلباء کو املا کروادی' تلامذہ کنویں کے چاروں طرف بیٹھ کر لکھتے تھے۔

کیا شان ہے ہمارے اکابرین کی جو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے۔ ہر ہر

لمحہ خدمت دین اور خدمت حدیث میں مشغول رہتے تھے۔ واقعی یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کے صحیح مقصد کو پہچانا۔

مگر افسوس کہ ہم اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو فضولیات میں ضائع کر دیتے ہیں۔ وقت کی قدر اور اہمیت ہمارے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے۔ یاد رہے جو وقت گزر گیا۔ وہ دوبارہ نہیں آتا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم وقت جیسی نعمت کی حفاظت کریں۔ جب تک سانسیں چل رہی ہیں۔ اس وقت تک ہم جو نیک عمل کر سکتے ہیں، کرلیں۔ جب موت آ گئی اس کے بعد ایک مرتبہ سبحان اللہ پڑھنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وقت جیسی نعمت کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

علم حاصل کرنے
کی فضیلت
اور اساتذہ کا ادب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فاطر سے آٹھویں آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہر مسلمان یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں مگر دیکھنا کہ مخلوق میں

سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید فرقان حمید کسے سب سے زیادہ ڈرنے والا بتا رہا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: اللہ سے اس کے بندوں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں

اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم والے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہیں۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے

☆ سرکارِ اعظم ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ، حدیث 224)

☆ بنیادی عقائد کا علم، عبادات کا علم مثلاً نماز، روزہ اور روزمرہ درپیش آنے والے مسائل، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔

☆ ابوداؤد حدیث 3641: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو شخص علم دین کرنے کے لئے کسی راستہ پر چلتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلا دیتا ہے۔ یعنی علم حاصل کرنا اس کے لئے جنت میں داخلہ

کا ایک سبب بن جاتا ہے۔فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔عالم کے لئے آسمان وزمین کی ساری مخلوقات اور مچھلیاں جو پانی کے اندر ہیں،سب کی سب دعائے مغفرت کرتی ہیں۔بلاشبہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت ہے۔ بلاشبہ علماء، انبیاء کے وارث ہیں لہذا جس شخص نے علم دین حاصل کیا، اس نے (اس میراث میں سے) بھرپور حصہ لیا۔

☆ طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد: حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ اس وقت اپنی سرخ دھاریوں والی چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ طالب علم کو خوش آمدید ہو! طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر اس کثرت سے اوپر تلے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جس کو یہ طالب علم حاصل کر رہا ہے۔

☆ طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد میں حدیث ہے۔حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ راوی ہیں: پیارے آقا ﷺ نے فرمایا جو شخص علم کی تلاش میں لگے

پھر اس کو حاصل کرلے تو اللہ اس کے لئے دو اجر لکھ دیتا ہے۔ جو شخص علم کا طالب ہو لیکن حاصل نہ کر سکے تو اللہ اس کے لئے ایک اجر لکھ دیتا ہے۔

☆ (بخاری حدیث 71 میں ہے۔ حضرت راوی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ رب عطا کرنے والا ہے۔

☆ (ترمذی حدیث 2686: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مومن علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ وہ علم کی باتوں کو سن کر سیکھتا رہتا ہے۔ (یہاں تک کہ اسے موت آ جاتی ہے) اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

☆ (ابن ماجہ حدیث 219: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابوذر! اگر تم صبح جا کر ایک آیت کلام الٰہی کی سیکھ لو تو نوافل کی سو رکعات سے افضل ہے اور اگر ایک باب علم کا سیکھ لو، خواہ وہ اس وقت کا عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔

☆ طبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے ہی کے

لئے مسجد جائے تو اس کا ثواب اس حاجی کے ثواب کی طرح ہے جس کا حج کامل ہو۔

☆ (مسند امام احمد جلد اول ص 283، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو (دین) سکھاؤ، ان کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور سختی کا برتاؤ نہ کرو۔

☆ بیہقی فی شعب الایمان: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ عالم کی موت ایسی مصیبت ہے جس کی تلافی نہیں ہوسکتی اور ایسا نقصان ہے جو پورا نہیں ہوسکتا اور عالم ایسا ستارہ ہے جو (موت کی وجہ سے) بے نور ہوگیا۔ ایک پورے قبیلے کی موت ایک عالم کی موت سے کم درجہ کی ہے۔

☆ طبرانی، مسند بزار، مجمع الزوائد میں حدیث ہے۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ تم یا تو عالم بنو، یا طالب علم بنو، یا علم توجہ سے سننے والے بنو، یا علم اور علم والوں سے محبت کرنے والے بنو (ان چار کے علاوہ) پانچویں قسم کے مت بنو ورنہ ہلاک ہوجاؤ گے۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ تم علم اور علم والوں سے بغض رکھو۔

☆ الترغیب والترہیب میں حدیث ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: علم دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ علم ہے جو دل میں اتر جائے وہی علم نافع ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو صرف زبان پر ہو یعنی عمل اور اخلاص سے خالی ہو تو اللہ کی طرف سے انسان کے خلاف (اس کے مجرم ہونے کی) دلیل ہے یعنی یہ علم الزام دے گا کہ جاننے کے باوجود عمل کیوں نہیں کیا۔

☆ابن ماجہ حدیث 227 میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو میری اس مسجد یعنی مسجد نبوی میں صرف کسی خیر کی بات کو سیکھنے یا سکھانے کے لئے آئے تو وہ (ثواب میں) اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے درجہ میں ہے اور جو اس کے علاوہ کسی اور غرض سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو دوسروں کے سازوسامان کو دیکھ رہا ہو (اور ظاہر ہے کہ دوسرے کی چیزوں کو دیکھنے سے اپنا کوئی فائدہ نہیں)

طلب علم دین میں اکابرین کے سفر

آج ہم سے علم دین حاصل کرنے کے لئے ایک گھنٹے کا سفر نہیں ہوتا۔ ہم علم دین سے اتنے دور ہو گئے کہ ہمارے پاس ہر کام کے لئے وقت ہے مگر علم دین حاصل کرنے کے لئے چوبیس گھنٹے میں صرف دو گھنٹے بھی نہیں ہیں۔ آج گلی گلی، محلہ محلہ مدارس، ادارے، اکیڈمی اور جامعات موجود ہیں مگر ہم طلب دنیا میں طلب علم دین کا جذبہ کھو بیٹھے۔ ہمارے اسلاف کے اندر علم دین حاصل کرنے کا جذبہ تھا، وہ ایک حدیث سننے کے لئے کس قدر طویل سفر اور وہ بھی گھوڑوں اور اونٹوں پر کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ میں مدینۃ الرسول سے صرف ایک حدیث سننے کی وجہ سے آیا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ وہ آپ نے حضور ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت ابودرداء نے پوچھا کوئی اور تجارتی کام نہیں تھا؟ انہوں نے کہا نہیں...... کوئی دوسری غرض تو نہ تھی؟ کہا نہیں۔ صرف حدیث رسول سننے کے لئے آیا ہوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے آقا کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص کوئی راستہ علم حاصل کرنے کے لئے چلتا ہے۔ حق تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردے گا اور فرشتے طالب علم کی خوشنودی کے لئے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طالب علم کے لئے آسمان وزمین کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں حتیٰ کہ مچھلیاں جو پانی میں رہتی ہیں، وہ بھی استغفار کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسا کہ چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ (بحوالہ=ابوداؤد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اتنی کثرت سے حدیثیں نقل کی ہیں کہ کسی دوسرے صحابی سے اتنی زیادہ نقل کی ہوئی حدیثیں نہیں، اس پر لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ 7ھ میں آپ نے اسلام قبول کیا اور 11ھ میں سرکار ﷺ کا وصال ہوا۔ ان چار برس کی قلیل مدت میں آپ نے خوب علم حاصل کیا۔ آپ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ تن پر دو چادریں ہوتیں، بسا اوقات کئی کئی دن فاقہ میں گزر جاتے، بھوک کی وجہ سے جنون کی سی حالت ہو جاتی تھی۔ اس کے باوجود علم کی طلب میں لگے رہنا یہ ان کا مشغلہ تھا۔

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنازہ کے متعلق ایک حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص جنازہ پڑھ کر واپس آجائے، اس کو ایک

قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک شریک رہے، اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے اور ایک قیراط کی مقدار احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حدیث کے بارے میں تردد ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سوچ کر کہو۔ ان کو جلال آ گیا۔ سیدھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور جا کر عرض کیا کہ میں آپ کو قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ یہ قیراط والی حدیث آپ نے حضور ﷺ سے سنی؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنی ہے......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ مجھے سرکار ﷺ کے زمانے میں نہ تو باغ میں کوئی درخت لگانا تھا، نہ بازار میں مال بیچنا تھا۔ میں تو سرکار ﷺ کے دربار میں پڑا رہتا تھا اور صرف یہ کام تھا کہ کوئی بات یاد کرنے کو مل جائے یا کچھ کھانے کو مل جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بے شک تم ہم لوگوں سے زیادہ حاضر باش تھے اور احادیث کو زیادہ جاننے والے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حدیث رسول ہے۔ مجھے خوف ہوا کہ اگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو وہ حدیث مجھے کسی اور سے نہ ملے گی لہذا میں سفر کر کے عراق کے شہر، کوفہ پہنچا تا کہ وہ حدیث سن لوں۔

☆ حضرت ابوسعید اعمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری نے مدینہ سے مصر کا سفر محض اس لئے کیا کہ حضرت عقبیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث جا کر سنیں۔ چنانچہ وہاں پہنچے، حضرت عقبیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ حدیث رسول سنا دو جو تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عقبیٰ رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔ سرکار ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان (بھائی) کی ایک برائی چھپائی۔ قیامت کے دن اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حدیث سن کر ایک لمحہ بھی نہ رکے۔ اپنے اونٹ کی طرف بڑھے اور اس پر سوار ہو کر سیدھے مدینۃ الرسول تشریف لے گئے۔

☆ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں ایک حدیث کے لئے کئی دن اور کئی رات سفر کرتا تھا۔

☆ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو کوئی طلب علم کے لئے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا، اس کی عقل میں نقص ہے۔

☆ حضرت علی ابن الحسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات سخت سردی

تھی۔ میں اور حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ مسجد سے عشاء کے بعد نکلے ۔دروازہ پر ایک حدیث پر گفتگو شروع ہوگئی۔ میں بھی کہتا رہا۔ وہ بھی کہتے رہے، وہیں کھڑے کھڑے فجر کی اذان ہوگئی۔

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ کا مصر میں قیام تھا۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کو انہوں نے خط لکھا کہ بہت عرصہ ہوا ملاقات کئے ہوئے، مصر آؤ۔ یہاں کے علماء بھی منتظر ہیں۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے لکھا کہ میں حاضر ہو رہا ہوں اور تاریخ معین کردی کہ فلاں تاریخ کو پہنچوں گا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ سمیت مصر کے حاکم، وزرائ، امراء اور علماء سمیت پورا مصر استقبال کے لئے نکل آیا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مکان پر عید کا سماں تھا۔ پورا گھر خوشی سے جھوم رہا تھا کہ وقت کے امام ہمارے گھر آرہے ہیں۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو امام شافعی نے دستر خوان بچھایا۔ امام کو بھی بٹھایا اور بھی لوگ گھر والے بھی بیٹھے۔ امام نے کھانا شروع کیا تو اس طرح کھایا اور جلدی جلدی کھایا جیسے کوئی حریص اور کئی دنوں کا بھوکا کھاتا ہے۔ امام شافعی کے گھر والوں کو ناگوار گزرا۔ گھر والے امام شافعی علیہ الرحمہ سے کہنے لگے۔ یہ کیسا امام وقت ہے جو اس طرح کھانا کھاتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ سے جواب نہیں بن پڑا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرمانے

لگے کہ محسوس تو میں نے کیا مگر میں میزبان ہوں، کیا کروں؟

رات کو گھر والوں نے بستر بچھایا اور پانی کا لوٹا وضو کے لئے بھر کر رکھ دیا تاکہ تہجد میں دشواری نہ ہو۔ امام احمد صبح اٹھے جب گھر والے بستر اٹھانے آئے تو لوٹا یوں ہی بھرا دیکھا تو سخت غصہ آیا کہ یہ کیسا امام ہے۔ پیٹ بھر کر یہ کھانا کھالے، رات کا کوئی وقت عبادت کا اسے نصیب نہ ہو، نہ تہجد نہ وضو، یہ خواہ مخواہ ہی دنیا میں غلط شہرت ہوگئی کہ اپنے وقت کا امام ہے۔ یہ سب باتیں گھر والوں نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے کہیں امام شافعی علیہ الرحمہ سے رہا نہ گیا اور سوالات و اعتراضات کی بوچھاڑ کردی۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ مسکرائے اور کہا کہ جب تمہارے دسترخوان پر کھانا رکھا گیا تو میں نے دنیا میں اتنی حلال کمائی نہیں دیکھی۔ اس کھانے کے اوپر آسمانوں سے انوار و برکات کی اتنی بارش تھی کہ مکان منور تھا اور کھانے پر نظر ڈال کر قلب میں ذکر اللہ کی کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

اتنی حلال اور پاک کمائی میں نے آج تک نہیں دیکھی تو میں نے ارادہ کیا کہ جتنا کھا سکوں، کھالوں، چاہے بعد میں مجھے سات دن تک فاقہ کرنا پڑے۔ مجھے پھر یہ نورانی کھانا کہاں نصیب ہوگا۔ اس واسطے میں نے زیادہ کھایا۔

اس کھانے کی دو برکتیں نمایاں ہوئیں۔ ایک علمی برکت اور دوسری عملی

برکت، برکت تو یہ ہوئی کہ عشاء کے وضو سے تہجد اور فجر کی نماز پڑھی لہذا وضو کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

علمی برکت یہ ہوئی کہ چار پائی پر لیٹ کر قرآن مجید سے فقہ کے سو مسائل کا حل نکالا جواب تک مجھے سمجھ میں نہیں آئے تھے۔ علم کے دروازے میرے دل پر کھل گئے۔ یہ سن کر امام شافعی علیہ الرحمہ کی داڑھی کے بال بال خوشی سے کھل گئے اور بچیوں کو بھی تسلی ہوئی۔

☆ امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے حدیث حاصل کرنے کے لئے بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مصر اور شام کا سفر کیا۔ ایک مرتبہ استاذ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ استاذ حدیث پڑھا رہے تھے۔ آپ کوئی کتاب نقل کر رہے تھے۔ ایک ساتھی نے اعتراض کیا کہ تم دوسری طرف متوجہ ہو۔ میری اور تمہاری توجہ میں فرق ہے۔ اچھا بتاؤ استاذ نے کتنی حدیثیں سنائیں۔ ساتھی سوچنے لگے۔ امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے کہا کہ استاذ نے اٹھارہ حدیثیں سنائیں۔ پہلی یہ تھی، دوسری یہ تھی، تیسری یہ تھی۔ حتی کہ تمام احادیث ترتیب وار سند کے ساتھ سنا دیں۔

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے اساتذہ کی تعداد 300 سے زیادہ تھی جن سے مختلف مقامات میں جا جا کر استفادہ کیا۔

☆ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد امام محمد علیہ الرحمہ نے مکہ،

مدینہ، بصرہ، واسط، شام، خراسان اور یمامہ وغیرہ جا کر سینکڑوں اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

☆ حافظ حدیث امام ابن حاتم رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابا جان (ابوحاتم رازی) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں طلب حدیث میں سب سے پہلے باہر نکلا تو سفر کرتے کرتے سات سال کا عرصہ ہو گیا تھا۔ میں نے ان پیروں سے جو مسافت طے کی، وہ فرسخ (5000 کلومیٹر) سے زیادہ ہے۔ میں ہزار فرسخ تک تو گنتا رہا لیکن جب مسافت اس سے بھی بڑھ گئی تو پھر گننا چھوڑ دیا۔

میں نے کوفہ سے بغداد بے شمار مرتبہ پیدل سفر کیا۔ پیدل ہی مکہ سے مدینہ جاتا ہوا مصر پیدل پہنچا ہوں اور پیدل ہی مصر سے رملہ اور رملہ سے بیت المقدس اور پھر رملہ سے عسقلان اور رملہ سے طبریہ اور طبریہ سے دمشق اور دمشق سے حمص اور حمص سے انطاکیہ سے طرطوس پہنچا ہوں۔ اس کے بعد طرطوس سے پھر دوبارہ حمص کی طرف لوٹا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ابوالیمان کی حدیث کا کچھ حصہ سننے سے رہ گیا تھا۔ وہاں آ کر اسے سنا پھر حمص سے بیستان اور بیستان سے رقہ اور رقہ سے فرات پار کرتا ہوا بغداد پہنچا۔ ملک شام جانے سے پہلے واسط سے دریائے نیل اور وہاں سے کوفہ پہنچا اور یہ سب سفر پیدل ہی تھا۔ اس پہلے سفر میں میری عمر بیس سال تھی۔ سات سال مجھے اس سفر میں لگے۔

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ جب طلب علم کے لئے نکلے تو سات سال تک سفر ہی میں رہے۔ بحرین سے مصر کا سفر پیدل کیا۔ پھر رملہ سے طرطوس کا سفر بھی پیدل ہی کیا۔اس وقت ان کی عمر بیس برس تھی۔

☆ امام مالک علیہ الرحمہ نے حضرت سعید ابن مسیب تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ایک حدیث کی خاطر کئی کئی رات دن پیدل چلا ہوں۔ یہ لوگ تھے جنہوں نے علم دین کی قدر کو سمجھا۔اپنی پوری پوری زندگی طلب علم دین میں لگا دیں۔علم دین حاصل کرنے کے لئے ایک ایک حدیث کو سننے کے لئے زندگی بھر سفر کرتے رہے۔ان کا عمل ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔یہ ہمیں سکھا گئے کہ یہی علم آخرت میں ذریعہ نجات بنے گا۔

ہم بھی نیت کریں کہ اپنی تمام اولاد کو عالم دین بنائیں دنیاوی تعلیم بھی دلوائیں مگر ساتھ ساتھ عالم دین بھی بنائیں۔تمام اولاد کو نہ بنا سکیں تو ایک بیٹے کو ضرور عالم اور مفتی بنائیں تاکہ وہ آپ کے پورے خاندان کی شفاعت کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین حاصل کرنے کا جذبہ اور لگن عطا فرمائے۔آمین

علم دین اور استاد کا ادب واحترام

علامہ حلوانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم کو جو علم حاصل ہوا، اس میں علم کی تعظیم کا بڑا دخل ہے۔ میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلا وضو نہیں چھوتا تھا۔

☆ علامہ سرخسی علیہ الرحمہ کا یہ عالم تھا کہ باوجود ریاحی امراض (ہوا خارج ہونے کا مرض) ہونے کے بغیر وضو کے ہاتھ میں کتاب نہ اٹھاتے تھے۔ ایک بار مطالعہ کے درمیان میں ان کو سترہ مرتبہ وضو کرنا پڑا۔

☆ امام مالک علیہ الرحمہ علم دین کی بے حد تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے تھے۔ جب کوئی حدیث بیان کرنے کا ارادہ کرتے تو پہلے وضو فرماتے۔ مجلس درس کے صدر مقام پر تشریف رکھتے۔ داڑھی کے بالوں میں کنگھی کرتے، خوشبو لگاتے، پروقار طریقے پر بیٹھتے پھر حدیث بیان کرتے۔ لوگوں نے اس اہتمام حدیث سے متعلق استفسار کیا تو فرمایا کہ حدیث رسول کی تعظیم کرتا ہوں۔

☆ حضرت ابو ایوب سلیمان بن داؤد علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا بخش دیا۔ پوچھا کس بات پر؟ کہا میں ایک دفعہ اصبہان جارہا تھا۔ راستے

میں اچانک بارش نے گھیر لیا۔ میرے پاس کتابیں تھیں اور وہاں کوئی چھت یا سایہ دار جگہ نہ تھی۔ میں اپنی کتابوں کو بچانے کے لئے ان پر لیٹ گیا۔ اور پوری رات اسی طرح گزار دی۔ صبح ہوئی تو بارش ہلکی ہو چکی تھی۔ اسی بات پر مجھے اللہ نے بخش دیا۔ (فتح المغیث ،بشرح الفیۃ الحدیث)

☆ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے اور اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے پر روشنائی کا نقطہ لگا ہوا ہے جو عموما لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگایا جاتا ہے،فوراگھبرا کر باہر آ گئے اور دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اس نقطہ کو علم کے ساتھ نسبت ہے۔اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو بیت الخلاء لے جاؤں۔

استاد کا ادب واحترام

☆ راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا علم حاصل کرو،علم کے لئے متانت اور وقار پیدا کرو،جس سے تعلیم حاصل کرو، اس سے خاکساری برتو۔

☆ امام ابن وہاب علیہ الرحمہ کہا کرتے تھے کہ امام مالک علیہ الرحمہ کے ادب سے مجھے جو کچھ ملا،علم سے اتنا نہیں ملا۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں دو برس تک ارادہ کرتا رہا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھوں مگر ادب کی وجہ سے ہمت نہیں ہوتی تھی۔

☆ امام ربیع علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے استاد امام شافعی علیہ الرحمہ کے سامنے پانی پینے کی جرأت نہ ہوئی۔

☆ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک علیہ الرحمہ کے سامنے ورق بھی آہستہ الٹتا تھا کہ اس کی آواز سنائی نہ دے۔

☆ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ ادب کی وجہ سے اپنے استاذ کا نام نہ لیتے تھے، بلکہ ان کا ذکر کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔

☆ حضرت شعبی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد لوگوں نے سواری کے لئے خچر پیش کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور خچر کی لگام ہاتھ میں لے کر چلنے لگے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی! آپ لگام چھوڑ دیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بڑوں اور علماء کی تعظیم کریں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ

پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ہمیں بھی اہلبیت کے ساتھ اسی طرح معاملہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔(احیاء العلوم، جلد اول، ص 126)

☆ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز علیہ الرحمہ مسجد سے گھر واپس جا رہے تھے۔ راستے میں ایک لڑکا ان کے ساتھ چلنے لگا۔ عبداللہ بن عامر علیہ الرحمہ نے کہا۔ تجھے مجھ سے کوئی کام ہے۔ اس نے عرض کیا۔ نہیں بلکہ میں نے دیکھا کہ آپ تنہا جا رہے ہیں۔ اس خیال سے آپ کے ساتھ ہولیا کہ خدانخواستہ آپ کو کوئی بری بات پیش آئے تو میں اسے اپنی اوپر لوں اور آپ کی حفاظت کروں۔

حضرت عبداللہ بن عامر علیہ الرحمہ اس لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور اسے توصیفی کلمات کے ساتھ ایک ہزار دینار عطا کئے کہ تیرے بڑوں نے تجھے حسن ادب کے زیور سے آراستہ کیا۔(احیاء العلوم، جلد 3، ص 623)

☆ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ ہمیشہ اساتذہ کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے جب بھی کوئی نفل یا فرض پڑھے تو اساتذہ کے لئے دعا ضرور کی۔

☆ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس برس سے ایسی کوئی نماز نہیں پڑھی جس کے بعد امام شافعی علیہ الرحمہ کے لئے دعا نہ مانگی ہو۔

☆ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو حضرت اصمعی علیہ الرحمہ کے پاس علم حاصل کرنے بھیجا۔ ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ شہزادہ اپنے استاذ حضرت اصمعی علیہ الرحمہ کو ایک ہاتھ سے وضو کروا رہا تھا۔ ہارون رشید ناراض ہوا' اور غصہ میں اپنے بیٹے سے کہا۔ بے ادب ایک ہاتھ سے وضو کرواتا ہے؟ ایک سے وضو کروا اور دوسرے سے پیر دھلوا۔

☆ حضرت اسماعیل بن حماد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ جب امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت حماد علیہ الرحمہ، استاذ کے پاس سورۂ فاتحہ پڑھنے کے لائق ہو گئے تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے ان کے استاذ کو پانچ سو درہم یا ایک ہزار درہم بھیجے تو استاذ حیرت میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے کون سا ایسا کام کیا ہے کہ مجھے اتنا زیادہ انعام دیا گیا۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ خود استاذ صاحب کی خدمت میں تشریف لے گئے اور کہا کہ جناب! آپ نے میرے بچے کو جو سکھایا ہے، اسے معمولی نہ سمجھیں۔ اللہ کی قسم! اس وقت ہمارے پاس اور زیادہ ہوتا تو ہم قرآن کی تعظیم میں اسے بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

تھے وہ بھی دن کہ خدمت استاذ کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ ''بل'' پیش کیجئے

☆استاذ کے متفرق آداب

1۔استاذ کے آگے نہ چلے۔

2۔استاذ کی جگہ نہ بیٹھے۔

3۔اس کے سامنے بلند آواز سے نہ بولے۔

4۔استاذ کو دستک دے کر دروازہ کھٹکھٹا کر نہ بلائے بلکہ ان کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

5۔انگلیاں نہ چٹخائے۔

6۔زیادہ بات نہ کرے۔

7۔صفحات آہستہ گھمائے۔

8۔سوال کرنے سے پہلے اجازت طلب کرے۔

9۔زور سے نہ ہنسے، نہ فضول بات کرے۔

10۔استاذ کے ساتھ حسن ظن رکھے۔

11۔استاذ کی روک ٹوک کو برا نہ سمجھے۔

ہماری حالت

آج ہم نے کتب احادیث و کتب دینیہ کا ادب و احترام بھی چھوڑ دیا اور اساتذہ کا ادب و احترام کرنا بھی ہم نے چھوڑ رکھا ہے۔ ہم اوپر ٹھاٹھ سے بیٹھتے ہیں اور کتب دینیہ نیچے رکھی ہوتی ہیں۔ بعض اوقات تو کتب زمین پر رکھی ہوتی ہیں۔

اساتذہ کا ادب تو کوسوں دور ہوگیا۔ ہم اپنے اساتذہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرتے ہیں۔ ان سے اونچی آواز میں گفتگو کرتے ہیں۔ بعض اپنے ہی استاذ کی جگہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

جنہوں نے اساتذہ اور کتب دینیہ کا ادب کیا، انہوں نے بہت کچھ پایا۔ اے کاش کہ ہم بھی دینی کتابوں اور اساتذہ کا ادب و احترام کرنے والے بن جائیں۔ آمین ثم آمین

ویلنٹائن ڈے

کیا ہے؟

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمِ وَ نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

صدق الله مولانا العظيم و بلغنا رسوله الكريم و نحن على ذلك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نور سے انیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بے حیائی اور فحاشی کے نت نئے انداز معاشرے میں جنم لے رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے ماحول تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ انہی معاشرتی برائیوں میں سے ایک بیماری ویلنٹائن ڈے ہے۔ ویلنٹائن ڈے کیا ہے۔ یہ کہاں سے آیا؟

مغرب زدہ، ہواس باختہ ٹولہ اس کو محبت کرنے والوں کا عالمی دن کہتا ہے جبکہ باشعور، سنجیدہ اور مذہبی طبقہ اس کو اوباشوں اور بے حیاؤں کا عالمی دن کہتا ہے۔

بے حیائی کی تشہیر منافق کا کام ہے۔ مدینۂ پاک جیسے مقدس شہر میں بے حیائی اور فحاشی کی تشہیر کا آرزومند منافقوں کا سردار عبداللہ ابن ابی تھا۔ معاشرے میں برائی پھیلانے والوں کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

ترجمہ: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(سورۂ نور آیت 19)

ویلنٹائن ڈے کی تاریخی حیثیت

اس دن کا تعلق ویلنٹائن نامی پادری سے ہے جس کو ایک راہبہ سے عشق

ہو گیا۔ اب مشکل یہ درپیش تھی کہ عیسائیت میں راہب اور راہبہ دونوں کا نکاح ممنوع ہے۔

ایک دن ویلنٹائن پادری نے اپنی محبوبہ (راہبہ) کو بتایا کہ اسے خواب میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اگر 14 فروری کو کوئی راہب اور راہبہ ایک دوسرے سے ملاپ کر لیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔

لہذا دونوں نے کلیسا کی تمام روایات کو بالائے طاق رکھ کر وہ سب کچھ کیا جو ہمیشہ نام نہاد عشق میں ہوتا ہے۔ اس جرم کی پاداش میں دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ تب سے بعض عشق مجازی کے شکار نوجوانوں نے اس دن کو ویلنٹائن ڈے کے نام سے منانا شروع کر دیا۔

☆اس دن کو کیسے منایا جاتا ہے

لڑکے لڑکیوں کو اور لڑکیاں لڑکوں کو عید کارڈ ارسال کرتی ہیں۔ نوجوان لڑکا، لڑکی کو پھولوں کا گفٹ دیتا ہے (14 فروری کو پھول اتنی کثرت سے فروخت ہوتے ہیں کہ بازار میں پھولوں کی قلت ہو جاتی ہے)

ٹیلی فون، انٹرنیٹ، واٹس اپ، فیس بک اور موبائل کے ذریعہ ویلنٹائن ڈے کی مبارکباد دی جاتی ہے۔

☆ بے حیا ہو جائے تو جو چاہے کر

بخاری، کتاب الادب، حدیث 6120، ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

اذالم تستحی فاصنع ماشئت

جب تو بے شرم ہو جائے تو جو چاہے کر۔

من تشبہ بقوم فھو منھم (ابوداؤد، حدیث 4031)

جس نے کسی قوم کے مشابہت کی، وہ انہی میں سے ہے۔

☆ مومن بے ہودہ کام کرنے والا نہیں ہوتا۔ (ترمذی حدیث 1977)

مومن طعن و تشنیع کرنے والا، لعنت کرنے والا، فحاشی پھیلانے والا اور بے ہودگی سے کام لینے والا نہیں ہوتا۔

☆ ایک نظر معاف ہے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے علی! نظر کو نظر کے پیچھے نہ لگاؤ۔ (غیر محرم عورت کو نہ دیکھو) پس تیرے لئے پہلی (نظر معاف) جبکہ دوسری (معاف) نہیں ہوگی۔

(ترمذی شریف حدیث نمبر 2777)

☆غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کوئی بھی کسی (نامحرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے (ورنہ) ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔(ترمذی شریف حدیث نمبر 2165)

ہمارے نوجوانوں اورنئی نسل کو یہ باتیں دقیانوسی معلوم ہوتی ہیں، وہ آزادی مانگتے ہیں۔

دیں ہاتھ سے دیکر گر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ
دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا

☆ انیس الواعظین میں حدیث نقل ہے کہ: جوان کی توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار بوڑھوں سے زیادہ عزیز ہے۔

☆ جوان کی توبہ اللہ کے نزدیک بہت محبوب ہے۔(انیس الواعظین)

☆ انیس الواعظین (حدیث قدسی) رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جوان

میں نے تجھے جوانی دی تا کہ تو (اچھے) کام اور توبہ کرے۔

افسوس ہے کہ تو بیکار رہتا ہے، کفران نعمت کرتا ہے۔ آگاہ ہو جا کہ میں تجھے دوزخ میں الٹا لٹکاؤں گا۔ (انیس الواعظین)

☆ انیس الواعظین میں ہے ہر روز ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے کہ اے جوانو! اپنی جوانی ضائع نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔

☆ جوانی کی توبہ پر انعام

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ایک کفن چور توبہ کی غرض سے حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی زندگی میں ساٹھ ہزار کفن چرائے ہیں۔ اب سچے دل سے توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ الرحمہ نے اس سے پوچھا۔ کبھی تو نے کفن چوری کرتے ہوئے کوئی منظر دیکھا جو تجھے آج تک یاد ہو۔ اس نے عرض کی میں نے کئی مناظر دیکھے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے کچھ مناظر مجھے سنا۔

کفن چور نے جو مناظر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کو سنائے۔ ان میں ایک منظر بیان کرتا ہوں۔

کفن چور کہنے لگا کہ ہمارے علاقے میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ رات کے وقت جب میں نے کفن چوری کرنے کی غرض سے قبر کی مٹی ہٹائی تو حیران رہ گیا

کہ قبر میں میت نہیں تھی۔ میں سوچنے لگا کہ آج دن میں ہی تدفین ہوئی ہے۔ میت کہاں چلی گئی۔ یہ سوچتے ہوئے میں قبر کے اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھا کہ قبر حدنگاہ تک وسیع ہے اور ہر طرف باغات نظر آ رہے ہیں۔ میں آگے بڑھتا گیا۔ کیا دیکھا کہ ایک شاندار تخت بچھا ہوا ہے اور ہر طرف خدام ہیں۔ میں نے اس شاندار تخت پر ایک حسین وجمیل نوجوان کو دیکھا۔ میں حیرت زدہ ہو کر پوچھنے لگا۔ تجھے یہ مقام ومرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ یہ سن کر وہ نوجوان بولا۔ دو کاموں کی وجہ سے مجھے یہ مقام ملا۔ پہلا کام میں پنج گانہ نماز باجماعت ادا کرتا تھا اور دوسرا کام یہ کہ میں نے جوانی میں توبہ کر لی تھی۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے جوانی کی توبہ کی۔ رب تعالیٰ کتنا خوش ہوتا ہے مگر افسوس ہم غافل ہو گئے۔ ہم نے جوانی عشق مجازی کی بھینٹ چڑھا دی۔

(اے نوجوان! تو کس عشق مجازی میں کھو گیا۔ تیری منزل یہ نہیں ہے......تو کس نام نہاد تہوار ویلنٹائن میں کھو گیا، تو کس بے ہودہ رسموں کا شکار ہو گیا۔ تو فحاشی کی کس روایت کو زندہ کر رہا ہے، تو کس بے ہودہ رسم پر اپنے مال کو برباد کر رہا ہے، تیرا یہ مال تو محبوب خدا ﷺ کے نعلین پر قربان کرنے کے لئے ہے۔ تیری نگاہیں کس نامحرم کو دیکھنے میں مشغول ہو گئیں۔ ارے تیری یہ نگاہیں تو محبوب رب العزت کے نورانی چہرے کو دیکھنے کے لئے ہیں۔ یہ تیری جوانی تو کس چکر میں

برباد کررہا ہے۔ ارے تیری جوانی تو ناموس رسالت ﷺ کی خاطر، ناموس صحابہ واہلبیت پرقربان کرنے کے لئے ہے)

ارے دیکھ! تُوکس ہستی کا غلام ہے

مولانا روم علیہ الرحمہ اس کو اس طرح سمجھاتے ہیں کہ جنگل میں ایک شیر رہا کرتا تھا۔ جب بھی باہر نکلتا، ساری بکریاں شیر کو دیکھ کر خوف کے مارے بھاگ جایا کرتی تھیں۔ ان بکریوں میں ایک شیر کا بچہ بھی تھا جو بکریوں کی صحبت میں رہ کر بھول گیا تھا کہ میں شیر کا بچہ ہوں۔ وہ بھی شیر کو دیکھ کر بکریوں کے ساتھ بھاگ جایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ شیر نے اپنے بچے کو دیکھ لیا اور روک کر اپنے ساتھ لے گیا اور کہنے لگا کہ تو مجھے دیکھ کر کیوں بھاگتا ہے تو تو شیر کا بچہ ہے۔ چل میرے ساتھ، میں تجھے تیری حقیقت سے آگاہ کروں۔ شیر اس بچے کو ایک تالاب کے قریب لے گیا اور دونوں نے تالاب کے کنارے کھڑے ہوکر اپنا چہرہ دیکھا تو بچہ حیران رہ گیا کہ واقعی میں تو شیر کا بچہ ہوں۔

مولانا روم علیہ الرحمہ اس واقعہ کو بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اے مسلمان! تو بھی اس شیر کے بچے کی طرح اپنی حقیقت پہچان...... ارے اپنا چہرہ دیکھ تو کس عظمت والی ہستی کا غلام ہے، تو کس ہستی کا امتی ہے۔ اس ہستی کا، جن کے بارے

میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام یہ خواہش کرتے تھے کہ مولا! تو ہمیں نبی نہ بناتا، اپنے محبوب ﷺ کا امتی بناتا۔

ارے تو دیکھ تجھے کس ہستی سے نسبت ہے۔تو کس ذات کا غلام ہے۔ تیرا دل تو محبت رسول کا امین ہے مگر تو کن کفار کی رسومات کو دل میں سمائے ہوئے ہے۔اپنی حقیقت پہچان اور اٹھ تو مصطفوی ہے تو مصطفوی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے محبوب ﷺ کا عاشق صادق بنائے۔انہی کی غلامی میں زندہ رکھے اور انہی کی غلامی میں موت عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

اپریل فول
ایک باطل رسم

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ سے آیت نمبر 119 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کوسن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جیسے جیسے زمانہ ترقی کررہا ہے' لوگ جاہلانہ رسومات کی طرف بڑھتے جارہے ہیں۔ روز بروز ایک نئی رسم معاشرے میں رواج پارہی ہے جوکہ

مسلمانوں کو گناہوں کی جانب دھکیل رہی ہے' انہی رسومات میں سے ایک رسم ''اپریل فول'' ہے۔اپریل فول کیا ہے؟

☆ اپریل فول جھوٹ بولنے کا انوکھا طریقہ ہے۔

☆ اپریل فول منانا شرعی اعتبار سے بالکل ناجائز اور باطل ہے۔

☆ اپریل فول مسلمان بھائی کو دھوکہ دینے کا نام ہے جو ایک مسلمان کو روا نہیں ہے۔

☆ مسلمان کبھی بھی غلط بیانی نہیں کرتا۔

☆ جھوٹ جہنم کا راستہ ہے جسے مسلمان کسی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

☆ امن وسکون کی تباہی

اپریل فول اسلامی معاشرہ کے سکون اور امن کو برباد کرنے کا سبب ہے مثلا چند سال پہلے اخبارات میں ایک معروف شخصیت کے فوت ہو جانے کی خبر سے لوگ پریشان ہو گئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ یہ تو اپریل فول کے لئے خبر اڑائی گئی تھی۔بعض کے اپریل فول لڑائیوں کا سبب بن گئے۔بعض نے اس مذاق سے کمزور دل افراد کی جان تک لے لی۔

اب احادیث کی روشنی میں
جھوٹ کی مذمت ملاحظہ فرمائیے

☆ (ابوداؤد کتاب الادب حدیث نمبر 4971) رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ کتنی بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو۔ جس میں وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو حالانکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

☆ (بخاری کتاب الادب حدیث نمبر 6094) رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں۔ بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور اس میں خوب کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں اسے کذاب (بہت بڑا جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

☆ (مساوئ الاخلاق للخرائطی حدیث نمبر 117) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جھوٹ رزق کو تنگ کر دیتا ہے۔

☆ (ترمذی کتاب البر والصلۃ حدیث نمبر 1979) سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے سبب فرشتے اس سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔

☆ (مساوئ الاخلاق للخرائطی حدیث نمبر 131) رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا۔ چلئے

میں اس کے ساتھ چل دیا۔ میں نے دو آدمیوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک کھڑا تھا۔ دوسرا بیٹھا تھا۔ کھڑے ہوئے شخص کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا جسے وہ بیٹھے شخص کے ایک جبڑے میں ڈال کر اسے اتنا کھینچا حتی کہ گدی تک پہنچا دیتا پھر اسے نکالتا اور اسے دوسرے جبڑے میں ڈال کر کھینچتا۔ اتنے میں پہلے والا اپنی پہلی حالت پر لوٹ آتا۔ میں نے لانے والے شخص سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ جھوٹا شخص ہے۔ اسے قیامت تک قبر میں عذاب دیا جاتا رہے گا۔

☆ (ابوداؤد کتاب الادب حدیث 4990) پیارے آقا ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لئے ہلاکت ہے، اس کے لئے ہلاکت ہے۔

اس حدیث شریف سے ان لوگوں کو درس عبرت حاصل کرنا چاہئے جو جھوٹ بول کر فوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ بھائی! ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ ایسے لوگوں کے لئے نبی کریم ﷺ نے ہلاکت ارشاد فرمائی۔ ہم سب غور کریں کہ دن میں کتنی مرتبہ مذاق میں جھوٹ بولتے ہیں اور اس کو جھوٹ بھی نہیں مانتے۔ ایسی ہلاکت سے رب تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

جھوٹ حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے

حضرت اوسط بن اسماعیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وصال مصطفی ﷺ کے بعد خطبہ دیتے سنا آپ فرما رہے تھے۔ پچھلے سال رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان اسی طرح قیام فرما تھے جس طرح میں کھڑا ہوں۔ اتنا کہہ کر آپ رونے لگے پھر ارشاد فرمایا۔ جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ حق تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں (یعنی جھوٹ اور حق کی نافرمانی) جہنم میں (لے جاتے) ہیں۔

(ابن ماجہ کتاب الدعاء حدیث 3849)

محترم حضرات! ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہم جھوٹ بول کر دوزخ کے راستے کی طرف جا رہے ہیں۔ بعض اوقات گھر پر کوئی دستک دیتا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے تو آپ گھر والوں سے کہہ دیتے ہیں اسے کہہ دو کہ میں گھر میں نہیں ہوں۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔

اسی طرح اپنے بچے کو آواز دے کر بلاتے ہیں۔ اگر وہ نہیں آتا تو کہتے ہیں بیٹا ادھر آؤ۔ چیز دوں گی یا دوں گا۔ وہ بچہ دوڑتے ہوئے آتا ہے مگر ہم اس کو کچھ نہیں دیتے۔

زمانہ رسالت میں ایک عورت نے اسی طرح اپنے بچے کو بلالیا۔ بیٹا ادھر آؤ۔ میں آپ کو چیز دوں گی۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اس عورت سے پوچھا۔کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ عورت نے جواب میں عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے پاس کھجور ہے جو میں اپنے بیٹے کو دوں گی۔ یہ سن کر سید عالم ﷺ فرمانے لگے کہ اے عورت! اگر تیرے پاس کچھ نہ ہوتا تو تیرا یہ کہنا کہ میں چیز دوں گی، جھوٹ کہلاتا۔

محترم حضرات! آج ہم کتنی مرتبہ اپنی اولاد کو اس طرح جھوٹ بول کر بلاتے ہیں اور حق تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ آخر ہمارا کیا ہوگا۔ ہم کس قدر غافل ہو گئے۔

☆ کیا مومن بھی جھوٹ بول سکتا ہے؟

حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت علامہ مولانا ملا جیون علیہ الرحمہ ایک محفل میں جلوہ گر تھے کہ محفل میں سے ایک شخص آپ سے کہنے لگا کہ حضور! آپ کی زوجہ بیوہ ہوگئی۔ یہ سن کر آپ گہری سوچ میں پڑ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص ہنستا ہوا کہنے لگا حضور! گہری سوچ میں کیوں کھو گئے۔ آپ کی بیوی کیسے بیوہ ہوسکتی ہے جبکہ آپ زندہ ہیں۔ یہ سن کر آپ فرمانے لگے کہ میں تو اس سوچ میں گم تھا کہ کیا کوئی مسلمان بھی جھوٹ بول سکتا ہے؟

☆سچ بولنے کی برکت

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا تعاقب کرنے کی غرض سے سپاہی آپ کے پیچھے پیچھے دوڑنے لگے۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آگے آگے سپاہی پیچھے پیچھے۔حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ دوڑتے ہوئے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے گھر کے ایک کمرے میں جا کر چھپ گئے۔سپاہی پیچھا کرتے ہوئے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے گھر تک پہنچ گئے اور دروازے پر کھڑے ہوکر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے پوچھنے لگے کہ کیا تمہارے گھر میں حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ آئے ہیں؟ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے سچ بولتے ہوئے سپاہیوں سے کہا۔اندر کمرے میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر سارے سپاہی گھر کے اندر داخل ہوئے۔خوب تلاش کیا مگر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کسی کو نظر نہ آئے۔ سپاہی واپس آ کر کہنے لگے۔اے حبیب عجمی گھر میں کوئی شخص ہمیں نظر نہیں آیا۔سپاہی یہ کہہ کر چلے گئے۔

سپاہیوں کے جانے کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ ناراض ہوکر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے کہنے لگے۔تم نے کیا اچھی دوستی نبھائی۔سپاہی پوچھنے آئے تو سچ سچ بتادیا کہ حسن بصری کمرے میں چھپے ہوئے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں سپاہیوں کو نظر نہیں آیا۔ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے بڑا شاندار جواب دیا۔فرمانے لگے اے حسن بصری (علیہ الرحمہ) آپ کمرے میں موجود تھے مگر سپاہیوں کو نظر نہ آئے۔ یہ میرے سچ بولنے کی

برکت ہے۔

محترم حضرات! کیا ہی کامل ایمان تھا، حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کا۔ اپنی دوستی پر حق و سچ کو فضیلت دی۔ وہ جانتے تھے کہ سچ ایک ایسا راستہ ہے جو انسان کو برکتوں کی طرف لے جاتا ہے۔ مگر ہم ان برکتوں سے محروم ہیں۔ بات بات پر جھوٹ بولنا ہمارا شیوہ بن چکا ہے۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر افسوس کی بات یہ ہے کہ جھوٹ بولنے کے بعد ہمیں کوئی پشیمانی نہیں ہوتی کہ اب ہم اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے۔

مسلمانو! آؤ سچائی کی طرف، جنت کی طرف، حق کی طرف اور جھوٹ کے خلاف، اپریل فول کے خلاف اعلان جنگ کرو اور عہد کرو کہ ہم ہمیشہ سچ بولیں گے اور سچوں کے ساتھ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے صدیقین بندوں میں شامل فرمائے اور ہر قسم کی باطل رسومات سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین ثم آمین

نکاح کی فضیلت واہمیت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَاِمَآئِکُمۡ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ نور سے آیت 32 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مادّیت کے اس دور میں بے حیائی کا ہر طرف دور دورہ ہے۔ ہر شخص پریشان ہے کہ کیا کریں؟ اپنی نگاہوں کی حفاظت کیسے کریں؟ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کیسے

کریں؟ اپنے آپ کو گناہوں سے کیسے بچائیں۔

ان سب چیزوں سے بچاؤ کا واحد راستہ نکاح ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ نے ہمیں دیا ہے۔

☆حدیث شریف= النکاح سنتی فمن احب فطرتی فلیستن بسنتی

نکاح میری سنت ہے پس جو شخص میری فطرت (اسلام) سے محبت کرتا ہے وہ میری سنت کو اپنائے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ان انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر ہے جو نکاح والے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نکاح نہ کیا مگر وہ قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لا کر نکاح فرمائیں گے۔

نکاح کے معنیٰ

☆لغت میں نکاح کا معنیٰ ملانا، جمع کرنا

☆ شریعت میں نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی عورت کے جسم سے فائدہ اٹھانے کا مالک بنا دیا جائے۔

نکاح کے احکام

☆شہوت معتدل ہوتو نکاح کرنا سنت ہے۔

☆شہوت غالب ہوتو نکاح کرنا واجب ہے اور جب اس کو اپنے نفس پر ظلم کا خدشہ ہو(یعنی وہ سخت گیر آدمی ہے اور بیوی پر ظلم کرے گا) تو پھر اس کا نکاح کرنا مکروہ ہے۔

☆جماع کرنے پر قادر نہ ہوتو نکاح کرنا حرام ہے۔

☆ایمان اور نکاح کے سوا کوئی اور ایسی عبادت نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے عہد سے لے کر اب تک مشروع رہی ہو۔

☆(راوی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نبی پاک ﷺ: فرمایا: اے نوجوانو! تم میں سے جو شخص گھر بسانے کی طاقت رکھتا ہے۔ وہ نکاح کر لے، کیونکہ نکاح نظر کو نیچے رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا، وہ روزے رکھے کہ روزہ شہوت کم کرتا ہے۔ (مسلم شریف حدیث نمبر 1467)

☆(راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ) رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نے نکاح کرلیا، اس کا آدھا ایمان کامل ہوگیا۔ اب اس کو چاہئے کہ باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (شعب الایمان' حدیث نمبر 5486)

☆راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جو شخص

کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ اس شخص کی ذلت میں اضافہ کرے گا، جو شخص کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ اس کے فقر میں اضافہ کرے گا اور جو شخص کسی عورت سے اس کے نسب کی وجہ سے نکاح کرے گا، اللہ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا اور جو شخص کسی عورت سے اس وجہ سے نکاح کرے گا کہ اس کی نظر نیچی رہے یا اس کی شرمگاہ، گناہ سے بچی رہے، یا رشتہ جوڑنے کے لئے نکاح کرے گا، اللہ اس شخص کو اس نکاح میں برکت دے گا اور اس عورت کو بھی اس نکاح میں برکت دے گا۔

(طبرانی المعجم الاوسط' حدیث نمبر 2527)

راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ: رسول پاک ﷺ نے فرمایا: عورت سے اس کے جمال، اس کے مال، اس کے اخلاق اور اس کی دینداری کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، تم اس کی دین داری اور اس کے اخلاق کے سبب نکاح کرو۔ (صحیح ابن حبان' حدیث نمبر 4026)

راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنے کے بعد مومن کی سب سے بڑی خیر یہ ہے کہ اس کی نیک بیوی ہو، اگر وہ اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے۔ اگر وہ اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کرے اور اگر وہ اس کے اوپر کوئی قسم کھائے تو وہ اس

کو پورا کرے اور اگر وہ کہیں چلا جائے تو وہ اپنی ذات اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔(مسلم حدیث نمبر 1467 ‘ابن ماجہ حدیث نمبر 1855)

نکاح کے فوائد

☆شہوت کا ختم ہونا

☆نیک اولاد کا ہونا

☆گھر کی دیکھ بھال اور قبیلے کا بڑھنا

☆نان نفقہ کا بندوبست کرکے مجاہدہ کا ثواب پانا

☆بیٹا یا بیٹی نیک ہوتو تجھے اس کی دعا کی برکات ملنا

☆بعد انتقال اولاد کی طرف سے ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہونا

☆حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں بزرگان دین کے اقوال نقل فرماتے ہیں

☆حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عابد کی عبادت کامل نہیں ہوتی جب تک کہ نکاح نہ کرلے۔

☆ایک وقت میں دو بزرگ تھے۔حضرت ابونصر علیہ الرحمہ اور حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ‘ حضرت ابونصر نکاح والے تھے اور حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ

نکاح والے نہ تھے۔ حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا: رب تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پھر حضرت ابونصر علیہ الرحمہ کے متعلق پوچھا کہ ان کا کیا مرتبہ ہے؟ فرمایا حضرت ابونصر علیہ الرحمہ کو نکاح کی بدولت مجھ سے ستر درجے بلند مقام عطا ہوا۔

☆ حضرت ابراہیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ نکاح والے کی فضیلت غیر شادی شدہ پر ایسی ہے جیسی جہاد کرنے والے کی، جہاد نہ کرنے والے پر، شادی شدہ کی ایک رکعت غیر شادی شدہ کی ستر رکعتوں سے بہتر ہے۔

☆ حضرت سلیمان دارانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ عورتوں پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ ان کی حرکت پر صبر کیا جائے اور ان کی حرکت پر صبر کرنا آگ پر صبر کرنے سے بہتر ہے۔

☆ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی تیز وطرار بیوی

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کسی محفل میں تشریف لے گئے، محفل رات دیر تک ختم ہوئی۔ جب گھر جانے لگے تو مریدین عرض کرنے لگے۔ حضور! ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ آپ کو گھر چھوڑ کر ہم اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں

گے۔

آپ اپنے مریدین کے ہمراہ اپنے گھر پہنچے جیسے ہی دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی کون؟ آپ نے جواب میں کہا بایزید......

بس نام سننا تھا کہ آپ کی زوجہ اندر سے ہی برسنا شروع ہوگئی۔ بڑے پیر بنے پھرتے ہیں، چنیں ہیں چناں ہیں؟ وغیرہ وغیرہ آپ بالکل خاموش کھڑے سنتے رہے۔

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں پیر کی شان میں گستاخی مریدین کبھی برداشت نہیں کرتے۔ اتنے میں ایک مرید آگے بڑھا، آپ نے اسے روک لیا اور فرمانے لگے تو کیا سمجھتا ہے کہ اس عورت سے جان چھڑانا میرے لئے مشکل ہے؟ نہیں صرف چند منٹ کا کام ہے مگر میں نے اس کو اپنے نکاح میں اس لئے کر رکھا ہے کہ یہ مجھے تکلیفیں دیتی رہے اور میں صبر کرکے اللہ تعالیٰ سے اجر پاتا رہوں۔

یہ ہمارے اکابرین کی شان ہے اتنی تکالیف کے باوجود بھی صبر کیا کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر بیوی سے تکلیف پہنچتی ہے تو یہ ہماری تسکین کا بھی ذریعہ ہے۔ ہماری دیکھ بھال بھی کرتی ہے، ہمارے کھانے پینے کا بھی خیال رکھتی ہے۔ ہمارے بچوں کی بھی دیکھ بھال کرتی ہے۔ ہمارے کپڑے دھوتی ہے اور

اس کے علاوہ کئی فوائد ہمیں پہنچاتی ہے۔

اگر بیوی تھوڑی تیز طرار ہے تو ہمیں اس کی خوبیوں پر نظر رکھ کر اس کی خامیوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ نکاح ایک سمجھوتے کا نام ہے۔ تھوڑی اونچ نیچ چلتی رہتی ہے۔ ایک دوسرے کو برداشت کرتے ہوئے پیار و محبت سے زندگی گزارنی چاہیئے۔ اگر ہم سب نے یہ سوچ اپنالی تو ان شاء اللہ معاشرے سے طلاق کی کثرت کا خاتمہ ہوگا۔

لڑکی کے گھر والوں سے گزارش

اگر آپ کی بیٹی کو سسرال میں کوئی تکلیف ہے اور وہ آپ کے گھر آ کر شکایت کرے کہ میرے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ کبھی بھی اپنی بیٹی سے یہ نہ کہیں کہ بیٹی تو فکر مت کر ان لوگوں کو ہم سیدھا کر دیں گے۔ ہم ان کو سبق سکھائیں گے۔ ابھی ہم زندہ ہیں۔ تو ہمارے اوپر بوجھ نہیں ہے بیٹھی رہ۔ اس سے آپ کی بیٹی مضبوط ہو جائے گی اور گھر ٹوٹنے کے لئے راہ ہموار ہوگی۔

اور اگر آپ نے یہ کہا کہ بیٹی! سسرال میں تو تکلیفیں آتی ہیں۔ اگر تیرے خاوند نے کچھ کہہ دیا تو کیا ہو گیا؟ تیری ساس بھی تیری ماں ہے۔ اگر اس نے کچھ

کہہ دیا تو کیا ہوگیا؟ تیری نند تیری بہن ہے۔اگر اس نے کچھ کہہ دیا تو کیا ہوگیا؟ اس طرح کی تکلیفیں تو آتی رہتی ہیں بیٹی! اب تیرا اصل گھر تیرا سسرال ہے۔ تجھے اب وہیں رہنا ہے یہ باتیں اگرچہ آپ کی بیٹی کو اس وقت کڑوی لگیں گی مگر کچھ عرصے کے بعد آپ کی بیٹی آپ کو خود کہے گی کہ آج میرا گھر سلامت ہے تو صرف اور صرف آپ کی بدولت ہے۔اگر اس وقت آپ نے میرا حوصلہ بڑھایا ہوتا اور میکے میں بٹھا لیا ہوتا تو آج میں اپنے گھر پر نہ ہوتی۔

اگر ہم خوف خدا رکھ کر فیصلے کریں، انا کو ختم کر دیں اور صرف یہ سوچ ہو کہ ہمیں کسی سے بگاڑنا نہیں، صرف جوڑنا ہے تو ان شاء اللہ معاشرے میں امن و سکون کی فضا قائم ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عاجزی وانکساری کا پیکر بنائے۔آمین ثم آمین

جمعۃ المبارک کی فضیلت واہمیت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الۡبَیۡعَ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ جمعہ سے آیت نمبر 9 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مختلف مذاہب میں مختلف ایام کو خصوصیت حاصل ہے۔ وہ اس دن اپنی خاص عبادات کرتے ہیں جبکہ اسلام میں جمعہ کے دن کو فضیلت حاصل ہے۔

مسلمانانِ عالم جمعہ کے دن کو خاص اہتمام کرتے ہیں یہ وہ دن ہے جس کی اہمیت قرآن مجید سورۂ جمعہ میں بیان کی گئی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ واور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔

(سورۂ جمعہ، پارہ 28، آیت 9)

پہلا جمعہ:

حضور ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو 12 ربیع الاول 622ء پیر کو چاشت کے وقت مقام قباء میں قیام فرمایا۔ پیر، منگل، بدھ، جمعرات یہاں قیام فرمایا اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ روز جمعہ مدینہ کا عزم فرمایا۔ بنی سالم ابن عوف کے بطن وادی میں جمعہ کا وقت آیا۔ اس مقام پر پہلا جمعہ آپ ﷺ نے ادا فرمایا (جہاں آج مسجد جمعہ ہے) (تفسیر خزائن العرفان)

جمعہ کے معنی

اس دن میں تمام مخلوقات وجود میں مجتمع (یعنی اکھٹی) ہوئی کہ تکمیل خلق اسی دن ہوئی۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی اسی دن جمع ہوئی۔ نیز اس دن میں لوگ جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ان وجوہ سے اسے جمعہ کہتے ہیں۔ اسلام

سے پہلے اہل عرب اسے عروبہ کہتے تھے (مراۃ المناجیح جلد 2،ص 317)

سید عالم ﷺ نے تقریبا پانچ سو جمعہ ادا فرمائے۔ (مراۃ جلد دوم،ص 346، اشعۃ اللمعات، جلد چہارم،ص 190)

دل پر مہر

حضور ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص تین جمعہ (کی نماز) سستی کے سبب چھوڑ دے، اللہ کریم اس کے دل پر مہر کردے گا۔ (سنن ترمذی، جلد دوم، حدیث 500،ص 38)

مسئلہ: جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ موکد (یعنی تاکیدی) ہے اور اس کا منکر (یعنی انکار کرنے والا) کافر ہے۔ (درمختار، جلد سوم،ص 5)

(بہارشریعت، جلداول،ص 762)

جمعہ کے دن ناخن ترشوانا

حضرت حمید بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ناخن کاٹتا ہے، اللہ اس سے بیماری نکال دیتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد دوم،ص 65)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ اپنی کتاب میں حدیث نقل

فرماتے ہیں کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعے تک بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور تین دن زائد یعنی دس دن تک۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو جمعہ کے دن ناخن ترشوائے تو رحمت آئے گی، گناہ معاف ہوجائیں گے۔ (بہارشریعت، حصہ 16، ص 226، درمختار ورد المحتار، جلد 9، ص 669,668)

پہلی صدی میں جمعہ کی ادائیگی کا جذبہ

امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ پہلی صدی میں سحری کے وقت اور فجر کے بعد راستے لوگوں سے بھرے ہوئے دیکھے جاتے تھے۔ وہ چراغ لئے ہوئے (نماز جمعہ کے لئے) جامع مسجد کی طرف جاتے، گویا عید کا دن ہوتی کہ یہ (یعنی نماز جمعہ کے لئے جلدی جانے کا) سلسلہ ختم ہوگیا۔ پس کہا گیا کہ اسلام میں جو پہلی بدعت ظاہر ہوئی، وہ جامع مسجد کی طرف جلدی جانا چھوڑنا ہے۔

افسوس! مسلمانوں کو کسی طرح یہودیوں سے حیا نہیں آتی کہ وہ لوگ اپنی عبادت گاہوں کی طرف ہفتے اور اتوار کے دن صبح سویرے جاتے ہیں۔ نیز طلب گاران دنیا خرید وفروخت اور حصول نفع دنیاوی کے لئے سویرے سویرے بازاروں کی طرف چل پڑتے ہیں تو آخرت طلب کرنے والے ان سے مقابلہ کیوں نہیں کرتے۔

(احیاءالعلوم،جلداول،ص246)

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کی نماز مساکین کا حج ہے۔ دوسری روایت ہے جمعہ کی نماز غریبوں کا حج ہے۔

(جمع الجوامع للسیوطی جلد 4،ص 84،حدیث 11109 ,11108)

جمعہ کے دن جلدی نکلنا

حضور ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ تمہارے لئے ہر جمعہ کے دن میں ایک حج اور ایک عمرہ موجود ہے لہذا جمعہ کی نماز کے لئے جلدی نکلنا حج ہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے لئے انتظار کرنا عمرہ ہے (السنن الکبری للبیھقی، جلد سوم، ص 342،حدیث 5950)

سب دنوں کا سردار

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے۔ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بڑا ہے، اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

1۔اللہ نے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

2۔اسی میں زمین پر انہیں اتارا

3۔اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔

4۔اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جو رب سے مانگے دیا جاتا ہے، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

5۔اسی دن قیامت قائم ہوگی۔کوئی مقرب فرشتہ وآسمان وزمین اور ہوا و پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو(سنن ابن ماجہ جلد 2،ص 8، حدیث 1084)

خوف قیامت

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی جانور ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو، سوائے آدمی اور جن کے(موطاامام مالک، جلداول،ص 115، حدیث 246)

درج ذیل شرائط جس شخص میں پائی جائیں ان پر جمعہ فرض ہے

☆شہر میں مقیم ہونا

☆صحت یعنی مریض پر جمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جاسکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔

☆آزاد ہونا، غلام پر جمعہ فرض نہیں اوراس کا آقا منع کرسکتا ہے۔

☆مرد ہونا

☆ بالغ ہونا

☆ عاقل ہونا۔

یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کے لئے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل وبلوغ شرط ہے۔

☆ انکھیارا ہونا

☆ چلنے پر قادر ہونا

☆ قید میں نہ ہونا

☆ بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا

☆ مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو (بہار شریعت جلد اول، ص776)

جمعہ کی سنتیں

نماز جمعہ کے لئے اول وقت میں جانا، مسواک کرنا، اچھے اور سفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت ہے۔ (عالمگیری جلد اول، ص149، غنیّہ ص559)

خطبے کے اہم مسائل

☆ خطبہ جمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے مثلاً خطبہ عیدین و نکاح وغیرہما (درمختار جلد سوم، ص40)

☆ حدیث پاک میں ہے جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں، اس نے جہنم کی طرف پل بنایا (ترمذی جلد دوم، حدیث 513، ص48)

اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ اس پر چڑھ چڑھ کر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ (حاشیہ بہار شریعت، جلد اول، ص 761, 766)

☆ (دوران خطبہ) خطیب کی طرف منہ کر کے بیٹھنا سنت صحابہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

☆ بزرگانِ دین رحمہم اللہ فرماتے ہیں دوزانو بیٹھ کر خطبہ سنے، پہلے خطبے میں ہاتھ باندھے، دوسرے میں زانو پر ہاتھ رکھے تو دو رکعت کا ثواب ملے گا۔

(مراۃ المناجیح، جلد دوم، ص338)

☆ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ خطبے میں سرور کونین ﷺ کا نام پاک سن کر دل میں درود پڑھیں کہ زبان سے سکوت (یعنی خاموشی) فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، (جدید) جلد 8، ص365)

☆ درمختار میں ہے خطبے میں کھانا پینا، کلام کرنا اگرچہ ''سبحان اللہ'' کہنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کی بات بتانا حرام ہے۔ (درمختار، جلد سوم، ص39)

☆ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ بحالت خطبہ چلنا حرام ہے۔ یہاں تک علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ایسے وقت آیا کہ خطبہ شروع ہو گیا تو مسجد میں جہاں تک پہنچا وہیں رک جائے، آگے نہ بڑھے کہ یہ عمل ہوگا اور حالتِ خطبہ میں کوئی عمل روا (یعنی جائز) نہیں (فتاویٰ رضویہ، (جدید) جلد 8،ص 333)

☆ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں خطبے میں کسی طرف گردن پھیر کر دیکھنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ' جلد 8' ص 334' رضا فاؤنڈیشن' لاہور)

محترم حضرات! آپ نے جمعۃ المبارک کی فضیلت و اہمیت اور اہم مسائل ملاحظہ فرمائے مگر افسوس کہ ہم غافل ہیں۔ ہم نے فضولیات کو پکڑ لیا اور جمعہ کی قدردانی دل سے نکال دی۔ ہم نماز جمعہ میں بھی آتے ہیں تو اس وقت آتے ہیں جب امام آدھا خطبہ دے چکا ہوتا ہے یا پھر پہلی رکعت کے رکوع میں ہوتا ہے اور اس کے بعد تسلی سے بقیہ رکعات اور وظائف کا پڑھنا تو درکنار امام کے سلام پھیرتے ہی بغل میں جوتیاں دبائے بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔

یاد رہے! سب یہیں رہ جائے گا- اگر کام آئیں گی تو صرف اور صرف نیکیاں کام آئیں گی، یہ دنیاداری، یہ کاروبار، یہ مصروفیات، یہ سب کچھ تو چلتا رہتا ہے۔

ہمیں اپنی آخرت کے لئے سرمایہ اکھٹا کرنا ہے اور وہ صرف اور صرف عبادت الٰہی سے ہی ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمعۃ المبارک کی فضیلت کو سمجھتے ہوئے اس دن کی تعظیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

توبہ کی فضیلت و اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّابَعۡدُفَاَعُوۡذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمیدسورۃ بقرہ سے آیت نمبر 222 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کوحق کوسن کر اسے قبول کرنے اور اس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

آج ہر شے میں برکت ختم ہوچکی ہے۔ ہماری محبتوں میں برکت ختم،

ہمارے رزق میں برکت ختم، ہمارے وقت میں برکت ختم اور ہمارے گھروں میں برکتیں ختم ہوگئیں۔کبھی ہم نے غور کیا کہ آخر ایسی کون سی وجہ ہے کہ یہ ساری برکتیں ہم سے رخصت ہوگئیں؟

ان برکات کے رخصت ہونے کی بنیادی وجہ ہمارے گناہ ہیں۔اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ برکتیں دوبارہ لوٹ آئیں تو ہمیں اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرنی ہوگی اور آئندہ گناہوں سے بچنا ہوگا۔توبہ ایک ایسی نعمت ہے جو بندے کو رب تعالیٰ سے قریب کردیتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ توبہ کرنے والوں سے رب تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور انہیں پسند فرماتا ہے چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیت 222 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

ترجمہ: بے شک اللہ پسند فرماتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو۔

اللہ تعالیٰ کی شان رحیمی کتنی بلند و بالا ہے کہ گناہ اور نافرمانی رب تعالیٰ کی کریں اور پھر اس سے توبہ کریں تو وہ ہمیں اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہے۔ایک دوسرے مقام پر توبہ کرنے والوں کو کامیاب و کامران فرمایا گیا چنانچہ سورۂ نور آیت نمبر 31 میں ارشاد ہوتا ہے۔

القرآن:

تُوْبُوا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ:اوراللہ کے دربار میں توبہ کرتے رہوتا کہ تم کامیاب ہو۔

اب آپ کے سامنے احادیث کی روشنی میں توبہ کی فضیلت بیان کی جائے گی تا کہ ہمیں اندازہ ہو کہ توبہ کتنی بڑی نعمت ہے۔اوراگر یہ نعمت نہ ہوتی تو ہم گنہ گار، بدکار، سیاہ کار کہاں جاتے؟

توبہ کی فضیلت احادیث کی روشنی میں

☆ حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔آدم کے بیٹے! بے شک تو جب تک مجھ سے دعا مانگتا رہے گا اور (مغفرت کی) امید رکھے گا، میں تجھ کو معاف کرتا رہوں گا، چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں اور مجھ کو اس کی پرواہ نہ ہوگی۔ (یعنی تو چاہے کتنا ہی بڑا گنہ گار ہو، تجھے معاف کرنا میرے نزدیک کوئی بڑی بات نہیں ہے۔) آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں تک بھی پہنچ جائیں پھر تو مجھ سے بخشش چاہے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور مجھ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ (ترمذی حدیث نمبر 3540)

☆ حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ کوئی بندہ جب گناہ کر لیتا ہے پھر (نادم ہوکر) کہتا ہے میرے رب! میں تو گناہ کر بیٹھا۔ اب تو مجھے معاف فرما دے۔ تو رب تعالیٰ (فرشتوں کے سامنے) فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر پکڑ بھی کرسکتا ہے (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی۔

پھر وہ بندہ جب تک رب تعالیٰ چاہے گناہ سے رکا رہتا ہے، پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی معاف کردے تو رب تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے۔ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کرسکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی۔

پھر وہ بندہ جب تک اللہ چاہے گناہ سے رکا رہتا ہے۔ اس کے بعد پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو (نادم ہوکر) کہتا ہے: میرے رب! میں تو ایک اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو معاف کردے تو رب تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتا ہے کیا میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کرسکتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے بندے کی مغفرت کردی۔ بندہ جو چاہے کرے

یعنی ہر گناہ کے بعد توبہ کرتا رہے، میں اس کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔ (بخاری شریف' حدیث نمبر 7507)

(ابو داؤد حدیث 1518 راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ) رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ ہر غم سے اسے نجات عطا فرماتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

☆ حدیث شریف = حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ (قیامت کے دن) اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کردے تو اسے کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہئے۔ (طبرانی فی الاوسط' مجمع الزوائد)

☆ حدیث شریف: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا جو شخص مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے استغفار کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے بدلے ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔ (طبرانی فی الاوسط' مجمع الزوائد)

☆ حدیث شریف = حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا یقیناً بائیں طرف کا فرشتہ گنہ گار مسلمان کے لئے چھ

گھڑیاں (کچھ دیر) قلم کو (گناہ کے) لکھنے سے اٹھائے رکھتا ہی، یعنی نہیں لکھتا۔ پھر اگر یہ گنہ گار بندہ نادم ہوجاتا ہے اور رب تعالیٰ سے گناہ کی معافی مانگ لیتا ہے تو فرشتہ اس گناہ کو نہیں لکھتا ورنہ ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (طبرانی فی الاوسط، مجمع الزوائد)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حدیث شریف = سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے پھر اگر اس نے اس گناہ کو چھوڑ دیا اور اللہ سے معافی مانگ لی اور توبہ کرلی تو (وہ سیاہ نقطہ ختم ہوکر) دل صاف ہوجاتا ہے اور اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ واستغفار کے بجائے مزید گناہ کئے تو دل کی سیاہی اور بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ پورا دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ (ترمذی شریف حدیث نمبر 3334)

☆ (ابوداؤد حدیث 5211: راوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ (مثلاً الحمد للہ یغفر اللہ لنا ولکم کہتے ہیں) تو ان کی مغفرت کردی جاتی ہے۔

☆ (مسلم حدیث 6959 راوی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔تم اس شخص کی خوشی کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی اونٹنی کسی سنسان جنگل میں اپنی نکیل کی رسی گھسیٹتی ہوئی نکل جائے۔ جہاں نہ کھانا نہ پانی، اوراس اونٹنی پراس شخص کا کھانا اور پانی رکھا ہوا ہے اور وہ اس اونٹنی کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک جائے پھر وہ اونٹنی ایک درخت کے تنے کے پاس سے گزرے تو اس کی نکیل درخت کے تنے میں اٹک جائے اوراس شخص کو وہ اونٹنی اس تنے میں اٹکی ہوئی مل جائے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوگی۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! اللہ کی قسم! اللہ کو اپنے بندے کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی اس شخص کو (ایسے سخت حال میں مایوس ہونے کے بعد) سواری کے مل جانے سے ہوتی ہے)

☆ (حدیث: مسلم 6989 راوی حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اللہ تعالیٰ رات بھر اپنا دست رحمت بڑھائے رکھتا ہے تاکہ دن کا گنہ گار رات کو توبہ کرلے...... اور دن بھر اپنا دست رحمت بڑھائے، رکھتا ہے تاکہ رات کا گنہ گار دن کو توبہ کرلے......(اور یہ سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے (اس کے بعد توبہ قبول نہیں ہوگی)

☆ ترمذی حدیث 3536 راوی صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ: نبی

پاک ﷺ نے فرمایا اللہ نے مغرب کی جانب ایک دروازہ توبہ کے لئے بنایا ہے۔اس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے جو کبھی بند نہ ہوگا، یہاں تک کہ سورج مغرب کی طرف سے نکلے۔

☆ حدیث ترمذی 3537 راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک غرغرہ یعنی نزع کی کیفیت شروع نہ ہوجائے۔

(روح نکلتے وقت حلق کی نالی میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے جسے غرغرہ کہتے ہیں، اس کے بعد زندگی کی کوئی امید نہیں رہتی)

☆ (حدیث ابوداؤد 1517 راوی حضرت زید رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مین نے سرکار اعظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ کہے اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اگرچہ میدان جہاد سے بھاگا ہو۔

☆ سچی توبہ کی برکت سے شراب دودھ میں بدل دی گئی

دورفاروقی میں ایک شرابی بغل میں شراب کی بوتل دبائے مدینے کی گلی سے گزر رہا تھا۔ یکا یک اس کی نظر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر پڑی جو کہ سامنے سے تشریف لا رہے تھے۔ اس پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی

کپکپی شروع ہوگئی جوں جوں سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قریب ہوتے گئے۔ اس شرابی کی حالت غیر ہوتی چلی گئی اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنے لگا۔ جیسے ہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قریب آئے اس کی بوتل دیکھ کر پوچھنے لگے کہ اس میں کیا ہے؟ اس کے منہ سے نکل گیا۔ اس بوتل میں سے دودھ ہے، یہ سن کر اور اس کی حالت دیکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یقین نہ آیا۔ اس کے ہاتھ بوتل لے کر جیسے ہی آپ نے بوتل انڈیلی تو اس میں سے دودھ نکلنے لگا۔ آپ نے بوتل اس کے حوالے کی اور خود تشریف لے گئے۔

سارا راستہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سوچتے رہے کہ اگر اس بوتل میں دودھ تھا تو وہ کانپ کیوں رہا تھا؟ سوچتے سوچتے اپنے بستر پر تشریف لے گئے جب آنکھ لگی تو غیب سے یہ آواز سنی۔

اے عمر ابن خطاب! اس بوتل میں تھی تو شراب۔ مگر اس کی سچی توبہ کی وجہ سے اس کی شراب کو دودھ میں بدل دیا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے سچی توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک پل میں ہی اس کی برکتیں ظاہر فرما دیں۔

☆ کنز العمال حدیث 2104 جلد اول ص 481، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کیا۔ اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے

جائیں گے اور وہ دنیا سے نہ جائے گا جب تک اپنی جنتی حور و قصور (یعنی محلات) کو نہ دیکھ لے۔

یہی وہ توبہ ہے جس نے بڑے بڑے گنہ گاروں کو کیا سے کیا بنا دیا۔ لوگوں کی تقدیریں توبہ سے بدل گئیں۔ اب آپ کے سامنے اکابرین کی توبہ کے ایمان افروز واقعات پیش کرتا ہوں۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمہ کی توبہ

ایک تاجر اپنے تجارت کے قافلے کو لے کر سفر تجارت پر جانے لگا۔ تو اس کو احباب نے مشورہ دیا کہ حفاظت کے لئے کچھ مسلح افراد بھی ساتھ لے لو تاکہ فضیل ڈاکو کی راہزنی سے محفوظ رہ سکو، تاجر نے مسلح افراد ساتھ لینے کی بجائے ایک خوش الحان قاری کو ساتھ لے لیا جو سارے راستے بڑی عمدگی سے تلاوت قرآن کرتا جارہا تھا۔ یہ قافلہ تجارت کرتا ہوا ایک ایسے مقام پر جا پہنچا جہاں فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے۔ اس وقت قاری یہ آیت تلاوت کر رہا تھا۔

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الۡحَقِّ (سورۂ حدید آیت 16)

ترجمہ: کیا مومنوں کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف سے نازل کئے ہوئے احکام کے آگے اپنے دلوں کو جھکا دیں۔

یہ آیت سن کر حضرت فضیل پر رقت طاری ہوگئی۔خوف خدا سے رونے لگے۔سچے دل سے توبہ کی۔سب کا مال واپس کیا اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں بیٹھنے لگے۔

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ کی توبہ

آپ ایک عورت پر اس قدر فریفتہ ہوگئے کہ کسی پل چین ہی نہ آتا تھا۔ ایک مرتبہ سردیوں کی ایک طویل رات میں صبح اس کے مکان کے سامنے انتظار میں کھڑے رہے حتی کہ فجر کا وقت ہوگیا تو آپ کو شدید ندامت ہوئی کہ میں خواہ مخواہ ایک مخلوق کی خاطر اتنا انتظار کرتا رہا۔اگر میں یہ رات عبادت میں گزارتا تو اس سے لاکھ درجے اچھا تھا۔ضمیر نے ملامت کی۔آپ نے اسی وقت سچی توبہ کی اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں علم حاصل کرنے بیٹھ گئے۔

حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کی توبہ

☆ابتدائی دور میں حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اہل بصرہ کو سود پر قرضہ دیا کرتے تھے۔جب مقروض سے قرض کا تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت نہ ٹلتے

جب تک کہ قرض وصول نہ ہوجاتا اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے قرض وصول نہ ہوتا تو مقروض سے اپنا وقت ضائع ہونے کا ہرجانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔

ایک دن کسی کے یہاں وصولیابی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ ''نہ تو شوہر گھر پر ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لئے کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی ہے جس کا تمام گوشت تو ختم ہوچکا ہے البتہ سر باقی رہ گیا ہے۔ اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں۔

چنانچہ آپ اس سے سر لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے۔ اسے پکا ڈالو۔ بیوی نے کہا'' گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا، بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں؟ آپ نے کہا ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے سود لے کر کرتا ہوں اور سود ہی میں یہ دونوں چیزیں لے کر آئے۔

جب کھانا تیار ہوچکا تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا۔ آپ نے کہا کہ تیرے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اور تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے دولت مند نہ ہوجائے گا۔ لیکن ہم غریب ہوجائیں گے چنانچہ سائل مایوس ہوکر واپس چلا گیا۔

جب بیوی نے سالن نکالنا چاہا تو وہ ہنڈیا سالن کی بجائے خون سے لبریز

تھی۔اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا'' دیکھ آج تیرے سود کی نحوستیں تیرے گھر میں داخل ہوگئی ہیں۔وہ وقت کب آئے گا جب تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرے گا۔بیوی کے یہ الفاظ حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کے دل میں تاثیر کا تیر بن کر پیوست ہونے لگے۔

اس کے بعد حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں توبہ کے ارادے سے نکلے راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔ان میں سے ایک لڑکا حضرت حبیب عجمی کو دیکھ کر پکارا' دور ہٹ جاؤ۔حبیب سود خور آ رہا ہے، کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بد بخت نہ بن جائیں۔یہ سن کر آپ بہت رنجیدہ ہوئے اور حسن بصری علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر رہ گئے۔دوبارہ توبہ کی۔ واپسی میں جب ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا۔تو فرمایا تم مجھ سے مت بھاگو۔اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہیئے تاکہ ایک گنہ گار کا سایہ تم نہ پڑ جائے۔

جب آگے بڑھے تو وہی لڑکے کھیل رہے تھے۔آپ کو دیکھ کر ان میں سے ایک لڑکے نے پکارا کہ راستہ دے دو اب حبیب توبہ کر کے آ رہا ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ ہمارا نام گنہ گاروں میں درج

کرلے۔

آپ نے جب یہ سنا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی ''مولا تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی اعلان کردیا۔

گلوکار کی توبہ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن مضافات کوفہ سے گزر رہے تھے۔ ان کا گزر فاسقین کے ایک گروہ پر ہوا۔ جو شراب پی رہے تھے۔ زاذان نامی ایک گانا گانے والا ڈھول پر ہاتھ مار مار کر انتہائی خوبصورت آواز میں گا رہا تھا۔ آپ نے سن کر کہا ''کتنی خوبصورت آواز ہے۔ کاش! کہ یہ قرآن کی تلاوت میں استعمال ہوتی'' اور سر پر چادر ڈال کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔

زاذان نے جب آپ کو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا صحابی رسول حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

اس نے پوچھا۔ انہوں نے کیا کہا۔ بتایا گیا کہ انہوں نے کہا کہ ''کتنی میٹھی آواز ہے، کاش یہ تلاوت کے لئے ہوتی'' یہ بات سنتے ہی اس کے دل پر رعب سا چھا گیا۔ اپنے گانا بجانے کے آلے کو زمین پر پٹخ کر توڑ دیا۔ کھڑا ہوا اور جلدی

سے ان کے پاس پہنچا۔اپنی گردن میں رومال ڈالا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے رونے لگ گیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے گلے سے لگایا اور دونوں رونا شروع ہوگئے اور آپ نے فرمایا۔میں ایسے شخص کو کیوں نہ محبوب سمجھوں جسے اللہ نے محبوب بنالیا ہو۔زاذان نے توبہ کی، آپ کی صحبت اختیار کی اور وقت کے امام بنے

(تنبیہ الغافلین ص63)

قصاب کی توبہ

شیخ ابوبکر بن عبداللہ حزنی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا۔ایک دن وہ لونڈی کسی کام سے دوسرے گاؤں کو جارہی تھی۔ قصاب نے موقع غنیمت جان کر اس کا پیچھا کیا اور کچھ دور جا کر اسے پکڑ لیا۔تب کنیز نے کہا کہ اے نوجوان! میرا دل بھی تیری طرف مائل ہے لیکن میں اپنے رب سے ڈرتی ہوں ۔جب اس قصاب نے یہ سنا تو بولا ''جب تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے تو کیا میں اس ذات پاک سے نہ ڈروں؟'' یہ کہہ کر اس نے توبہ کر لی اور وہاں سے پلٹ پڑا۔

راستے میں پیاس کے مارے دم لبوں پر آ گیا۔ اتفاقاً اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوگئی جو کہ کسی نبی کا قاصد تھا۔ اس مرد قاصد نے پوچھا: اے جوان کیا حال ہے؟

قصاب نے جواب دیا پیاس سے نڈھال ہوں۔ قاصد نے کہا کہ آ ؤ ہم دونوں مل کر خدا سے دعا کریں۔ تاکہ اللہ کسی فرشتے کو بھیج دے اور وہ شہر پہنچنے تک ہم پر اپنا سایہ کئے رکھے۔ نوجوان نے کہا کہ میں نے خدا کی کوئی قابل ذکر عبادت بھی نہیں کی ہے۔ میں کس طرح دعا کروں؟ تم دعا کرو، میں آمین کہوں گا۔

قاصد نے دعا کی بادل کا ایک ٹکڑا ان کے سروں پر سایہ فگن ہوگیا۔ جب یہ دونوں راستہ طے کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ بادل قصاب کے سر پر آ گیا اور قاصد دھوپ میں ہوگیا۔

قاصد نے کہا اے جوان! تو نے تو کہا تھا کہ تو نے اللہ کی کچھ بھی عبادت نہیں کی تو مجھے اپنا حال سنا۔ نوجوان نے کہا اور تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔ لیکن ایک کنیز سے خوف خدا کی بات سن کر میں نے توبہ ضرور کی تھی۔ قاصد بولا تو نے سچ کہا۔ اللہ کے حضور میں جو مرتبہ و درجہ توبہ کرنے والے کا ہے، وہ کسی دوسرے کا نہیں۔ (بحوالہ: کتاب التوابین، ص 75)

شرابی کی توبہ

حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ نے ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا اور اپنے شراب آلودہ منہ سے ''اللہ اللہ'' کہہ رہا تھا۔ آپ نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا اور فرمایا: اس بے خبر کو کیا خبر کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے'' منہ دھو کر آپ چلے گئے۔

جب شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں۔ شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان و نادم ہوا، رونے لگا اور نفس کو مخاطب کر کے بولا۔ بے شرم! اب تو حضرت سری سقطی علیہ الرحمہ بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں۔ خدا سے ڈر، آئندہ کے لئے توبہ کر۔

رات کو سری سقطی علیہ الرحمہ نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔ اے سری سقطی! تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھو دیا۔ سری سقطی علیہ الرحمہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے تو اسی شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے پوچھا تم میں یہ انقلاب کیسے آیا؟ تو وہ بولا آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا۔

بنی اسرائیل کے نوجوان کی توبہ

بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے بیس سال تک اللہ کی عبادت کی پھر بیس سال تک نافرمانی کی پھر آئینہ دیکھا تو داڑھی میں بال سفید نظر آئے۔ وہ غم زدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔ اے میرے خدا! میں نے بیس سال تک تیری عبادت کی اور بیس سال تک تیری نافرمانی کی۔ اگر میں تیری طرف آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہو گی؟ اس نے کسی کہنے والے کی آواز سنی ''تم نے ہم سے محبت کی، ہم نے تم سے محبت کی، پھر تو نے ہمیں چھوڑ دیا، اور ہم نے بھی تجھے چھوڑ دیا۔ تو نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے تجھے مہلت دی اور اگر تو توبہ کر کے ہماری طرف آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے'' (مکاشفۃ القلوب، ص62)

توبہ پر قائم نہ رہنے والے کی توبہ

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک آدمی توبہ پر قائم نہ رہتا تھا۔ جب بھی توبہ کرتا، توڑ ڈالتا۔ بیس سال تک اس کی یہی حالت رہی۔ اللہ نے حضرت موسیٰ سیدنا علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندے سے کہو کہ میں اس پر غضبناک ہوں۔ حضرت موسیٰ نے اس آدمی تک یہ پیغام پہنچا دیا۔

وہ بڑا غمگین ہوا اور صحرا کی طرف چل پڑا۔ وہ کہہ رہا تھا ''اے میرے خدا!

کیا تیری رحمت ختم ہوگئی یا تجھے میری نافرمانی نے نقصان دیا، یا تیری معافی کے خزانے ختم ہوگئے؟ کون سا گناہ تیری قدیم صفات عفو وکرم سے بڑا ہے؟ جب تو اپنے بندوں پر رحمت بند کردے گا تو وہ کس سے امید رکھیں گے؟ اگر تو نے انہیں رد کردیا تو وہ کس کے پاس جائیں گے؟ اگر تیری رحمت ختم ہوگئی اور مجھے عذاب دینا لازم ہوگیا تو پھر اپنے تمام بندوں کا عذاب مجھ پر کردے۔ میں اپنی جان ان کے بدلے میں پیش کرتا ہوں''

رب کریم نے فرمایا اے موسیٰ! اس کی طرف جاؤ اور کہو کہ اگر تیرے گناہ زمین بھر کے برابر ہوں۔ تب بھی تجھے بخش دوں گا کہ تو نے میرے کمال قدرت اور کمال عفو ورحمت کو جان لیا (مکاشفۃ القلوب، ص 63/62)

نافرمان کی توبہ

حضرت ربیعہ بن عثمان علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بہت نافرمانی کرتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بھلائی اور توبہ کی توفیق دی۔ اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے والے کو تلاش کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ صحرا میں نکل گیا اور وہاں جا کر آہ وزاری شروع کردی ''اے آسمان میری شفاعت کردے، اے پہاڑ میری شفاعت کردے، اے فرشتوں میری

سفارش کردو۔ حتیٰ کہ یہ تھک گیا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اور اس نے اسے اٹھا لیا اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے۔ تو اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ اللہ تعالیٰ سے میری سفارش کس نے کی؟

اس نے کہا میں تیرے بارے میں خوف زدہ ہو گیا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے تیری سفارش کر دی (کتاب التوابین، ص 84)

کفن چور کی توبہ

حضرت حاتم اصم علیہ الرحمہ نے بلخ میں دوران وعظ فرمایا کہ اے خدا! اس مجلس میں جو سب سے زیادہ گنہ گار ہو، اس کی مغفرت فرمادے۔ اتفاق سے وہاں ایک کفن چور بھی موجود تھا۔ جب رات کو اس نے کفن چوری کرنے کے لئے ایک قبر کو کھولا تو ندا آئی کہ آج ہی تو حاتم کے صدقہ میں تیری مغفرت ہوئی تھی اور آج ہی تو گناہ کا ارتکاب کرنے پہنچا۔ یہ سن کر وہ ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 222)

نوجوان کی توبہ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک بار آدھی رات گزر جانے کے بعد میں جنگل

کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں، میں نے دیکھا کہ چار آدمی ایک جنازہ اٹھائے جارہے تھے۔ میں سمجھا کہ شاید انہوں نے اسے قتل کیا ہے اور لاش ٹھکانے لگانے کے لئے کہیں جارہے ہیں۔ جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے ہمت کرکے پوچھا۔ اللہ کا جو حق تم پر ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے میرے سوال کا جواب دو۔ کیا تم نے خود اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے۔ اب تم اسے ٹھکانے لگانے کے لئے کہاں لے جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہم نے نہ تو اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی یہ مقتول ہے بلکہ ہم مزدور ہیں اور اس کی ماں نے ہمیں مزدوری دینی ہے۔ وہ اس کی قبر کے پاس ہمارا انتظار کررہی ہے۔ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ۔ میں تجسس کی وجہ سے ان کے ساتھ ہولیا۔ ہم قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ واقعی ایک تازہ کھدی ہوئی قبر کے پاس ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی۔

میں ان کے قریب گیا اور پوچھا اماں جان آپ اپنے بیٹے کے جنازے کو دن کے وقت یہاں کیوں نہیں لائیں تاکہ لوگ اس کے کفن و دفن میں شریک ہوجاتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جنازہ میرے لختِ جگر کا ہے۔ میرا یہ بیٹا بڑا شرابی اور گناہ گار تھا۔ ہر وقت شراب کے نشے میں اور گناہ کے دلدل میں غرق رہتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلاکر تین چیزوں کی وصیت

کی۔

1۔ جب میں مرجاؤں تو میری گردن میں رسی ڈال کر گھر کے ارد گرد گھسیٹنا اور لوگوں کو کہنا کہ گناہ گاروں اور نافرمانوں کی یہی سزا ہوتی ہے۔

2۔ مجھے رات کے وقت دفن کرنا کیونکہ دن کے وقت جو بھی میرے جنازے کو دیکھے گا، مجھے لعن طعن کرے گا۔

3۔ جب مجھے قبر میں رکھنے لگو تو میرے ساتھ اپنا ایک سفید بال بھی رکھ دینا کیونکہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں سے حیا فرماتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مجھے اس کی وجہ سے عذاب سے بچالے۔

جب یہ فوت ہوگیا تو میں نے اس کی پہلی وصیت کے مطابق جب میں نے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹنے لگی تو ہاتف غیبی سے آواز آئی۔ اے بڑھیا! اسے یوں مت گھسیٹو، اللہ نے اسے اپنے گناہوں پر شرمندگی (یعنی توبہ) کی وجہ سے معاف فرمادیا ہے۔

جب میں نے اس بوڑھی عورت کی یہ بات سنی تو میں اس جنازہ کے پاس گیا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر اسے قبر میں دفن کردیا۔ میں نے اس کی بوڑھی ماں کے سر کا ایک سفید بال بھی اس کے ساتھ قبر میں رکھ دیا۔ اس کام سے فارغ ہوکر جب ہم اس کی قبر کو بند کرنے لگے تو اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس

نے اپنا ہاتھ کفن سے باہر نکال کر بلند کیا اور آنکھیں کھول دیں۔ میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا لیکن اس نے ہمیں مخاطب کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔ اے شیخ! ہمارا رب بڑا غفور و رحیم ہے۔ وہ احسان کرنے والوں کو بھی بخش دیتا ہے۔ اور گنہ گاروں کو بھی معاف فرما دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ ہم سب نے مل کر اس کی قبر کو بند کر دیا اور اس پر مٹی درست کر کے واپس آ گئے۔

(حکایات الصالحین، ص 78)

یہ اہل اللہ کی توبہ تھی کہ جب وہ توبہ کر لیتے تو دوبارہ گناہ کی طرف نہ جاتے اور حقیقت میں یہی سچی توبہ ہے جبکہ ہمارا حال یہ ہوتا ہے کہ ہم گناہ کرنے کے بعد تسلی کے لئے کانوں کو پکڑ کر توبہ توبہ کرتے ہیں مگر دل یہ آواز دے رہا ہوتا ہے کہ دوبارہ گناہ کا موقع ملے گا تو نہیں چھوڑیں گے۔

محترم حضرات! یہ سچی توبہ نہیں ہے سچی توبہ کی مثال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یوں دیتے ہیں جس طرح بکری کے تھن میں سے دودھ نکال کر واپس نہیں جا سکتا۔ اسی طرح توبہ کرنے کے بعد گناہ کی طرف لوٹنا ناممکن ہو جائے اور اسی کو رب تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتا ہے۔

القرآن: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

(سورۂ تحریم آیت 8)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی جانب ایسی توبہ کرو جو آئندہ کے لئے نصیحت ہو جائے۔

ایک اور بات زیر غور رہے وہ یہ ہے کہ کبھی بھی اس نیت سے گناہ نہ کریں کہ ابھی گناہ کر لیتے ہیں، بعد میں توبہ کر لیں گے، نہیں، ہرگز نہیں۔

ہمارے علماء نے یہ لکھا کہ اس نیت سے گناہ کرنے والا کہ بعد میں توبہ کر لیں گے۔ ایسا شخص اپنے رب سے مذاق کر رہا ہے۔

جب بھی توبہ کریں، اس نیت سے کریں کہ اے اللہ تعالیٰ! مجھ سے گناہ ہو گیا اپنی رحمت کے صدقے معاف فرمادے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کی طاقت عطا فرما۔

محترم حضرات! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ نہ جانے کس وقت ہماری روح قبض ہو جائے لہذا دانشمند وہی ہے جو چلتے پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے، سونے سے قبل، اٹھنے کے بعد، نماز کے بعد، ہر وقت اور ہر آن توبہ کرتا رہے تا کہ ہماری یہ توبہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب کریم ہم سب کو سچی توبہ کی توفیق نصیب فرمائے اور توبہ پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہ رجب کی فضیلت و اہمیت

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰهِ اثۡنَا عَشَرَ شَهۡرًا فِیۡ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡهَاۤ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِيۡهِنَّ اَنۡفُسَكُمۡ وَقَاتِلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ كَآفَّةً وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الۡمُتَّقِيۡنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

صدق اللہ مولانا العظیم و بلغنا رسولہ الکریم و نحن علی ذلک لمن الشاھدین والشاکرین والحمدللہ رب العالمین

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ توبہ سے آیت نمبر 36 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے

صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہر اسلامی مہینے کی الگ الگ برکتیں ہیں مگر حرمت والے مہینوں کی برکت بے شمار ہیں۔ حرمت والے مہینوں کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے۔ حرمت والے مہینوں کی تعداد اور اس کے فضائل اللہ تعالیٰ قرآن میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔

القران: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِیْنَ كَآفَّةً كَمَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ

ترجمہ: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے۔ ان میں چار حرمت والے ہیں۔ یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

(سورۂ توبہ، پارہ 10، آیت 36)

حضرت صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ (چار حرمت والے مہینوں سے مراد) رجب المرجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام ہیں۔ عرب لوگ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان میں قتال حرام جانتے تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت اور زیادہ کی گئی لیکن یہ بھی فرمایا کہ کفار اگر ان مہینوں کی حرمت کا احترام نہ کریں اور تم سے جنگ کریں تو تم بھی مل کر کفار سے لڑو کہ اللہ کی مدد تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

رجب کیا ہے؟

امام غزالی علیہ الرحمہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں رجب جنت میں ایک نہر کا نام ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے۔ اس کا پانی اس کا مقدر ہوگا جو رجب میں روزے رکھے گا۔

صوفیاء فرماتے ہیں کہ رجب میں تین حروف ہیں ''ر، ج، اور ب''

''را'' سے رحمت الٰہی، جیم سے بندے کے جرم

''ب'' سے مراد بر یعنی بھلائی ہے۔ پس اللہ فرماتا ہے میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی کے درمیان کردو۔

(مکاشفۃ القلوب، ص 630، باب 100، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ کراچی)

ماہ رجب کے اہم واقعات

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ سنو! رجب حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے۔اسی مہینے میں رب کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں سوار کرایا۔ انہوں نے اور ان کے تمام ساتھیوں نے کشتی میں روزہ رکھا اور اللہ نے انہیں نجات بخشی اور غرق ہونے سے محفوظ رکھا۔ چھ ماہ کشتی چلتی رہی۔عاشورہ کے دن جودی پہاڑ پر رکی۔(ماثبت من السنۃ' صفحہ نمبر 148 'مطبوعہ فرید بک لاہور)

ماہ رجب احادیث کی روشنی میں

ماثبت من السنہ ص 171 پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول پاک ﷺ نے ماہ رجب کے پہلے جمعہ کو خطبہ کے دوران فرمایا۔لوگو! اللہ کا ایک بزرگ مہینہ ماہ رجب تم پر سایہ فگن ہے جو اللہ کا بہرہ مہینہ ہے(بہرا اس لئے کہتے ہیں کہ روز محشر یہ خود بہرا بن جائے گا اور لوگوں کے جرائم وعیوب پر گواہی نہیں دے گا اور کہے گا میں تو بہرا ہوں۔میں کوئی چیز سنتا ہی نہیں ہوں۔اسے اللہ کا مہینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ کی صفت ستر پوشی کی طرح یہ مہینہ بھی لوگوں کی عیب پوشی کرتا ہے)

اس ماہ میں نیکیاں دگنی ملتی ہیں۔ اس میں لوگوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔غم والم دور ہوجاتے ہیں۔اس میں کسی مسلمان کی دعا اللہ رد نہیں کرتا۔اس ماہ میں جو شخص نیکیاں کرتا ہے، اس کو ثواب کئی گنا زیادہ دیا جاتا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے دگنی نیکیاں وثواب عنایت فرماتا ہے۔لوگو! اس ماہ میں شب بیداری کرو، روزے رکھو، جس نے ماہ رجب کے اندر کسی دن پچاس رکعتیں اس طرح پڑھیں کہ جس قدر ممکن ہوا' ہر رکعت میں قرآن پڑھا۔اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بعدد طاق و جفت اور انسانوں اور جانوروں کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عنایت فرماتا ہے۔

☆ جس نے ماہ رجب میں ایک روزہ رکھا۔اللہ اس کو سال بھر کے روزوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ جس نے ماہ رجب میں اپنی زبان کو لغویات سے محفوظ رکھا تو منکر نکیر کے سوال کے وقت اللہ خود اس شخص کو جواب تلقین کرے گا جس نے ماہ رجب میں خیرات کی، اس کی گردن عذاب جہنم سے چھٹکارا پائے گی۔

☆ جس نے اس ماہ میں صلہ رحمی کی۔اللہ دنیا و آخرت میں اس کے ساتھ صلح رحمی فرمائے گا اور زندگی بھر اس کے دشمنوں پر اسے فتح مند و غالب رکھے گا۔

(ماثبت من السنہ)

☆ جس نے اس ماہ کسی کی عیادت و تیمارداری کی، اللہ اپنے فرشتوں کو اس سے ملنے اور دعائے سلامتی دینے کا حکم دیتا ہے۔

☆ جس نے اس ماہ نماز جنازہ پڑھی، گویا اس نے ایک مردہ میں جان ڈالی۔ جس نے کسی مسلمان کو اس ماہ کھانا کھلایا، اس کے عوض اللہ اس کو حضرت ابراہیم اور اپنے محبوب ﷺ کے دسترخوان پر کھلائے گا۔

☆ جس نے اس ماہ کسی کو پانی پلایا۔ اللہ اسے سربند شربت پلائے گا۔

(ما ثبت من السنہ، صفحہ نمبر 155، مطبوعہ فرید بک)

حدیث: بے شک رجب عظمت والا مہینہ ہے۔ اس میں نیکیوں کا ثواب دگنا ہوتا ہے جو شخص رجب کا ایک دن روزہ رکھے، گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔

(ما ثبت من السنہ، ص 155، مطبوعہ فرید بک لاہور)

رجب کا روزہ اور بخشش

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ رجب کی پہلی جمعرات کا تیسرا حصہ گزر جاتا ہے تو زمین و آسمان کے سارے فرشتے کعبۃ اللہ میں جمع ہو جاتے ہیں اللہ ان کی طرف نظر رحمت فرماتا

ہے اور ارشاد فرماتا ہے اے میرے فرشتو! مانگو جو کچھ مانگنا چاہتے ہو۔ پس وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہماری حاجت یہ ہے کہ تو ہر اس شخص کی بخشش فرما جو رجب میں روزہ رکھے۔ رب ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ان کو بخش دیا (درۃ الناصحین)

پورے ماہ کے روزوں کا اجر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

1۔ پس جس نے رجب میں ایک دن کا روزہ رکھا' اسے فردوس اعلیٰ میں ٹھہرایا جائے گا۔

2۔ جس نے رجب کے دو روزے رکھے' اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اپنے اوپر واجب کر لی' اسے دوگنا اجر دیا جائے گا۔

3۔ جس نے رجب کے تین روزے رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک خندق حائل کر دے گا جس کی مسافت ایک سال کی مسافت کے بقدر لمبی ہوگی۔

4۔ جس کے رجب کے چار روزے رکھے' اس کو جذام، جنون اور برص کے امراض اور دجال کے فتنوں سے رب محفوظ رکھے گا۔

5۔جس نے رجب کے پانچ روزے رکھے' اسے قبر کے عذاب سے بچایا جائے گا۔

6۔جس نے رجب کے چھ دن کے روزے رکھے' وہ اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔

7۔جس نے رجب کے سات دن کے روزے رکھے' اس کے لئے دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

8۔جس نے رجب کے آٹھ روزے رکھے' جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے۔

9۔جس نے رجب کے 9 روزے رکھے' وہ اپنی قبر سے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اٹھے گا اور اس کا چہرہ جنت کی جانب ہوگا۔

10۔جس نے رجب کے 10 روزے رکھے' اس کے لئے رب تعالیٰ پل صراط کے ہر میل پر ایک بستر آرام کے لئے مہیا فرمادے گا۔

11۔جس نے رجب کے 11 روزے رکھے' قیامت کے دن اس سے افضل اور کوئی امتی نظر نہ آئے گا، سوائے اس شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ رجب کے روزے رکھے ہوں گے۔

12۔جس نے رجب کے 12 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

ایسے دو جوڑے پہنائے گا کہ اس کا ایک جوڑا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے افضل اور بہتر ہوگا۔

13۔جس نے رجب کے 13 روزے رکھے' قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اس کے لئے دستر خوان بچھا دیا جائے گا اور وہ جو چاہے، کھائے گا جبکہ دوسرے لوگ سخت تکالیف میں مبتلا ہوں گے۔

14۔جس نے رجب کے 14 روزے رکھے' قیامت کے دن اللہ اسے وہ چیز عنایت کرے گا جو نہ کبھی کسی نے دیکھی ہوگی اور نہ کبھی کسی نے اس کے بارے میں سنا ہوگا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا۔

15۔ جس نے رجب کے 15 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ حشر میں اسے اس کے ساتھ کھڑے ہونے والوں میں شامل کر دے گا، جہاں جب کسی مقرب فرشتے کا گزر ہوگا یا کسی نبی یا رسول کا تو اس سے کہا جائے گا، مبارک ہو تو امن والوں میں سے ہے۔

16۔ جس نے رجب کے 16 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے اور کلام کرنے والوں کی پہلی صف میں ہوگا۔

17۔ جس نے رجب کے 17 روزے رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے لئے پل صراط کے ہر میل پر ایک آرام گاہ مقرر کر دے گا، جس میں وہ آرام کرے گا۔

18۔ جس نے رجب کے 18 روزے رکھے، وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبہ میں قیام کرے گا۔

19۔ جس نے رجب کے 19 روزے رکھے، اللہ تعالیٰ ایک ایسا محل عطا فرمائے گا جو حضرت آدم وابراہیم علیہم السلام کے محلات کے روبرو ہوگا اور وہ ان دونوں انبیاء کو سلام ونیاز پیش کرے گا، وہ دونوں انبیاء اس کو جواب دیں گے۔

20۔ جس نے رجب کے 20 روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اے اللہ کے بندے! تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے، تو بخش دیا گیا اب جس قدر تیری عمر باقی ہے۔ ان میں نیک اعمال کر۔ (غنیۃ الطالبین، ص نمبر 351، مطبوعہ پروگیسو لاہور)

ماہ رجب میں صدقہ کی فضیلت

صدقہ کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن سلامہ علیہ الرحمہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رجب میں صدقہ دیا تو اللہ اس کو آگ سے اتنا دور کر دے گا جتنا کوا (کوے کی عمر پانچ سو سال ہوتی ہے) ہوا میں پرواز کر کے اپنے آشیانے سے اتنا دور ہو جائے کہ اڑتے اڑتے بوڑھا ہو کر مر جائے۔ مدعا یہ

کہ کوا پانچ سو برس میں جتنا فاصلہ آشیانہ سے طے کرے گا اور اس سے دور ہو گا، بقدر اس فاصلہ کے بندہ دوزخ سے دور ہو جائے گا۔

(غنیۃ الطالبین، ص نمبر 355، مطبوعہ پروگیسو بکس، لاہور)

ماہ رجب میں اپنے مسلمان بھائی کی پریشانی دور کرنے کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی سے رجب کے مہینے میں غم دور کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو فردوس میں نگاہ کی رسائی کے بقدر وسیع محل عطا فرمائے گا، خوب سن لو! تم ماہ رجب کی عزت کرو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہزار درجہ بزرگی عطا فرمائے گا۔

(غنیۃ الطالبین، ص نمبر 355، مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد و صلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ بنی اسرائیل سے ایک آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آج کی یہ بابرکت محفل کو نبی پاک ﷺ کے عظیم الشان معجزے واقعۂ معراج سے نسبت ہے۔ واقعۂ معراج مقام مصطفی ﷺ کو مزید بلند کرتا ہے۔ ہمارے آقا ﷺ کی شان و عظمت تو اتنی بلند و بالا ہے کہ ہر نبی معجزہ لے کر آیا

ہمارے آقا ﷺ سراپا معجزہ بن کر آئے۔ اس لئے آپ کو جامع المعجزات، جامع کمالات اور جامع الصفات کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو معجزات تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمائے، وہ تمام معجزات ہمارے آقا ومولا ﷺ کو عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے معجزہ ہے۔ مگر ہمارے آقا ﷺ کے شایانِ شان نہیں، سورج کو پھیرنا، انگلیوں سے چشمے جاری کر دینا، مریضوں کو صحت یابی عطا فرمانا، کنکریوں سے کلمہ پڑھوانا، مردوں کو زندہ کر دینا، درختوں سے جانوروں سے اپنی رسالت کا اقرار کروانا، غیب کی باتیں بتانا اور لعاب دہن ڈال کر کھارے پانی کے کنویں کو میٹھا کر دینا بھی معجزہ ہے مگر محبوب خدا ﷺ کے شایان شان نہیں ہے۔ صرف دو معجزات ایسے ہیں جو تاجدار کائنات ﷺ کے شایان شان ہیں۔ پہلا معجزہ قرآن مجید اور دوسرا معجزہ دیدار باری تعالیٰ۔

اب آپ کے سامنے جو میں نے خطبہ میں آیت تلاوت کی ہے۔ اس سے متعلق تفصیل سے عرض کروں گا۔

☆ نبی پاک ﷺ نے ہجرت سے دو سال قبل 27 رجب کی پرنور و پرکیف شب میں سفر معراج فرمایا جس کی ابتداء آپ کی پھوپھی حضرت ام ہانی کے مکان سے ہوئی۔ جہاں آپ آرام فرما تھے کہ جبریل نے حاضر بارگاہ ہو کر

آپ کو حطیم کعبہ میں لٹا دیا۔

قربان میں شان وعظمت کے سوئے ہیں چین سے بستر پر
جبریل امین حاضر ہوکر معراج کا مژدہ سناتے ہیں

صحیح بخاری حدیث 3887 حضرت مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں اور کبھی فرمایا۔ حطیم کی جگہ حجر میں لیٹا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا تو اس نے (میرا سینہ) حلقوم سے زیر ناف تک چاک کر ڈالا۔ پھر ایمان سے لبریز سونے کا ایک طشت میرے پاس لایا گیا۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرماتے ہیں کہ سرکار ﷺ کے سینہ مبارک کے شق ہونے اور قلب اطہر کے دھونے کا واقعہ چار مرتبہ ہوا۔

1۔ پہلی مرتبہ اس وقت جبکہ آپ قبیلہ بنوسعد میں اپنے رضاعی بھائی کے مکان کے پچھواڑے میں تھے اور کم سن تھے۔ اچانک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہا۔ میرے ان قریشی بھائی کے پاس دو سفید پوش آئے اور انہوں نے آپ کا سینہ چاک کیا۔

خوف کی وجہ سے بی بی حلیمہ، بی بی آمنہ کے پاس آ کر ماجرا بیان کیا تو سیدہ آمنہ نے فرمایا۔ شاید تمہیں ان پر شیطان کے قابو پانے کا خوف ہے۔ اللہ کی

قسم! آپ پر شیطان کا ہر گز ہر گز کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور میرے بیٹے کی تو شان ہی انوکھی ہے۔

2۔ دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ آپ کی عمر دس سال تھی اور آپ جنگل میں تھے۔ خود آپ کا ارشاد کہ یہ واقعہ احکام نبوت کی ابتدائی منزل تھی۔

3۔ تیسری مرتبہ جبکہ آپ کی بعثت ہوئی اور آپ نے اعلان نبوت فرمایا۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ آپ نے اور سیدہ خدیجہ نے ایک ساتھ ایک ماہ تک اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔

4۔ چوتھی مرتبہ آپ کا شق صدر شب معراج میں ہوا۔ آپ کے قلب اطہر کو سونے کے طشت میں رکھ کر آب زم زم سے غسل دیا گیا۔ جنت کے پانی کی بہ نسبت زم زم زیادہ افضل و پاکیزہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی پاک ہے وہ ذات جو لے گیا

☆ رب تعالیٰ نے ''سُبۡحٰنَ '' فرما کر اعتراض کرنے والوں کی زبانوں کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ مثلاً ایک شخص آپ کے محلے میں رہتا ہو، ایک ماہ بعد آپ کو ملے۔ آپ اس سے پوچھیں کہ آپ کہاں گئے تھے؟ ایک ماہ بالکل غائب رہے۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا میں امریکہ، لندن، اسپین اور کئی مما لک گھوم کر آیا

ہوں۔آپ سوچنے لگے۔یہ کیسے جا سکتا ہے؟اس کے پاس تو اتنا مال ہی نہیں ہے پھر یہ کیسے جا سکتا ہے۔آپ سوچ ہی رہے تھے کہ اتنے میں اس شخص نے کہا۔ مجھے صدر پاکستان لے گئے تھے۔یہ سن کر آپ کے کان فورا کھڑے ہو جائیں گے کہ اگر اسے صدر پاکستان لے گیا تو یہ ضرور جا سکتا ہے۔

بلا تشبیہ و مثال رب تعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ میرے محبوب ﷺ کے سفر معراج پر لوگ اعتراض کریں گے کہ کیسے جا سکتے ہیں؟ کیسے گئے؟

''سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی'' فرما کر قیامت کے لئے رب تعالیٰ نے دنیا پر واضح کر دیا کہ میرے محبوب ﷺ کے سفر معراج پر اعتراض کرنے والو! میرا محبوب ﷺ خود نہیں گیا۔انہیں ان کا رب لے گیا۔ وہ رب جس نے بغیر ستونوں کے آسمانوں کو قائم رکھے ہوئے ہے۔وہ لے گیا۔وہ رب لے گیا جیسے بغیر ماں باپ کے حضرت آدم علیہ السلام کو اور بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔تم جانے والے کو مت دیکھو، لے جانے والے کو دیکھو۔

☆ ''بِعَبۡدِهٖ'' اپنے بندے کو۔ساری دنیا اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہتی ہے لیکن قربان جائیے عظمت مصطفی ﷺ پر کہ رب تعالیٰ انہیں اپنا بندہ ارشاد فرما رہا ہے۔اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ کہنا کمال نہیں بلکہ کمال تو یہ ہے کہ رب یہ فرمائے کہ یہ میرا بندہ ہے۔

☆ ''بِعَبْدِہٖ'' ثابت کررہا ہے کہ معراج روحانی نہ تھی جسمانی تھی۔ امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں: اگر معراج روحانی ہوتی تو ''بروح عبدہ'' آتا۔

امام جریر طبری علیہ الرحمہ جامع البیان میں فرماتے ہیں کہ معراج روح وجسم کے ساتھ تھی کیونکہ روح براق پر سوار نہیں ہوتی۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ معراج اگر خواب ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی نشانی اور معجزہ نہ ہوتا۔ کفار کبھی معراج پر اعتراض نہ اٹھاتے، کفار کا اعتراض بھی ثابت کرتا ہے کہ معراج خواب نہ تھا کیونکہ خواب کا کوئی انکار نہیں کرتا مثلاً اگر کوئی شخص آپ کے علاقے کا رہنے والا ایک دن صبح سویرے آپ کے پاس آ کر کہے۔ جناب آج رات میں امریکہ، لندن، جرمنی، اسپین، سوئزرلینڈ حتیٰ کہ آدھی سے زیادہ دنیا گھوم آیا۔ آپ دل ہی دل میں سوچ رہے ہوں گے کہ پہلے اس کو کسی پاگل خانے میں داخل کروا کر اس کے دماغ کا علاج کروانا پڑے گا۔ یہ راتوں رات آدھی سے زیادہ دنیا گھوم کر کیسے آ سکتا ہے۔ ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اس شخص نے آپ سے کہا خواب میں آدھی سے زیادہ دنیا گھوم کر آیا ہوں۔

اب آپ کہیں گے کہ اگر تو خواب میں گیا ہے تو پھر آدھی سے زیادہ کیا پوری

دنیا بھی گھوم کر آ سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ خواب پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی فضیلت نہ ہوتی کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو معراج روحانی و جسمانی کی تصدیق کرنے پر ''صدیق'' کا لقب عطا فرمایا گیا۔

☆ معراج خواب میں نہ ہوئی تھی

علامہ محمد بن احمد مالکی قرطبی علیہ الرحمہ الجامع لاحکام القرآن جز 10 ص 189 (مطبوعہ دارالفکر بیروت) پر فرماتے ہیں کہ اگر واقعہ معراج خواب ہوتا ہے۔ سورۂ نجم میں یہ ارشاد نہ ہوتا۔

القرآن: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (سورۃ النجم، آیت 17)

ترجمہ: نہ نظر ایک طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ یہ بیداری کا واقعہ تھا۔

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے شب معراج آقا ﷺ کے جسم کو گم نہیں پایا۔

تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ واقعہ معراج کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر بہت کم تھی۔ (تقریبا ساڑھے

سال کی) اس وقت آپ باقاعدہ حضور ﷺ کی زوجیت میں بھی نہیں تھیں لہذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت صحیح نقل نہیں کی گئی۔

معراج مکۃ المکرمہ میں ہوئی جبکہ رسول پاک ﷺ کا نکاح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدینہ میں ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مدینے کی بات کر رہی ہیں۔

☆ ''بعبدہٖ'' اپنے بندے کو۔ اپنے رسول کو لے گیا۔ رسول کیوں نہیں کہا بندہ کیوں کہا۔ رسول وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے بندوں کی طرف آئے اور ''عبد'' بندہ وہ ہوتا ہے جو بندوں کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے پاس جائے۔

☆ ''لیلا'' رات کے قلیل حصے میں

حضرت امام آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی جلد 8 ص نمبر 13 پر فرماتے ہیں کہ معراج شریف رات کے بعض حصے میں واقع ہوئی اور سرور کونین ﷺ جس وقت تشریف لے کر گئے۔ اسی لمحہ واپس تشریف لے آئے۔ اس بعض کی بھی کوئی مقدار معین نہیں کی گئی۔ بعض آثار میں وارد ہوا ہے کہ آپ جب واپس تشریف لائے تو بستر نیند کے اثر سے ٹھنڈا نہیں ہوا تھا اور کہا گیا کہ جاتے ہوئے درخت کی جس ٹہنی سے آپ کا عمامہ ٹکرایا تھا۔ جب آپ واپس آئے تو اس ٹہنی کو

ہلتا پایا۔

☆ تفسیر روح البیان جلد 5 ص نمبر 125 پر علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کے کوزہ سے جو پانی بوقت وضو گرا تھا۔ واپس تشریف لائے تو یہ حال تھا کہ وہ وضو کا پانی پوری طرح بہا بھی نہ تھا۔

☆ محبوب خدا ﷺ کے استقبال کے لئے پورا نظام روک لیا گیا

جب کوئی دوسرے ملک کا سربراہ مملکت ہمارے ملک میں آئے تو پورے علاقے کا ٹریفک اور نظام روک لیا جاتا ہے، جب تک وہ وہاں سے گزر نہ جائے۔اس وقت تک نظام معطل رہتا ہے۔ بلاتشبیہ ومثلاً میرے آقا ﷺ اللہ تعالیٰ کے مہمان بن کر جب اس کائنات سے اس جہان میں تشریف لے گئے تو آپ کی آمد کی وجہ سے کائنات میں موجود ہر شے حتیٰ کہ وقت بھی ٹھہر گیا۔

☆ جان کائنات ﷺ کے تشریف لے جانے سے کائنات کا جسم رک گیا

میں آپ کو ایک گھڑی کی مثال دیتا ہوں۔ ایک گھڑی میں مثال کے طور پر

رات کے گیارہ بجے ہیں۔ میں اس گھڑی سے اس کی جان جو پینسل سیل ہیں، وہ نکال دوں اور ایک ماہ بعد اس گھڑی کو دیکھوں تو وہی گیارہ بج رہے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ گھڑی میں سے میں نے اس کی جان سیل کو نکال لیا تو گھڑی رک گئی۔ بلا تشبیہ بلا تشبیہ محبوب خدا ﷺ جان کائنات ہیں جب جان کائنات محبوب خدا ﷺ اس کائنات سے تشریف لے گئے تو کائنات بے جان ہوگئی۔ وقت بھی رک گیا، زمانہ بھی رک گیا، کائنات کی حرکت رک گئی، بستر واپسی تک گرم ہی تھا اور وضو کا پانی بھی بالکل وہی تھا اور جب محبوب ﷺ تشریف لے آئے، پوری کائنات کا نظام دوبارہ چلنا شروع ہوگیا۔

☆''مسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ'' مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک

سنن نسائی حدیث 446، انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی، نبی پاک ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو کہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جس کا قدم تا حد نگاہ پڑتا۔ (براق کے بھیجنے میں حکمت، آپ کی تعظیم و تکریم مقصود تھی جس طرح محبین اپنے محبوبوں کے پاس گھوڑا بھیجتے تھے۔ رب نے براق کو بھیجا۔

(مدارج النبوت، ص214)

جبریل براق سجا کر کہ فردوس بریں سے لے آئے

کیا خوب سہانا ہے منظر مہمان خدا کے آتے ہیں

جب آپ براق کی رکاب میں پائے اقدس رکھنے لگے تو براق نے شوخی کی۔ اس وقت جبریل نے براق سے کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ کیوں شوخی کرتا ہے تجھ پر سرکار ﷺ سے زیادہ بزرگ تر سوار نہیں ہوا پھر براق زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد آپ نے اس کی پشت پر سواری فرمائی۔ (مدارج النبوت، ص214)

براق کا جھومنا ناز و فخر کی وجہ سے تھا کہ آج مجھ پر محبوب خدا سوار ہو رہے ہیں، جیسا کہ جبل ثبیر جھومنے لگا تھا۔

میں اس جانور پر سوار ہوا۔ میرے ساتھ جبریل تھے۔ میں روانہ ہوا تو جبریل نے عرض کی۔ اتر کر نماز ادا فرمائیں تو میں نے نماز ادا کی۔

جبریل نے عرض کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کس جگہ نماز ادا فرمائی (پھر معاً خود جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں) آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز ادا فرمائی۔ اسی جانب آپ کی ہجرت ہو گی۔

پھر جبریل نے (ایک اور جگہ) اتر کر نماز ادا کرنے کو کہا۔ آپ نے طور سینا پر نماز ادا فرمائی ہے جہاں اللہ نے حضرت موسیٰ کو ہمکلامی سے مشرف فرمایا تھا۔

پھر (ایک اور جگہ) اتر کر نماز ادا کرنے کو کہا۔ آپ نے بیت اللحم میں نماز ادا فرمائی جو حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت ہے۔

نمازیں ادا فرمانے کے بعد آپ بیت المقدس کی طرف رواں دواں تھے کہ راستے کے کنارے ایک بوڑھی عورت کھڑی تھی۔ آپ نے جبریل سے فرمایا۔ یہ کون ہے؟ عرض گزار ہوئے۔ آپ آگے بڑھتے چلیں تو آپ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پھر کسی نے راستے کے کنارے سے آپ کو پکارتے ہوئے کہا اے محمد ﷺ ادھر آئیں۔

لیکن پھر جبریل عرض گزار ہوئے آپ بڑھتے چلیں تو آپ آگے بڑھتے چلے گئے۔

دلائل نبوۃ للبیہقی جلد 2 ص 326 راوی انس بن مالک پھر ایک جماعت سے آپ کا سامنا ہوا۔ انہوں نے آپ کو سلام عرض کرتے ہوئے کہا۔ اے اول آپ پر سلامتی۔ اے آخر اے حاشر آپ پر سلامتی ہو۔ پھر جبریل نے عرض کیا۔ اے محمد ﷺ آپ (ان کے) سلام کا جواب عطا فرمائیں تو آپ نے جواب سے نوازا۔

صحیح مسلم حدیث 4379 راوی انس: فرمایا میں معراج کی رات حضرت موسیٰ کی قبر کے پاس سے گزرا جو ریت کے سرخ ٹیلے کے پاس واقع ہے۔

یُصَلّیْ فِیْ قَبْرِہٖ موسیٰ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔ نبی پاک ﷺ کو دیکھ کر کہنے لگے۔ (**اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہ** میں شہادت دیتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)

یہاں تک سفر طے کرنے کے بعد آپ کو ندا دینے والی بڑھیا، نامعلوم شخص اور آپ کی بارگاہ میں سلام کا نذرانہ پیش کرنے والی جماعتیں کون تھیں، تعارف پیش کرتے ہوئے جبریل عرض گزار ہوتے ہیں۔

☆ دلائل النبوۃ للبیہقی: جس بڑھیا کو آپ نے راستے کے کنارے دیکھا تھا، وہ دنیا تھی جس کی عمر صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہے، جتنی عمر اس بڑھیا کی، جس نے آپ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا، وہ دشمن خدا ابلیس تھا کہ جو چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہو جائیں اور جنہوں نے آپ پر سلام کا ہدیہ پیش کیا۔ وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

☆ اس کے بعد آپ بیت المقدس میں داخل ہوتے ہیں جہاں تمام انبیاء تشریف فرما تھے تو حضرت جبریل نے (امامت کے لئے) آپ کو آگے بڑھا دیا تو آپ نے انبیاء کی امامت فرمائی۔ (انبیاء کو سرکار ﷺ کے مقتدی بننے کا شرف حاصل ہوا۔)

نماز سے فراغت کے بعد چند انبیاء نے حمد الٰہی اور اظہار انعام الٰہی سے

لبریز خطبے فرمائے اور آخر میں آپ نے بھی خطبہ دیا۔ دلائل النبوت للبیہقی۔ خطبہ کے الفاظ:

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے مجھے تمام جہان کے لئے رحمت اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان (حق و باطل میں خط امتیاز کھینچنے والی کتاب) کا نزول فرمایا۔ جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ظاہر ہونے والی تمام امتوں میں میری امت کو خیر امت، وسط امت اور اولین و آخرین بنایا۔ میرا سینہ کشادہ، میرا بوجھ ہلکا اور میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح و خاتم بنا کر بھیجا۔ (اس پر ابراہیم نے کہا اے محمد ﷺ اس بناء پر حق نے آپ کو نسب سے افضل فرمایا ہے۔) (سنن نسائی حدیث 446)

مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا

نبی پاک ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟ اللہ وحدہ لاشریک چاہتا تو مسجد حرام سے ہی آسمانوں پر بلا لیتا، مسجد اقصیٰ کیوں لے جایا گیا؟ چند وجوہات کی وجہ سے نبی پاک ﷺ کو مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔

پہلی حکمت ہر ستون دعا کرتا تھا

تفسیر روح المعانی جلد 8 ص 14 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت میں

ہے۔مسجد اقصیٰ کے تمام ستونوں نے دعا کی۔ہمیں ہر نبی کی برکت سے حصہ ملا ہے۔ہمیں محمد مصطفی ﷺ کی زیارت کا شوق ہے۔اے اللہ! ہمیں ان کی زیارت سے مشرف فرما۔ان ستونوں کی دعا کی قبولیت میں تعجیل کی وجہ سے معراج کا آغاز مسجد اقصیٰ سے ہوا۔

دوسری حکمت مسجد اقصیٰ میں نماز، سنت رسول ﷺ بن جائے

تیسری حکمت علامہ آلوسی علیہ الرحمہ تفسیر روح المعانی میں بیان کرتے ہیں ظاہر ہوجائے کہ آپ ﷺ سب کے امام ہیں۔

چوتھی حکمت علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی آٹھویں جلد صفحہ نمبر 14 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت میں فرماتے ہیں۔آسمان کا وہ دروازہ مصعد الملائکہ ہے۔یہ بیت المقدس کے عین اوپر ہے،کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے ایک دروازہ بیت المقدس پر کھولا ہے جس سے ہر دن ستر ہزار ملائکہ اترتے ہیں جو کہ اس شخص کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو بیت المقدس آئے اور وہاں نماز پڑھے، پس رسول اللہ ﷺ کو اولا اسی طرف معراج کروائی گئی پھر آسمان کی طرف تاکہ سیدھا اوپر چڑھا جائے۔

تیسری حکمت آمدِ محبوب خدا ﷺ کے بعد

مسجد اقصیٰ میں نماز کا ثواب بڑھا دیا گیا

حدیث شریف = سنن ابن ماجہ کی حدیث 1473 ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو اپنے گھر میں نماز پڑھے، اسے ایک نماز کا، جو محلے کی مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچیس نمازوں کا، جو جامع مسجد میں نماز پڑھے، اسے پانچ سو نمازوں کا، جو مسجد اقصیٰ اور میری مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچاس ہزار کا اور جو مسجد حرام میں نماز پڑھے، اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

☆ الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ کے گرداگرد برکت سے مراد مزارات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے مزارات برکتوں کا مرکز ہیں وہاں ہمہ وقت رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دیتے ہیں تاکہ وہاں جو رحمتیں برستی ہیں، ان میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی مل جائے اور ہماری بھی بگڑی بن جائے۔ الغرض کہ ہم مزارات پر برکتیں لینے جاتے ہیں مگر میرے آقا ﷺ برکتیں دینے تشریف لے گئے۔

(جب سرکار ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو جبریل نے ایک پیالہ

شراب اور ایک دودھ کا پیش کیا اور عرض کیا۔ آپ کو اختیار ہے جو پیالہ چاہیں، نوش فرماسکتے ہیں۔ آپ نے دودھ پسند فرمایا۔ آپ نے فطرت کو اختیار فرمایا۔ اس جگہ فطرت سے مراد اسلام اور استقامت ہے۔ (مدارج النبوت ص 215)
(اگر آپ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، اس کے پینے میں پڑ جاتی جو کہ مادہ فساد اور خباثت ہے) (مدارج النبوت ص 216)

اس کے بعد جنت الفردوس سے ایک سیڑھی لائی گئی جس کے دائیں بائیں فرشتے تھے، آپ اس سے آسمانوں پر پہنچے۔ (مدارج النبوت)

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے
بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے
جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

☆ معراج کے پانچ مرحلے

1۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک براق پر سواری

2۔مسجد اقصیٰ سے پہلے آسمان پر سیڑھی کے ذریعے جو جنت الفردوس سے لائی گئی۔(مدارج النبوت)

3۔فرشتوں کے پروں پر سوار ہو کر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے۔

4۔ جبریل امین علیہ السلام کے پروں پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ جلوہ گر ہوئے۔

5۔پھر رفرف پر سوار ہو کر قاب قوسین تشریف لے گئے۔

☆اب سیڑھی کے ذریعے پہلے آسمان پر

سات آسمان بھی اللہ تعالیٰ کی شان قدرت کی زندہ مثال ہیں۔ایک تحقیق یہ بھی ہے کہ رب تعالیٰ نے سات آسمان کس چیز کے پیدا فرمائے ہیں۔

کتاب المعظمۃ ص نمبر 557 پر ہے کہ حضرت ربیع بن انس علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلا آسمان تھمی ہوئی موج ہے۔دوسرا آسمان چٹان ہے، تیسرا آسمان لوہے کا ہے، چوتھا آسمان تانبے کا ہے، پانچواں آسمان چاندی کا ہے، چھٹا آسمان سونے کا ہے اور ساتواں آسمان یاقوت کا ہے۔

☆آسمان اور عرش کے درمیان فاصلہ

کتاب العظمۃ صفحہ نمبر 281 پر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ پہلے آسمان سے دوسرے آسمان کا فاصلہ پانچ سوسال کا ہے۔ تیسرے آسمان کا فاصلہ اس کے نیچے والے آسمان سے اوپر والے آسمان سے پانچ سوسال کا فاصلہ ہے۔ ہرآسمان کے درمیان فاصلہ پانچ سوسال کا ہے۔

ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان فاصلہ پانچ سوسال ہے اور عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی عرش پر ہے۔اس کو معلوم ہے کہ تم کس حالت میں ہو۔

کیا شان ہے محبوب پروردگار شفیع روز شمار ﷺ کی کہ اتنی بڑی مسافت ہزاروں برس کا فاصلہ پلک جھپکنے سے پہلے طے فرمالیا۔

☆آسمان کا دروازہ کھلوایا

دلائل النبوۃ جلد 2ص 393 پر ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آسمان کا دروازہ کھلوایا: پوچھا گیا کون؟ کہا جبریل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ! پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں۔ (اس کے بعد آسمان کا دروازہ کھولا گیا)

آسمان کا دروازہ تاجدار کائنات ﷺ کی بدولت جبریل علیہ السلام کے لئے کھلا۔معلوم ہوا کہ عزت وعظمت کا دروازہ، اسلام کا دروازہ، قبولیت کا

دروازہ، روشنی کا دروازہ، شفاعت کا دروازہ، جنت کا دروازہ بھی تاجدار کائنات ﷺ کی بدولت کھلے گا۔

سنن نسائی حدیث 453 میں ہے۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ دوسرے آسمان پر دونوں خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پانچویں آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (مدارج النبوت، ص 217) پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، میرے مولا ﷺ کو دیکھ کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ ایک ہستی میرے بعد تشریف لائی۔ انہیں ایسا برگزیدہ بنایا گیا کہ ان کی اُمّت میری اُمّت سے پہلے جنت میں داخل ہوگی) یہ حسد کی وجہ سے نہ تھا، اس عالم میں حسد کہاں)

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کو تو اپنی قبور میں ہونا چاہئے جبکہ یہ تو مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے، آسمانوں پر موجود ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اپنی قبر انور میں نماز پڑھ رہے

تھے، اس کے بعد مسجد اقصیٰ میں بھی موجود تھے اور چھٹے آسمان پر بھی جلوہ گر ہیں، معاملہ کیا ہے؟

یہ شان وعظمت ہے انبیاء کرام علیہم السلام کی کہ ان کو ان کے رب نے بعد از وصال بھی ایسی طاقت وقوت عطا فرمائی کہ جب چاہیں جہاں چاہیں جسم و جسمانیت کے ساتھ تشریف لے جا سکتے ہیں۔

☆ آسمانوں کی معراج

درۃ الناصحین ص 118

علامہ عثمان بن حسن بن احمد الخوبری:

زمین و آسمان میں مناظرہ

زمین و آسمان سے بولی میں تجھ سے افضل ہوں۔ اس لئے کہ رب نے شہروں، دریاؤں، نہروں، درختوں، پہاڑوں سے مجھے زینت عطا کی۔

آسمان نے جواب دیا میں تجھ سے بہتر ہوں اس لئے کہ سورج، چاند، ستارے، آسمان، عرش وکرسی اور جنت مجھ میں ہے۔

زمین نے کہا: مجھ میں کعبہ ہے جس کی زیارت اور طواف انبیاء ومرسلین، اولیاء اور عام مومنین کرتے ہیں۔

آسمان نے جواب دیا: مجھ پر بیت المعمور ہے اس کا طواف ملائکہ کرتے ہیں اور مجھ میں جنت ہے جو تمام انبیاء و مرسلین، تمام اولیاء و صالحین کی مقدس روحوں کا ٹھکانا ہے۔۔

زمین نے کہا محبوب خدا نے مجھ میں اقامت فرمائی اور آپ نے شریعت مجھ پر جاری فرمائی ہے۔

جب آسمان نے یہ سنا تو جواب دینے سے عاجز آ گیا، چپ ہو گیا۔

پھر آسمان نے عرض کی۔ اے اللہ تو ہی مضطر کی مدد فرماتا ہے، جب وہ تجھے پکارے: تو اپنے محبوب کو میری طرف بلا کہ میں ان سے شرف حاصل کروں جس طرح تو نے زمین کو ان کے جمال سے شرف بخشا ہے۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور معراج کی رات آسمان کو یہ شرف عطا فرمایا۔

ملائکہ کی معراج

☆ معارج النبوۃ میں ہے: جب اللہ نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں: تو فرشتوں نے عرض کی: بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے۔ اللہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

یعنی میں آدم کی اولاد سے اپنا محبوب پیدا کروں گا، فرشتو! تمہاری نظر فسادیوں پر ہے اور میری نظر محبوب کی آمد پر ہے۔ جن کے صدقے، میں نے تمام کائنات بنائی ہے۔ جب فرشتوں نے یہ سنا تو دیدار کے مشتاق ہو گئے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کی۔ اے مالک و مولا! ایک بار تو اپنے محبوب کو آسمانوں پر بلا تاکہ ہم ان کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔ رب تعالیٰ نے فرشتوں کی التجا قبول فرمائی اور معراج کی رات اپنے محبوب کو آسمانوں پر بلا کر فرشتوں کو زیارت کروائی۔

☆ اب پیارے محبوب رسول اعظم ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کے نورانی پروں پر سوار ہو کر سدرۃ المنتہیٰ تشریف لے گئے۔

☆ سدرہ المنتہیٰ کیا ہے؟

امام قرطبی الجامع لاحکام القرآن جز 17 ص 89 میں فرماتے ہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ میں نو اقوال:

1۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ نیچے کی تمام چیزوں کی انتہا اس درخت پر ہوتی ہے اور اوپر کی تمام چیزوں کی انتہا بھی اس درخت پر ہوتی ہے۔

2۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تمام نبیوں کے علوم کی انتہا سدرہ پر

ہوجاتی ہے اور اس کے پار کی چیزوں کا علم اس سے غائب ہے۔

3۔ضحاک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اعمال کے اوپر چڑھنے کی انتہا سدرہ پر ہوتی ہے اور یہاں سے ان کو وصول کرلیا جاتا ہے۔

4۔کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ اور عام انبیاء کی انتہا سدرہ ہے۔

5۔ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارواح شہداء کی انتہا سدرہ پر ہے۔

6۔قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارواح مومنین کی انتہا سدرہ پر ہے۔

7۔مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: سرکار ﷺ کی سنت اور آپ کے منہاج کے موافق چلنے والے ہر شخص کی انتہا سدرہ ہے۔

8۔حضرت کعب کا دوسرا قول ہے کہ اس درخت کی بلند شاخوں کی انتہا حاملین عرش کے سروں کے اوپر ہے اور وہیں مخلوق کے علوم کی انتہا ہوئی ہے، اس درخت کی جڑیں چھٹے آسمان میں ہیں اور اس کا تنا ساتویں آسمان میں ہے۔

9۔جو سدرہ تک پہنچ گیا، وہ اپنے کمالات کی انتہا تک پہنچ گیا۔

☆ سدرہ بیری کا ایک درخت ہے اور اس کی جڑیں چھٹے آسمان میں ہیں اور سدرہ ساتویں آسمان اور اس سے اوپر والوں کے درمیان برزخ ہے۔ نیچے سے جو چیزیں اوپر چڑھتی ہیں، وہ سدرہ سے اوپر نہیں جاسکتیں۔ اوپر سے جو چیزیں نیچے اترتی ہیں، وہ سدرہ سے نیچے نہیں جاسکتیں اور ہمارے آقا ﷺ شب

معراج جاتے ہوئے سدرہ سے اوپر گئے اور واپسی میں سدرہ سے نیچے بھی آئے۔اس سے معلوم ہوا کہ ہر مخلوق کی ایک حد ہے اور تمام مخلوق میں صرف سرکار ﷺ ایسے ہیں جن کی کوئی حد نہیں، آپ جب نیچے سے اوپر گئے تو نیچے والوں کی حد توڑ دی اور جب اوپر سے نیچے آئے تو اوپر والوں کی حد توڑ دی۔امام بوصیری بول اٹھے۔ (تبیان القرآن، جلد 11، ص 499)

فان رسول الله ليس له

حد فيعرب عنه ناطق بفم

بے شک رسول اللہ ﷺ کے کمالات کی

کوئی ایسی حد نہیں ہے کہ جس کو کوئی بتانے والا اپنے منہ سے

بتا سکے

☆ بخاری باب المعراج حدیث نمبر 3887 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مجھے سدرۃ المنتھٰی لایا گیا جس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں جیسے (بڑے بڑے) اور پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے۔آپ ﷺ نے چار نہریں دو ظاہر اور دو باطن ملاحظہ فرمائیں۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کیا ہیں؟ تو عرض گزار ہوئے، خفیہ نہریں تو یہ جنت کی ہیں اور ظاہری نہریں تو یہ نہر نیل اور نہر فرات ہیں۔

پھر مجھے بیت المعمور لایا گیا جہاں کا ہروقت فرشتے طواف کرتے ہیں۔

بیت المعمور، بیت اللہ کے عین اوپر کی سیدھ میں ہے۔ خصائص الکبریٰ میں ہے کہ بیت المعمور میں نبی پاک ﷺ نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

صحیح بخاری حدیث 349 ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا پھر مجھے مقام مستویٰ لایا گیا جہاں میں نے قلم (چلنے) کی چرچراہٹ سنی۔

یہی مقام مستویٰ ہے جس سے پہلے حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے راہی بھی رہے اور ساتھی بھی رہے لیکن مقام مستویٰ سے نہ کوئی راہی نہ ساتھی۔

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مقام مستویٰ پر پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام عرض گزار ہوئے۔ اے میرے آقا ﷺ! یہاں تک میری حد ہے۔ اس سے آگے میں ایک انچ بھی نہیں بڑھ سکتا۔ اگر آگے بڑھا تو جل جاؤں گا۔

اس مقام پر علمائے اسلام نے قلم اٹھایا اور لکھا کہ اے مسلمانو! جان لو جہاں پر جبریل علیہ السلام کے مقام کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے مقام مصطفی ﷺ شروع ہوتا ہے۔

☆ حضرت جبریل علیہ السلام کی خواہش

حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میری ایک آرزو ہے جو آپ پوری فرمادیں یہ سن کر رسول پاک ﷺ نے فرمایا، کہو کیا آرزو ہے؟ عرض کی جب روز محشر آپ ﷺ کی اُمّت پل صراط سے گزرے تو مجھے ان کے پاؤں کے نیچے اپنے پر بچھانے کی اجازت مل جائے۔

سبحان اللہ! حضور ﷺ کے صدقے آپ کی اُمّت کو بھی کس قدر شان سے نوازا گیا کہ ملائکۃ الرسول حضرت جبریل علیہ السلام روز محشر ان کے پاؤں کے نیچے اپنے نورانی پروں کو بچھانے کی تمنا کر رہے ہیں۔

سرکار ﷺ! اللہ کی بڑی بڑی نشانیوں کو ملاحظہ فرما چکے تو اب قرب خاص میں باریابی اور حضوری کا وقت آیا اور آپ آخر تک پہنچے اور تمام سے انقطاع تام ہوگیا۔ آپ تنہا رہ گئے۔ کوئی فرشتہ اور انسان آپ کے ساتھ نہ رہا۔

ہنوز ستر نورانی حجاب ایسے ہیں، کہ ایک حجاب دوسرے حجاب کے ہم مثل نہ تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ حجاب کی تہہ (موٹائی) پانچ سو برس کی راہ تھی۔

☆ کتاب العظمۃ ص 265: عبداللہ بن عمر العاص اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے اردگرد نور اور تاریکی

کے ستر ہزار پردے ہیں جو کوئی بھی ان پردوں کی آواز سن لے، اس کی جان نکل جائے۔

اس وقت خاص قسم کی حیرت و دہشت اور حق تعالیٰ کی جلالت و عظمت پیش آئی۔ منادی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہم آوازی میں ندا دی کہ **قِفْ یَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّیْ** (اے محمد ٹھہریئے بے شک آپ کا رب صلوٰۃ بھیجتا ہے)

آپ متفکر ہوئے کہ ابوبکر کی آواز کہاں سے آئی۔ آپ کو اس آواز سے ایک انس معلوم ہوا اور اس وحشت سے باہر نکلے جو درپیش تھی۔ پھر حضرت حق جل جلالہ سے ندا آئی۔ **اُدْنُ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّةِ اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا مُحَمَّدُ** (اے ساری مخلوق سے افضل قریب ہوجایئے، اے احمد قریب ہوجایئے، پھر میرے رب نے مجھے اپنے سے اتنا قریب فرمالیا اور میں اتنا نزدیک ہوگیا کہ جیسے کہ خود فرمایا **ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی** (پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا تو اس جلوہ اور محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم) پھر میرے رب نے مجھ سے کچھ دریافت فرمایا تو مجھ میں اتنی تاب نہ تھی کہ جواب دے سکتا۔ اس وقت اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان بے کیف و حد بڑھایا۔ میں

نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے سینہ گنجینہ میں محسوس کی۔اس وقت مجھے اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا اور طرح طرح کے علوم تعلیم فرمائے جن میں سے ایک علم ایسا تھا جس کے ظاہر نہ کرنے کا عہد مجھ سے لیا گیا کہ اسے کسی سے نہ کہوں اور ہر کوئی اس کے برداشت کی طاقت بھی نہیں رکھتا سوائے میرے۔(ترمذی)

☆نمازوں کا تحفہ

بخاری: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں، میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا، یہاں تک کہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمّت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں: کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جایئے کہ آپ کی اُمّت اتنی نمازیں پڑھنے کی طاقت نہیں رکھے گی، میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ حصہ کم فرما دیا پھر واپس آ کر موسیٰ (علیہ السلام) کو بتایا کہ اللہ نے کچھ کم کردی ہیں۔انہوں نے کہا آپ پھر جائیں کہ آپ کی اُمّت اس کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر گیا تو اللہ نے ان میں سے کچھ اور کم کردیا۔میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔انہوں نے پھر کہا کہ آپ واپس جائیں کہ آپ کی اُمّت اتنی نمازوں کی طاقت نہ رکھ سکے گی، میں پھر

بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو اللہ نے فرمایا، یہ نمازیں پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس کے برابر ہوگا کہ میرا قول نہیں بدلتا۔ میں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ واپس جائیے، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی التجا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے رہے حتیٰ کہ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک ہی حجاب رہ گیا۔ جب انہوں نے اپنے اس مقام کو دیکھا اور قلم کے چلنے کی آواز کو سنا تو اس وقت عرض کیا (اے میرے پروردگار! اپنا دیدار مجھے کروادے، میں ایک نظر دیکھ لوں) (تفسیر درمنثور جلد 4، ص 373، کتاب العظمۃ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصرار پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یتیم کا حق مارنا کیسا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا، ظلم ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا ابلا حجاب دیدار عرب کے دریتیم کا حق ہے جو میرا محبوب ہے اور خاتم المرسلین ہے اگر وہ نہ ہوتا تو اے موسیٰ تم بھی نہ ہوتے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ کاش میں ان کی اُمّت میں ہوتا تو ان کی زیارت کا شرف پاتا۔ رب کریم نے

فرمایا ایک شب میں انہیں معراج پر بلواؤں گا، اس وقت تم ان کا دیدار کرنا اور ان کی آنکھوں کی زیارت کر کے میرے جلوے دیکھنا (معارج النبوت، بحار الانوار)

حضرت موسیٰ علیہ السلام بار بار نبی پاک ﷺ کو بارگاہ رب العزت میں بھیج کر ان کی آنکھوں میں رب تعالیٰ کے جلوے دیکھ رہے تھے۔

☆ نبی پاک ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا

1۔ مسند امام احمد ابن حنبل میں حدیث پاک ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

امام سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

2۔ ترمذی شریف ابواب تفسیر القرآن حدیث 1602: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے، یہ حدیث حسن ہے۔

3۔ ابن عساکر حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا اور شفاعت کبریٰ وحوض کوثر سے فضلیت بخشی۔

☆معراج سے واپسی کا منظر

قرآن مجید فرقان حمید اس کو یوں بیان کرتا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے

☆تفسیر کبیر میں امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔اس کا معنیٰ مطلق ستارہ لیں تو ستارے دو قسم کے ہیں۔ایک وہ جو آسمان پر ہیں جن سے ہدایت اور رہنمائی لی جاتی ہے اور دوسرے وہ جن سے شیطان کو مارا جاتا ہے اور ان کے سبب شیطان آسمانوں سے دور ہوتا ہے۔

سرکار ﷺ سے بھی ہدایت لی جاتی ہے اور آپ کے سبب شیطان زمین سے دور ہوتا ہے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝

آنکھ کی طرف نہ پھری نہ حد سے بڑھی

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی

قصۂ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی
کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

☆المعجم الصغیر للطبرانی جلد 1 ص 65 / شفا شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلے سے صفا پر دیکھ لیتے۔

ایک تجلی کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو ان کی نگاہوں کا یہ عالم ہو گیا کہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا کی پہاڑی پر دیکھ لیتے۔

تو جس آقا کریم ﷺ نے بلا حجاب سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہو، ان کی نگاہوں کا کیا عالم ہو گا۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

☆ واقعۂ معراج قصیدۂ بردہ شریف کے اشعار میں

سَرَیْتَ مِنْ حَرَمٍ لَّیْلاً اِلٰی حَرَمٍ
كَمَا سَرَی الْبَدْرُ فِي دَاجٍ مِّنَ الظُّلَمِ

آپ رات کو حرم مکہ سے حرم مسجد اقصیٰ تک اس طرح تشریف لے گئے۔
جس طرح چاند، رات کو تاریکی شب میں چلتا ہے۔

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا
وَالرُّسْلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰی خَدَمٍ

تمام انبیاء و رسل نے وہاں آپ کو اپنا پیشوا بنایا، جس طرح آقا اپنے
خادموں کا پیشوا بنایا جاتا ہے

حَتّٰی اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِّمُسْتَبِقٍ
مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًی لِّمُسْتَنِمِ

آپ کو شب معراج وہ اعلیٰ درجات عطا ہوئے جو اس سے پہلے کسی کو نہیں
دیئے گئے اور نہ کسی کا وہاں تک پہنچنا ممکن ہے۔

وَبِتَّ تَرْقٰی اِلٰی اَنْ نِّلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

آپ بڑھتے بڑھتے منزل قاب قوسین پر پہنچے (یعنی آپ اور خدا کے درمیان دو گوشہ کمان کا فرق تھا)

یہ منزل ایسی ہے جو نہ قبل ازیں حاصل کی گئی اور نہ طلب کی گئی۔ یعنی اس سے پہلے نہ کبھی کوئی وہاں تک پہنچا اور نہ اس کا طلب گار رہوا۔

☆معراج سے واپسی پر شہادتیں

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے دوسری صبح لوگوں کے سامنے اس مکمل واقعہ کو بیان فرمایا: مشرکین وغیرہ دوڑتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے۔ کیا آپ اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں جو آپ کے دوست (محمد ﷺ) نے کہی ہے کہ انہوں نے راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی سیر کی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ ﷺ نے واقعی یہ بیان فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے تو یقیناً سچ فرمایا ہے اور میں ان کی اس بات کی بلا جھجک تصدیق کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا آپ اس حیران کن بات کی بھی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے اور صبح

ہونے سے پہلے واپس بھی آ گئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جی ہاں! میں تو آپ ﷺ کی آسمانی خبروں کی بھی صبح وشام تصدیق کرتا ہوں۔اور یقیناوہ تواس بات سے بھی زیادہ حیران کن اور تعجب والی بات ہے۔پس اس واقعہ کے بعد آپ صدیق مشہور ہو گئے۔(المستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث 4515، جلد 4، ص 25)

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا۔اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس ظاہر کر دیا تو میں بیت المقدس کی طرف دیکھ دیکھ کر ان کی اس کی نشانیاں بتارہا تھا۔(بخاری، حدیث 4710، مسلم حدیث 170)

☆ سفر معراج سے تشریف لا رہے تھے تو قریش کا ایک قافلہ غلہ لا دکر لا رہا تھا۔اس قافلے میں دو غرارے تھے۔ایک سیاہ ایک سفید جب اٹھا کر اونٹ کے سامنے لائے تو اونٹ بھاگ گیا۔ ان میں سے ایک اسے گھیر کر لے آیا۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ان لوگوں کو سلام کیا۔ وہ کہنے لگے یہ آواز تو محمد ﷺ کی ہے جو آ رہا ہے۔

پھر حضور ﷺ قبل از صبح تشریف لائے اور اس قوم کو اس کی خبر دی۔ انہوں

نے کہا کہ یہ قافلہ کس دن پہنچے گا۔ سرکار ﷺ نے خبر دی کہ قافلہ بدھ کے دن آئے گا۔ سورج غروب ہونے سے پہلے، اب سورج ٹھہرا رہا۔ ادھر قافلہ پہنچا۔ اس کے بعد سورج غروب ہوا۔ (مدارج النبوت، جلد اول، صفحہ نمبر 226)

☆ تفسیر ابن کثیر جلد 3 ص 28 پر ہے: سرکار ﷺ نے حضرت دحیہ بن خلیفہ کو قیصر روم کے بھیجا پھر ان کے وہاں جانے اور قیصر روم کے سوالات کے جوابات دینے کا ذکر کیا پھر بیان کیا کہ شام کے تاجروں کو بلایا گیا تو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے آنے کا ذکر کیا پھر ہرقل نے ابوسفیان سے سوالات کئے اور ابوسفیان نے جوابات دیئے جن کا تفصیلی ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ ابو سفیان نے پوری کوشش کی کہ قیصر روم کی نگاہوں میں نبی ﷺ کا مرتبہ کم کر دے۔ ان ہی باتوں کے دوران واقعہ معراج آیا۔ اس نے قیصر روم سے کہا۔ اے بادشاہ! کیا میں تم کو ایسی بات نہ سناؤں جس سے اس شخص کا جھوٹ تم پر واضح ہو جائے۔ اس نے پوچھا وہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک رات ہماری زمین ارض حرم سے نکل کر تمہاری اس مسجد، بیت المقدس میں پہنچے اور اسی طرح صبح سے پہلے ہمارے پاس حرم میں واپس پہنچ گئے۔ بیت المقدس کا بڑا عابد جو بادشاہ کے سرہانے کھڑا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا مجھے اس رات کا علم ہے، قیصر نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور پوچھا تمہیں اس رات کا علم کیسے

ہے؟ اس نے کہا میں ہر رات سونے سے پہلے مسجد کے تمام دروازے بند کر دیا کرتا تھا، اس رات کو میں نے ایک دروازہ کے علاوہ سارے دروازے بند کر دیئے، وہ دروازہ بند نہیں ہوا۔ اس وقت سب کی کوششوں کے باوجود دروازہ بند نہ ہوا۔ ہم نے سوچا صبح بڑھئی کو دکھا کر نقص دور کروالیں گے اور اس رات یونہی دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ صبح کو ہم نے دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں جو پتھر تھا، اس میں سوراخ تھا اور پتھر میں سواریوں کے باندھنے کے نشانات تھے۔ میں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ گزشتہ رات کو وہ دروازہ اس لئے بند نہیں ہوسکا تھا کہ اس دروازہ سے ایک نبی کو آنا تھا اور اس رات ہماری اس مسجد میں انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔

معراج کی رات سید عالم ﷺ نے بہت سے مناظر دیکھے

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ہم ایسی قوم کے پاس پہنچے جو ایک دن فصل بوتی تھی اور دوسرے دن وہ فصل کاٹ لیتی تھی اور جس قدر وہ فصل کاٹتے، اتنی ہی فصل بڑھ جاتی تھی۔ آپ نے کہا جبریل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والے

ہیں۔ان کی نیکیوں کو سات سو گنا تک بڑھا دیا گیا ہے اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو، اللہ اس کے بدلہ میں اور چیز لے آتا ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

☆ پھر ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سروں کو پتھروں سے کچلا جا رہا تھا اور جب سر کچل دیا جاتا تو وہ سر پھر درست ہو جاتا اور ان کی مہلت نہ ملتی (کہ سر پھر کچل دیا جاتا) میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر (فرض) نماز کے وقت بھاری ہو جاتے تھے (تفسیر روح البیان، جلد 5، ص 109)

☆ پھر ایک ایسی قوم کے پاس گئے جن کے آگے اور پیچھے کپڑے کی دھجیاں تھیں اور وہ جہنم کے کانٹے دار درخت زقوم کو جانوروں کی طرح چر چک رہے تھے اور جہنم کے پتھر اور انگارے کھا رہے تھے، میں نے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ نے ان پر بالکل ظلم نہیں کیا اور نہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

پھر آپ ﷺ ایسی قوم کے پاس آئے جن کے سامنے دیگچیوں میں پاکیزہ گوشت پکا ہوا رکھا تھا اور دوسری جانب سڑا ہوا خبیث گوشت رکھا ہوا تھا۔ وہ

سڑے ہوئے خبیث گوشت کو کھا رہے تھے اور پاکیزہ گوشت کو چھوڑ رہے تھے۔

آپ ﷺ نے کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال اور طیب بیوی تھی اور وہ اس کو چھوڑ کر رات بھر بدکار عورت کے پاس رہتے تھے۔

☆ پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ راستے میں ایک لکڑی ہے جو ہر کپڑے کو پھاڑ دیتی ہے کہ اور ہر چیز کو زخمی کر دیتی ہے (اللہ فرماتا ہے: اور ہر راستہ میں اس لئے نہ بیٹھو کہ مسلمانوں کو ڈراؤ)

آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی اُمّت کے ان لوگوں کی مثال ہے جو لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ جاتے ہیں۔

☆ سنن ابن ماجہ میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کوٹھوں (کمروں) کی مانند تھے اور ان میں سانپ تھے جو کہ باہر سے دکھائی دیتے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ سود خور ہیں۔

☆ تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 709 پر ہے کہ نبی پاک ﷺ فرماتے ہیں: ہم چلتے چلتے خون کی مثل ایک سرخ نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر بھی ایک شخص کھڑا تھا، جس کے سامنے پتھر پڑے ہوئے

تھے۔نہر میں موجود شخص باہر نکلنے کی کوشش کرتا تو باہر کھڑا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر مارتا اور اسے اس کی جگہ واپس پہنچا دیتا۔فرمایا: یہ سود خور ہیں۔

☆ روح البیان جلد 5 ص 110 پر ہے: غیبت کرنے والوں کا حال آپ ﷺ کو یوں دکھایا گیا کہ آپ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔آپ سے عرض کی گئی: وہ لوگ میں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں کو خراب کرتے تھے۔

☆ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ ﷺ ایک سوراخ پر تشریف لائے جس سے ایک کافی بڑا بیل نکلا، پھر اس بیل نے واپس اس سوراخ میں جانے کا ارادہ کیا لیکن نہ جا سکا، سرکار ﷺ نے پوچھا۔اے جبریل! یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کی: یہ آپ کی اُمّت کا وہ آدمی ہے جو اپنی زبان سے سخت بری بات نکالتا ہے پھر نادم ہو کر چاہتا ہے کہ اسے واپس کر لے لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

☆ پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی وادی سے ہوا جہاں سے بہت خوشگوار، ٹھنڈی اور خوشبودار ہوا آ رہی تھی، جس میں مشک کی خوشبو تھی اور وہاں سے آواز آ رہی تھی۔آپ نے پوچھا اے جبریل! یہ مشک کی خوشبو والی پاکیزہ ہوا کیسی ہے اور یہ آواز کیسی ہے؟ انہوں نے کہا یہ جنت کی آواز ہے جو یہ کہہ رہی ہے کہ

اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا اپنا وعدہ پورا کر اور مجھے میرے اہل عطا فرما، کیونکہ میری خوشبو، میرا ریشم، میرا سندس اور استبرق، میرے موتی، میرے مرجان، میرے مونگے، میرا سونا اور چاندی، میرے کوزے اور کٹورے، میرا شہد، میرا دودھ اور میری شراب بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ پس تو اپنے وعدہ کے مطابق مجھے اہل جنت عطا فرما، اللہ نے فرمایا: تیرے لئے ہر مسلم اور ہر مسلمہ ہے اور ہر مومن اور مومنہ ہے جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں اور میرے ساتھ بالکل شرک نہ کریں اور جو مجھ سے ڈریں گے۔ میں ان کو امان دوں گا اور جو مجھ سے مانگیں گے، عطا کروں گا اور جو مجھے قرض دیں گے، میں ان کو جزا دوں گا اور مجھ پر توکل کریں گے، میں ان کے لئے کافی ہوں اور میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں، میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، جنت نے کہا میں راضی ہو گئی۔

☆ پھر ایک ایسی وادی میں آئے جہاں سے نہایت بری، بھیانک اور مکروہ آوازیں آ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا اے جبریل! یہ کیسی آوازیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ یہ جہنم کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے مجھے اہل دوزخ عطا کر جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے؟ کیونکہ میرے طوق، میری زنجیریں، میرے شعلے، اور میری گرمی، میرا تھور، میرا لہو، پیپ اور میرے عذاب اور سزا کے اسباب بہت وافر ہو گئے ہیں۔ میری گہرائی بہت زیادہ ہے اور میری آگ بہت تیز ہے۔ مجھے وہ

لوگ دے جن کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللہ نے فرمایا ہر مشرک اور کافر، خبیث اور منکر، بے ایمان مرد اور عورت تیرے لئے ہے۔ یہ سن کر جہنم نے کہا میں راضی ہوگئی۔

شب معراج کی عبادت کا ثواب

☆ کتاب ماثبت من السنہ میں شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں لکھا ہے کہ ماہ رجب میں ایک دن اور ایک رات بہت ہی افضل اور برتر ہے جس نے اس دن روزہ اور رات عبادت کی تو گویا اس نے سو سال کے روزے رکھے اور سو سال کی عبادت کی۔ یہ افضل رات رجب کی ستائیسویں شب ہے۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اشعۃ للمعات میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل اعمال میں ضعیف روایت مقبول ہوتی ہے۔

☆ احیاء العلوم میں امام غزالی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ رجب کی ستائیسویں رات عبادت کرنے والوں کو سو سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت اور اس کے محافظین

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ۝

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب سے 23ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بناء پر اُمّت مسلمہ کا قطعی اور متواتر عقیدہ چلا آرہا ہے کہ سید عالم ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔ آپ کے

بعد جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ آپ کے ارشاد کے مطابق دجال و کذاب ہے۔

جب انگریزی استعمار اپنے تمام تر مظالم اور جبر کے باوجود ہندوستانی مسلمانوں کے دل سے جذبۂ جہاد ختم نہ کرسکا تو 1869ء کے اوائل میں برٹش گورنمنٹ نے ممبران برٹش پارلیمنٹ، برطانوی اخبارات کے ایڈیٹرز اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد سر ولیم کی قیادت میں ہندوستان بھیجا تاکہ ہندوستانی مسلمانوں کو رام کرنے کا کوئی طریقہ دریافت کیا جاسکے۔ برطانوی وفد ایک سال تک برصغیر میں رہ کر مختلف زاویوں سے تحقیقات کرتا رہا۔ 1870ء میں وائٹ ہال لندن میں اس وفد کا اجلاس ہوا۔ جس میں مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد نکالنے کا پروگرام بنایا گیا۔

بالآخر مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو خراب کرنے، دلوں سے عشق مصطفی ﷺ اور جذبۂ جہاد نکالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا گیا۔ سب سے پہلے مولوی، مبلغ اور مناظر کے روپ میں سامنے آیا۔ تقابل ادیان پر مہارت حاصل کر کے عیسائیوں اور آریوں کو شکست دیتا رہا۔ یوں خوب شہرت حاصل کی۔

پھر اس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! جہاد منسوخ ہو گیا ہے۔ اپنی کتاب دُر

ثمین میں کہتا ہے

چھوڑ دو دوستو جہاد کا خیال

حرام ہے دین کے لئے اب جنگ وقتال

میرے آقا ﷺ نے ایسے شخص کی پیش گوئی 1400 سال پہلے فرمائی۔

☆کنزالعمال کی حدیث پاک ہے۔ نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جہاد ہمیشہ میٹھا اور سرسبز رہے گا۔ جب تک آسمان بارش برساتا رہے گا اور زمین سبزے اگاتی رہے گی۔عنقریب ایک فرقہ مشرق کی طرف سے نکلے گا جو کہے گا کہ نہ جہاد ہے اور نہ ہی اللہ کی راہ میں خیمہ لگانا ہے۔ وہ آگ کا ایندھن ہوں گے۔

اللہ کی راہ میں ایک دن دشمن کے مقابلہ میں خیمہ لگانا ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام اہلیان روئے زمین کے صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا تعارف

☆1840ء میں قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوا۔

☆1864ء میں ضلع کچہری روڈ سیالکوٹ میں بحیثیت محرر (منشی/کلرک) ملازمت اختیار کی۔

☆ 1868ء میں مختاری کے امتحان میں فیل ہوا اور اس کے ساتھ ہی ملازمت چھوڑ دی۔

☆ اب اس نے مذہب کا تقابلی مطالعہ شروع کیا نیز عیسائیوں اور آریوں سے مباحثے اور مناظرے شروع کئے۔ اس طرح سے مولوی، مبلغ و مناظر کہلایا اور یوں شہرت حاصل کی۔

☆ اسی دوران میں ولی، ملہم، صاحب وحی، محدث، کلیم، صاحب کرامت، امام الزماں، مصلح اُمّت، مہدی دوراں، مسیح زماں اور مثیل مسیح ابن مریم ہونے کے دعوے کئے۔

☆ 1885ء کے آغاز میں مرزا نے ایک اشتہار کے ذریعہ کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ وہ اللہ کی طرف سے مجدد مقرر کر دیا گیا ہے۔ تمام اہل اسلام پر اس کی اطاعت ضروری ہے۔

☆ 1888ء میں باقاعدہ بیعت لینے کا سلسلہ شروع کر کے مرید سازی کی گئی۔

☆ 1890ء میں پوری اُمّت کے متفقہ عقیدہ ''حیات مسیح'' کا کھلا انکار کیا اور ''وفات مسیح'' کے موضوع پر ایک مستقل کتاب ''فتح الاسلام'' تصنیف کر ڈالی۔

☆ 1891ء کے آغاز میں ''مہدی موعود اور مسیح موعود'' ہونے کا اشتہار شائع کیا۔

☆ 1901ء میں مرزا نے کھلم کھلا نبی اور رسول ہونے کا اعلان کر دیا۔

☆1901ء میں فرقۂ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔

عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید سے ثابت ہے۔سورۂ احزاب آیت نمبر 23 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن=مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

ترجمہ=محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

(سورۂ احزاب آیت 23)

قادیانی اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ خَاتَم آیا لیکن تم ترجمہ لفظ خَاتِم کا کیوں کرتے ہو؟

علامہ عبداللہ نسفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔تفسیر مدارک تیسری جلد ص 306 پر ہے۔خاتم زبر کے ساتھ حضرت عاصم کی قرأت خاتم زیر کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔معنی دونوں کے ایک ہیں یعنی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

تاریخ انبیاء شاہد ہے جب کوئی نیا دین آیا۔ اسے کوئی نیا نبی لے کر آیا۔ اب تکمیل دین کی وجہ سے کوئی نیا دین نہیں آنا تو نیا نبی بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہوگئی۔ لہذا نبوت ورسالت آقا پر ختم، دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل، شریعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل، سلسلہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم، آسمانی کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم اور آپ خاتم النبیین ۔

ختم نبوت کے متعلق احادیث

1= حدیث شریف: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس عمارت کی سی ہے جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس کے ارد گرد گھومتے ہوں اور عمارت کی خوبصورتی اور حسن پر خوش ہوتے ہوں لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیرت زدہ ہوں تو میں اس اینٹ کی جگہ پوری کرنے والا ہوں اور اس عمارت (نبوت کی عمارت) کو مکمل کرنے والا ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں۔ (بخاری شریف)

2= حدیث شریف: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی ہوں یعنی مجھ سے خدا تعالیٰ کفر کو مٹاتا ہے۔

میں حاشر ہوں یعنی قیامت کے دن لوگ میرے قدموں میں جمع کئے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

3= حدیث شریف: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کی سیاست خودان کے انبیاء فرمایا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کا وصال ہوجاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا لیکن میرے بعد نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (بخاری شریف)

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔دوسرے انبیاء پر مجھے چھ چیزوں پر فضیلت دی گئی۔ مجھے جوامع الکلم دیا گیا۔لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال کر میری مدد کی گئی۔ مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا۔ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنائی گئی۔جمیع مخلوقات کے لئے مبعوث کیا گیا۔انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔(مسلم شریف)

5= حدیث شریف: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوچکی تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ (جامع الصغیر، جلداول، ص67)

6= حدیث شریف: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور

کونین ﷺ نے فرمایا اور یہ کہ میری اُمّت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(ابوداؤد)

☆امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا فتوی:

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا ''مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں'' اس پر امام اعظم نے فرمایا کہ جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے وہ بھی کافر ہوجائے گا کیونکہ نبی پاک ﷺ فرما چکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مناقب امام اعظم، لاابن احمد المالکی، جلد 1،ص 161)

نبوت ختم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیوں آئیں گے؟

☆حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر اٹھایا جانا اور قیامت کی نشانی کے طور پر آسمان سے دوبارہ نازل ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہے۔تفسیر مدارک، خازن، بیضاوی، احمدیہ اور مظہری میں اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے۔

تفسیر مدارک میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا جبکہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا دیئے گئے۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ نزول عیسیٰ ختم نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔اس کے علاوہ آخری نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ سرکار ﷺ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے۔ہاں البتہ جس طرح مرزا غلام قادیانی کسی ایک نئی شخصیت نے کھڑے ہو کر نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کر دیا ہے۔یہ ضرور ختم نبوت کے تمام اعلانات کے منافی ہے۔

حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا

قرآن سے ثابت

وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

اور بے شک انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔(سورۂ نساء آیت 159/158/157)

قادیانی اعتراض = آیت میں لفظ آسمان نہیں۔

جواب: اللہ نے اسے اپنی طرف اُٹھالیا سے مراد آسمان پر اٹھانا ہی ہے۔ ویسے اللہ ہر جگہ شاہد و موجود ہے لیکن اس کی سلطنت کا ظہور کامل آسمانوں میں ہونے کی وجہ سے اللہ خود کا آسمانوں میں ہونا بیان فرماتا ہے۔ (تفسیر جامع البیان، ص52)

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو موت نہیں آئی

تفسیر ابن جریر، درمنثور، ابن کثیر میں ہے: سرکار ﷺ نے فرمایا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو موت نہیں آئی بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن کثیر، ابن جریر نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب اللہ نے عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسٰی علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں ساتھ رہے؟ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہوگیا اور خود کو اس کام کے لئے پیش کردیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہوگیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تُو وہی شخص ہے۔

اس کے فوراً بعد اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مکان کے روشن دان سے آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لئے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر گرفتار کرلیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔

☆ کنز العمال اور مجمع الزوائد میں حدیث پاک ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔

☆ مسلم، ترمذی، ابن ماجہ میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن مریم کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے۔ انہوں نے دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔

مسیح موعود اور مسیح کذاب

مرزا قادیانی کے تمام دعووں کا دارومدار اس بات پر ہے کہ وہ اس امر کا دعویدار ہے کہ احادیث میں جس عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے آخر زمانے میں نزول کا ذکر ہے۔ وہ مسیح موعود میں ہی ہوں اور گزشتہ اسرائیلی مسیح وفات پا چکے ہیں۔

اب احادیث کی روشنی میں تقابل پیش کرتے ہیں کہ جو نشانیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بیان کی گئی ہیں' کیا وہ مرزا میں موجود تھیں؟

1۔حدیث شریف میں ہے۔مسیح موعود ابن مریم ہوگا یعنی ان کا نام عیسیٰ ہے اور ان کی والدہ کا نام مریم ہے۔

1۔حاشیہ کتاب البریہ ص 134 پر مرزا نے خود کہا کہ میرا نام غلام احمد اور میرے باپ کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطاء محمد ہے۔مرزا کی والدہ کا نام مریم نہیں بلکہ چراغ بی بی تھا۔اس سے پتہ چلا کہ پہلی نشانی میں ہی ناکام ہوگیا۔ نام اور والدہ کے نام میں فرق ہے۔

2۔کنزالعمال شریف کی حدیث 3015 میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

2۔جبکہ مرزا آسمان سے نازل نہیں بلکہ مشرقی پنجاب میں پیدا ہوا اور وہیں مرا۔اس نے اپنی زندگی میں کبھی دمشق دیکھا ہی نہیں۔ دوسری نشانی میں بھی

ناکام ہو گیا۔

3۔مسلم، ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق (شام) کے مشرقی جانب آسمان سے منارہ بیضا پر اتریں گے اور نزول کے وقت دو زرد چادروں میں ملبوس ہوں گے اور فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔

3۔مرزا نے دو زرد چادروں کی تاویل بیماریوں سے کی۔ چنانچہ ضمیمہ براہین احمدیہ جلد 5،ص 201 پر لکھا ہے کہ میں نے بھی جب مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو مرض بول اور مرض دوران سر میں مبتلا تھا۔ میں پیشاب کا ایسا مریض ہوں کہ بعض اوقات ایک دن میں سو دفعہ پیشاب کرتا ہوں اور دوران دردِ سر کی شدت کی وجہ سے کبھی کبھی زمین پر گر جاتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری زندگی لوگوں کا علاج کرتے رہے مگر یہ کذاب اپنا علاج بھی نہ کرسکا۔لہٰذا تیسری نشانی میں بھی ناکام ہو گیا۔

4۔رسول پاک ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہم ترین علامات میں سے ایک علامت یہ بتائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت حاکم عادل ہوں گے،کسی کے محکوم نہیں ہوں گے۔

4۔لیکن مرزا صرف محکوم بلکہ ذلیل، خائن اور خائف تھا۔ اپنی کتاب،

کتاب البریہ ص 3 تا 5 پر لکھتا ہے کہ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو حکومت برطانیہ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا، جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کی مدد کی تھی۔

پھر میرے والد کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے محاذ پر مفسدوں کا انگریز سرکار کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ انگریز سرکار کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔

☆ مرزا غلام قادیانی تریاق القلوب ص 28/27 پر لکھتا ہے کہ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریز کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز سرکار کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے کہ اگر وہ اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

☆ مرزا اپنی کتاب اشتہارات القرآن ص 84 پر لکھتا ہے کہ بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا

عین فرض اور واجب ہے۔اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔

☆مرزا اپنی کتاب مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 584 پر لکھتا ہے کہ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو۔ کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔سو انگریز سرکار تمہارے لئے ایک رحمت ہے۔تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔پس تم دل وجان سے سپر کی قدر کرو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل ہوں گے اور یہ پکا انگریزوں کا وفادار رہا۔معلوم ہوا کہ چوتھی نشانی میں بھی ناکام ہوا۔

5۔حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول کے بعد حج کریں گے۔

5۔جبکہ مرزا قادیانی نے نہ حج کیا اور نہ عمرہ کیا یہاں تک کہ اسے بلاد مقدسہ کی زیارت نہ ہوئی۔پانچویں نشانی میں بھی ناکام ہوگیا۔

6۔حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال رہیں گے پھر ان کا وصال ہوگا۔

6۔ جبکہ مرزا 1839ء یا 1840ء میں پیدا ہوا اور 1908ء میں مرا۔ اس بناء پر اس کی عمر 68 یا 69 سال ہوئی لیکن اس نے تاویل کی کہ حدیث میں عمر سے مقصود عمر بعثت ہے۔

جبکہ سیرت المہدی جلد اول ص 31 پر مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ مرزا نے دعوٰی مسیحیت 1891ء میں کیا۔ اس بناء پر بھی مرزا کو دعوٰی مسیحیت پر سترہ سال سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور دعوٰی کے بعد چالیس سال زندہ نہیں رہا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہاں بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

7۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام روضہ رسول میں دفن کئے جائیں گے جس کا اقرار خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب کشتئ نوح ص 85 پر کیا۔

7۔ جبکہ مرزا کا روضہ رسول میں دفن ہونا تو درکنار اس کو تو کبھی روضہ رسول کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔ وہ لاہور میں مرا اور اس کی نعش قادیان منتقل کی گئی اور وہیں دفن کیا گیا۔

معلوم ہوا کہ مرزا غلام قادیانی کا دعوئ مسیح موعود من گھڑت ہے جو نشانیاں احادیث میں حضور ﷺ نے مسیح موعود کی بیان فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی نشانی مرزا غلام قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔

قادیانی فتنہ کے خلاف علماء اہلسنت کا کردار

غلام احمد قادیانی کے خلاف سب سے پہلے علمائے اہلسنت میدان میں آئے۔ 1882ء میں مرزا کی کتاب براہین احمدیہ کا تیسرا حصہ شائع ہوا تو علمائے اہلسنت میں سب سے پہلے مفتی غلام دستگیر ہاشمی قصوری علیہ الرحمہ نے اس فتنہ کو بھانپتے ہوئے 1883ء میں مرزا کے رد میں ایک کتاب ''تحقیقات دستگیریہ فی رد ہفوات براہینیہ'' لکھی اور مرزا سے توبہ کا مطالبہ کیا۔ (لیکن مرزا غلام قادیانی نے آخر تک توبہ نہیں کی)

مرزا پر پہلا کفر کا فتویٰ امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے لگایا اور یہ کتابیں لکھیں۔

1۔جَزَاءُ اللهِ عَدُوَّه بِاَبَائِهٖ خَتْمِ النَّبُوَّةِ (1899ء)
(دشمن خدا کے ختم نبوت سے انکار پر خدائی جزاء)

2۔اَلسُّوْءُ وَالْعِقَابُ عَلَى الْمَسِيْحِ الْكَذَّابِ (1902ء)
(جھوٹے مسیح پر عذاب وعتاب)

3۔حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (1904ء)
(اہل حرم کی تلوار)

4-خلاصہ فوائد فتاویٰ (1914ء)

5-قَهْرُ الدَّیَّانِ عَلٰی مُرْتَدٍّ بِقَادِیَان (1913ء)

(قادیانی مرتد پر خدائی تلوار)

6-اَلْمُبِیْن خَاتَمُ النَّبِیِّین (1916ء)

7-رسالہ باب العقائد والکلام

8-امام کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمہ نے اَلصَّارِمُ الرَّبَّانِیْ عَلٰی اِسْرَافِ الْقَادْیَانِیْ کے نام سے کتاب لکھی۔

9-امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے چھوٹے بیٹے مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ نے فتاویٰ مصطفویہ کے ذریعہ، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ کیا۔

10-امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے خلیفہ پروفیسر الیاس برنی علیہ الرحمہ نے ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' کے نام سے شاندار کتاب لکھی۔

پیر مہر علی شاہ اور مرزا قادیانی

پیر مہر علی شاہ گولڑوی صاحب علیہ الرحمہ نے مرزا کے مسیح موعود ہونے کے

دعوے کے جواب میں 1899ء میں ایک کتاب شمس الہدایہ لکھی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلائل قائم کئے۔ اس کتاب نے قادیانیوں میں تہلکہ مچادیا۔

مرزانے پیر صاحب کو تفسیر نویسی کے تحریری مناظرے کی دعوت دی جسے آپ نے نہ صرف فوراً قبول کیا بلکہ فرمایا ممکن ہے اس طرح مناظرے میں فیصلہ نہ ہو سکے۔ لہذا کاغذ پر اپنے اپنے قلم رکھ دیئے جائیں جس کا قلم خود بخود تفسیر لکھے، وہ سچا ہوگا۔

مقررہ دن 25 جولائی 1900ء کو آپ بادشاہی مسجد لاہور پہنچ گئے مگر مرزا شکست کے خوف سے نہیں آیا۔ مناظرہ سے فرار کے بعد مرزانے دو کتابیں لکھیں جن کے جواب میں پیر صاحب نے 1902ء میں سیف چشتیائی تصنیف فرمائی۔ آپ کے دلائل براہین نے قادیانی قلعہ مسمار کر کے رکھ دیا۔

☆ کسی نے پیر صاحب سے پوچھا کہ اگر مرزا مناظرے کے لئے پہنچ جاتا تو کیا ہوتا؟

پیر صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت مواجہ اقدس سے نبی پاک ﷺ کی خاص توجہ مجھ پر تھی اور اس وقت مواجہہ اقدس سے نور کی شعاعیں مجھ پر ایسی برس رہی تھیں کہ اگر میں اس سے بھی بڑا دعویٰ کرتا تو رب تعالیٰ مجھے سرخرو فرماتا۔

(ضیائے مہر،ص 238)

امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ کی پیش گوئی سے ہلاکت

25 مئی 1908ء کی شب امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ نے ہزاروں کے مجمع میں فرمایا۔ ہم کئی روز سے مرزا کے مقابلہ میں آئے ہوئے ہیں۔ 5000 کا انعام مقرر کیا ہوا ہے کہ جس طرح چاہے وہ ہم سے مناظرے کرے یا مباہلہ کرے مگر وہ مقابلہ میں نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی سچا ہے اور میں صدق دل سے ان کا غلام ہوں۔ پیش گوئی کرنا میری عادت نہیں لیکن آج میں مجبورا کہتا ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ چوبیس گھنٹوں میں اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں اس جھوٹے سے نجات عطا فرمائے گا۔

اسی رات مرزا ہیضہ سے بیمار ہوا اور اگلے دن صبح دس بجے بیت الخلاء میں مر گیا۔ گویا اللہ کے ولی کی بات سچی ہوئی۔ مفتی عبداللہ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کا تاریخی جملہ آج بھی کتابوں میں موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہم پہلے تو امیر ملّت کی اس پیش گوئی کو معمولی سمجھتے تھے۔ آخر وہ بات سب سے بڑھ کر نکلی۔ یعنی سچی

ثابت ہوئی۔

(الکاویہ علی الغاویہ، جلد2،ص358)

قادیانیوں کی تحریک پاکستان کی مخالفت

مسلمانوں اور مسلم لیگ کی جانب سے جب یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ بٹ کے رہے گا ہندوستان، لے کے رہیں گے پاکستان۔

اس وقت 15 اپریل 1947ء کو قادیانیوں کے ترجمان ''الفضل'' نے اپنا موقف دہرایا۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیروشکر ہوکر رہیں۔

قادیانیوں کی جانب سے بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم ہند ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی اور گورداسپور پاکستان کے ہاتھ سے نکل گیا۔اور بھارت کو کشمیر تک پہنچنے کا آسان راستہ میسر آ گیا۔

تحریک ختم نبوت 1953ء میں علمائے اہلسنت کا کردار

اورنگزیب پارک صدر کراچی میں قادیانیوں نے جلسہ کیا۔جس میں وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی نے بھی تقریر کی۔جلسہ کے بعد قادیانیوں نے مسلمانوں کو

مارا پیٹا۔ یوں 1953ء میں قیام پاکستان کے بعد تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔

تحریک کے دوران مسلمانوں کے تین مطالبات تھے۔

1۔قادیانیوں کو قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

2۔ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ کے منصب سے ہٹایا جائے۔

3۔ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

اس تحریک میں تمام مکاتب فکر کے علماء شامل تھے اور سب نے متفقہ طور پر تحریک کی قیادت اہلسنت کی جید عالم علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ کے سپرد تھی۔ تحریک کے دوران مرکزی قائدین کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں نظر بند کردیا گیا۔ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل اعظم خان اور میجر جنرل احیاء الدین قادیانی نے مسلمانوں پر بے پناہ ظلم و ستم کیا۔ نہتے مسلمانوں پر گولیاں چلائی گئیں۔ حتی کہ ارض پاک کی سڑکیں مجاہدین ختم نبوت کے خون سے رنگین کردی گئیں۔ پورے ملک میں دس ہزار سے زائد مسلمانوں کو قادیانیوں کی خاطر شہید کردیا گیا۔

علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمہ کے صاحبزادے علامہ سید خلیل احمد قادری علیہ الرحمہ جو جامع مسجد وزیر خان لاہور کے خطیب تھے۔ وہ بھی اس تحریک کے سرگرم کارکن تھے۔ فوج نے انہیں مسجد وزیر خان سے گرفتار کیا۔ وہ فرماتے ہیں

کہ جب مجھے ہتھکڑیاں لگا کر جیل لے جا رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ کئی پولیس والے اپنی بیرک سے مجھے حیرت سے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کئے اور ہتھکڑی کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیا۔ میرے ساتھ چلنے والے سپاہیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو میں نے کہا: خدا کا شکر ہے کہ مجھے یہ ہتھکڑیاں کسی اخلاقی جرم کی وجہ سے نہیں لگیں۔ مجھے فخر ہے کہ میں نے اللہ کے حبیب ﷺ کی ناموس اور ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر یہ زیور پہنا ہے۔

یہ سن کر وہ سپاہی خاصے متاثر ہوئے اور کہنے لگے۔ دل تو ہمارے بھی آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ملازمت کا معاملہ ہے۔ میں نے کہا یزیدی فوج بھی یہی کہتی تھی۔ اگر تم مجھے حق پر سمجھتے ہو تو اسوۂ حضرت حُر پر عمل کرو۔ یہ سن کر وہ شرمندہ ہو گئے۔

قید کے دوران مجھے بارہا معافی مانگنے کے لئے کہا گیا مگر میں نے ہر بار انکار کیا پھر فوجی عدالت نے مجھے موت کی سزا سنا دی۔ حوصلے کا یہ عالم تھا کہ جام شہادت نوش کرنے کے لئے طبیعت مچلنے لگی۔ میں اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا کہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر جان کی قربانی پیش کرنے کی سعادت ملنے والی ہے۔

ادھر سکھر جیل میں علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمہ کو یہ اطلاع ملی کہ ان کے اکلوتے بیٹے سید خلیل احمد علیہ الرحمہ کو سزائے موت سنا دی گئی ہے۔

آپ نے نہایت صبر وسکون کے ساتھ یہ خبر سنی اور فرمایا: الحمد للہ! رب نے میرا یہ معمولی ہدیہ قبول فرمالیا ہے۔

تقریباً ایک ماہ بعد سزائے موت مؤخر کر دی گئی۔ علامہ ابوالحسنات کو جب حقیقت معلوم ہوئی تو اپنے بیٹے کو خط لکھا ''مجھے یہ جان کر بہت افسوس ہوا کہ تم رتبۂ شہادت حاصل نہ کر سکے، لیکن بہر حال یہ جان کر دل کو اطمینان ہوا کہ تم تحفظ ختم نبوت کی خاطر لڑ رہے ہو''

علامہ عبدالستار خان نیازی علیہ الرحمہ

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک اہم نام علامہ عبدالستار خان نیازی ہے جو قائدین کی گرفتاری کے بعد تحریک کے مرکز مسجد وزیر خان میں مسلمانوں کی قیادت کرتے رہے۔ آخر کار علامہ نیازی کو بھی گرفتار کر کے پھانسی کی سزا سنادی گئی جو بعد ازاں عمر قید میں تبدیل کر دی گئی۔ علامہ نیازی فرماتے ہیں

جب تحریک ختم نبوت کے بعد میری رہائی ہوئی تو ایک موقع پر کسی صحافی نے میری عمر پوچھی۔ میں نے جواب میں کہا۔ میری عمر دو دن اور دو راتیں ہیں۔ یہ سن کر صحافی مسکرانے لگے' جو میں نے ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کال کوٹھڑی میں گزاری ہیں کیونکہ یہی میری قابل فخر زندگی ہے اور باقی شرمندگی۔

اس تحریک میں علامہ سید احمد سعید کاظمی، علامہ عبدالحامد بدایونی، محدث اعظم پاکستان، علامہ سردار احمد صاحب' علامہ محمد بخش مسلم، مفتی محمد حسین نعیمی، پیر محمد قاسم مشوری، مفتی محمد حسین قادری، مفتی صاحبداد خان، پیر صاحب گولڑہ شریف، پیر صاحب سیال شریف، پیر صاحب زکوری شریف، پیر صاحب بھر چونڈی شریف، پیر صاحب مانکی شریف اور دیگر کثیر علماء و مشائخ رحمہم اللہ نے حصہ لیا۔

تحریک ختم نبوت 1974ء میں علمائے اہلسنت کا کردار

29 مئی 1974ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر جو چناب ایکسپریس کے ذریعے سفر کر رہے تھے، قادیانی غنڈوں نے حملہ کر کے بہیمانہ تشدد کیا۔ اس پر پورے ملک میں احتجاج شروع ہوگیا۔ عوام کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ طلباء پر ظلم کرنے والوں کو انصاف کے کٹھرے میں لایا جائے۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ حکومت کے کسی عہدیدار نے احتجاج پر توجہ نہیں دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ احتجاجی جلسے اور جلوس بالآخر ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمان مطالبہ کرنے لگے کہ قادیانیوں کی غیر قانونی اور غیر آئینی سرگرمیوں کو لگام دی جائے۔

ختم نبوت کی اس تحریک میں بھی تمام مکاتب فکر کے علماء و عوام شامل تھے۔

البتہ علماء ومشائخ اہلسنت اور ختم نبوت کے شیدائیوں کا جوش و جذبہ اپنی مثال آپ تھا۔مجلس عمل کے جنرل سیکریٹری بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ تھے۔

علماء اہلسنت نے خصوصا علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ سید محمد علی رضوی، علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب اور علامہ عبدالستار خان نیازی نے اس تحریک میں بھرپور کردار ادا کیا۔حکومت کی جانب سے جب بہت زیادہ سختی کی گئی، بڑے پیمانے پر گرفتاریاں ہورہی تھیں۔ اس وقت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ مختلف مساجد اور جلسوں میں تقاریر کے ذریعے نوجوانوں میں جوش و ولولہ پیدا کرتے۔کئی دفعہ پولیس نے آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر گرفتار نہ کرسکی۔ 28 فروری 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار سے ملاقات میں جنرل کو قادیانی اور اسرائیلی گٹھ جوڑ سے آگاہ کیا۔ 15 اپریل 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

30 جون 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے قومی اسمبلی میں قرارداد پیش کی۔ 5 اگست 1974ء سے 14 اگست اور 14 سے 24 اگست تک مرزا ناصر احمد قادیانی پر ایوان کی اسپشل کمیٹی کی کارروائی اسمبلی چیمبر میں

ہوئی جس کے چیئر مین اسپیکر قومی اسمبلی صاحبزادہ فاروق علی خان تھے۔

قرارداد کی تائید میں 22 ارکان نے دستخط کئے۔ بعد میں ان کی تعداد 37 ہوگئی۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے دو مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے دستخط نہیں کئے۔

مرزائیوں کے لاہوری گروپ نے علامہ نورانی کو بہت بڑی رقم کی پیشکش کی اور کہا کہ قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں۔ جسے علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں اپنا موقف پیش کرتے ہوئے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس پیش کی۔ اس پر کئی لوگوں کے سر شرم سے جھک گئے۔ مگر علامہ نورانی نے واشگاف الفاظ میں کہا: ہم ایسی عبارت کو نہیں مانتے اور نہ ہی اس کے قائلین کو مسلمان نہیں جانتے۔

اسی دوران علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ سے بعض اراکین نے کہا کہ یہ لوگ (قادیانی) ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ انہیں غیر مسلم کیوں کہتے ہیں؟ ان اراکین کو سمجھانے کے لئے علامہ ازہری نے مرزا ناصر سے پوچھا یہ بتاؤ! جو شخص مرزا کو نہ مانے، وہ تمہارے نزدیک کون ہے؟ مرزا ناصر نے برجستہ کہا وہ ہمارے نزدیک کافر

ہے۔

اس طرح علامہ ازہری علیہ الرحمہ نے حکمت و دانائی سے یہ سوال کر کے لوگوں کو سمجھا دیا کہ قادیانی اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔

جب قرارداد دستخط کے لئے بھٹو کے پاس پیش ہوئی تو اس وقت بھٹو نے کہا تھا ”تم قادیانیوں کو کافر قرار دلوار ہے ہو، لگتا ہے تم مجھے پھانسی پر لٹکواؤ گے۔“

بالآخر 7 ستمبر 1974ء کے دن قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر قادیانیوں ’احمدی گروپ اور لاہوری گروپ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

7 ستمبر اللہ اور اس کے حبیب کی رضا کا دن ہے۔

7 ستمبر تحفظ ختم نبوت کا دن ہے۔

7 ستمبر صدیق اکبر کی للکار کا دن ہے۔

7 ستمبر پیر مہر علی اور امیر ملت کی آرزوؤں کا دن ہے۔

7 ستمبر شہدائے ختم نبوت کے ثمرات کا دن ہے۔

7 ستمبر قادیانیت کی شکست کا دن ہے۔

7 ستمبر قادیانی، اسرائیلی گٹھ جوڑ بے نقاب کرنے کا دن ہے۔

7 ستمبر علمائے اہلسنت کی جدوجہد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا دن ہے۔

7 ستمبر مرزا کے دعویٔ نبوت کے تابوت میں آخری کیل ٹھوکنے کا دن ہے۔

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

قادیانی عبادت گاہ کو مسجد کہنا

☆ 26اپریل 1984ء کو حکومت وقت نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے قادیانیوں کو خود کو مسلمان کہنے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور دیگر اسلامی شعائر استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

☆ 10 اگست 1992ء کو لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 298ب کے تحت امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہلبیت جیسے مخصوص الفاظ قادیانی یا مرزا کے پیروکار استعمال نہیں کر سکتے اور یہ کہ ان الفاظ کے استعمال کی ممانعت قادیانیوں کے دوسرے القاب یا شعائر اسلام استعمال کرنے کا لائسنس نہیں دیتی، جن سے وہ خود کو مسلمان ظاہر کریں کیونکہ انہیں غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہر فتنہ سے حفاظت فرمائے اور تحریک ختم نبوت کے تمام شہداء اور علمائے اہلسنت کی قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے' ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین

تحریک آزادی ہند میں علمائے اہلسنت کا کردار

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۃ والضحٰی کی آخری آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت آزادی ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جسے حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں مگر جب یہ نعمت نصیب ہوتی ہے تو پورے خطے میں بہار آجاتی

ہے۔

آج ہم ''آزادی ہند'' کا ذکر کریں گے جسے حاصل کرنے کے لئے ہمارے علماء، مشائخ، قائدین اور عوام اہلسنت نے بھرپور قربانیاں دیں۔ گوری چمڑی والے کو ہند سے نکالنے کے لئے ہمارے اکابرین نے بڑی کوششیں کیں۔ وہ کسی صورت اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹے حتیٰ کہ اپنی جانوں تک کے نذرانے پیش کردیئے۔

میں آپ کو حضرت سلطان ٹیپو علیہ الرحمہ کے دور میں لے جاتا ہوں اور اصل تاریخ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ ان کی قربانیاں اجاگر ہوں۔

☆حضرت سلطان ٹیپو شہید علیہ الرحمہ

حضرت سلطان ٹیپو کی پیدائش 13 صفر 1168ھ بمطابق 31 دسمبر 1751ء میں بنگلور سے تقریباً 22 میل دور ایک قصبے دیون ہلی میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام فتح علی ہے۔ آپ کے والد کا نام حیدر علی ہے۔ ان کے والد مشہور بزرگ ٹیپو مستان ولی کی عقیدت میں آپ کے نام میں ٹیپو سلطان کا اضافہ کیا۔

والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کیا۔ آپ کو قرآن، حدیث، فقہ، عربی، فارسی، فرانسیسی، انگریزی اور مقامی زبان کی تعلیم دی۔ آپ نے جس

دور میں ہوش سنبھالا، برصغیر پاک وہند کی عظیم اسلامی مملکت سیاسی خلفشار کا شکار تھی۔ اورنگزیب عالمگیر کے وصال کے بعد جگہ جگہ خودمختار ریاستیں وجود میں آچکی تھیں۔اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے بھیس میں جال بچھا چکے تھے۔ 1774ء میں بنگال سے اودھ تک انگریزوں کی حکومت قائم ہوچکی تھی۔

انگریز حیدرعلی کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف تھے۔انگریزوں اور حیدر علی کے مابین پہلی جنگ کا آغاز 1780ء میں ہوا۔20 محرم 1197ھ بمطابق 1782ء کوسلطان ٹیپو کی تخت نشینی عمل میں آئی۔سلطان نے انگریزوں کو ناکوں چنے چبوادیئے۔

انگریز کی توسیع پسندی کی راہ میں اگر کوئی موثر قوت حائل تھی،تو وہ سلطان کی ریاست میسور تھی۔

بالآخر 3 مئی 1799ء آپ کے وفادار افسر سید عبدالغفار کو انگریز نے شہید کردیا جس کے بعد سلطان خود میدان میں آئے۔میر صادق کو انگریز نے خرید کر سلطان پر حملہ کردیا۔آپ مردانہ وار لڑتے رہے، یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کا یہ تاریخی جملہ کتابوں میں موجود ہے: شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ

کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے۔

امیر کاروان جنگ آزادی، بطل حریت، مجاہد ملت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ (حنفی ماتریدی چشتی)

1212ھ بمطابق 1797ء میں اپنے آبائی وطن خیرالبلاد خیرآباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد علامہ فضل امام خیرآبادی علماء عصر میں ممتاز اور علوم عقلیہ کے اعلیٰ درجہ پر سرفراز تھے۔

آپ نے تمام علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل کی۔ چار ماہ اور کچھ دن میں حفظ کیا۔

آپ نے آزادی کا سب سے پہلے سنگ بنیاد رکھا۔ آپ دہلی تشریف لے آئے۔ بہادر شاہ ظفر سے بھی آپ کی ملاقات ثابت ہے۔ آپ نے جب یہ دیکھا کہ انگریز ہمارے ذہنوں پر چھا جائے گا، مسلمانوں کی نسل کشی کرے گا، ہمارے مذہبی تشخص کو تباہ و برباد کردے گا، آپ نے دہلی میں بیٹھ کر 1857ء میں انگریز کے خلاف سب سے پہلے جہاد کا فتویٰ دیا جس پر مفتی صدرالدین خان، مولوی عبدالقادر، قاضی فیض اللہ، مولانا فیض اللہ، علامہ فیض احمد بدایونی، وزیر خان اکبرآبادی، سید مبارک حسین رامپوری نے دستخط کئے۔ بس فتویٰ جاری

ہونے کی دیر تھی کہ جذبہ جہاد کی ایک لہر مسلمانوں میں دوڑ گئی، گلی گلی، محلہ محلہ، قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر جو قتال ہوا، انگریز حکومت کی چولہیں ہل گئیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ انگریز بڑا مکار ہے۔ اس نے اپنی تدبیریں لڑا کر لوگوں کو خرید خرید کر اس تحریک کو بظاہر کچل دیا۔

اس وقت بریلی شریف میں مجاہدین کا جو کیمپ تھا، اس میں مجاہدین کی تربیت کرنے والے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے والد مفتی نقی علی خان اور اعلیٰ حضرت کے دادا علامہ رضا علی خان تھے اور علامہ رضا علی، جنرل بخت خان کے خصوصی معاون تھے۔

علامہ فضل حق علی گڑھ تشریف لے گئے وہاں مجاہدین کی مدد کرتے رہے۔ ملکہ وکٹوریہ نے یہ اعلان کر دیا کہ جتنے باغی ہیں، ہم نے سب کو معاف کر دیا۔ پس یہ اعلان ہونا تھا، علامہ خیر آبادی پہنچ گئے۔ مخبری کے ذریعہ آپ کو گرفتار کر لیا گیا اور دہلی یا لکھنؤ میں مقدمہ چلا۔ گواہی دینے والے نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ جج چاہتا تھا کہ آپ کی رہائی کا کوئی بہانہ بن جائے۔

کارروائی سے پہلے جج نے کہا کہ آپ کٹہرے میں صرف اتنا کہہ دیجئے گا کہ میں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا۔ میں آپ کو رہا کروا دوں گا۔ اب جج مطمئن ہو کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا کہ اب مولانا انکار کر دیں گے۔ چنانچہ

جیسے ہی کارروائی کا آغاز ہوا۔جج نے آپ سے پوچھا تو آپ نے گرج دار لہجہ میں کہا۔ہاں میں ہی وہ فضل حق خیرآبادی ہوں جنہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔

آپ کو عمر قید سنائی گئی، جزائر انڈمان بھیج دیا۔آپ کے دونوں صاحبزادے علامہ عبدالحق، علامہ شمس الحق آپ کی رہائی کی کوشش میں لگے رہے۔یہاں تک کہ 1861ء صفر کے مہینے میں ساڑھے تین چار برس کے بعد جج نے علامہ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔

آپ کے صاحبزادے علامہ شمس الحق نے رہائی کا آرڈر لے کر جزائر انڈمان کا سفر کیا۔خدا کا کرنا دیکھئے کہ جب علامہ شمس الحق جزائر انڈمان پہنچے اور خوش تھے کہ آج والد کی رہائی ہو جائے گی، مگر جیسے ہی وہ جزائر انڈمان پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنازہ تیار ہے۔لوگ جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا تحریک آزادی کے ہیرو علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ آج صبح وصال فرما گئے۔علامہ شمس الحق نے والد کے جنازہ میں شرکت کی۔وہیں آپ کا مزار ہے۔یوں کہئے کہ علامہ وہ مردِ مجاہد ہیں کہ اللہ نے ان کے اخلاص کا بدلہ یہ دیا کہ انگریز کے آزاد کرنے سے پہلے اپنے بندے کو آزاد کر دیا تاکہ انگریز کی آزادی کا دھبہ ان پر نہ لگے اور انگریز کے آزاد کرنے سے پہلے

آزاد کر دیا۔

☆ دوقومی نظریہ کیا ہے؟

پاکستان بنانے کا بنیادی مقصد ''دوقومی نظریہ کا احیاء'' پاک وہند کی تاریخ میں خاص طور پر دو ایسے ادوار آئے جب اس تصور کے احیاء کی کوشش کی گئی۔ یہ اس وقت ہوا جب اسلام کے شعائر ونشانات کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

پہلی مرتبہ دسویں صدی ہجری میں اکبر بادشاہ کے عہد میں یہ کوشش کی گئی کہ شعائر اسلام کو مٹایا جائے۔

1۔اکبر کے محل میں کوئی داخل ہوتا تو سجدہ کرتا۔

2۔گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔

3۔کئی مساجدوں کو شہید کر دیا گیا۔

4۔تمام مذاہب میں شادیاں کی جانے لگیں۔

5۔شرعی احکامات کے مطابق فیصلے نہ ہونے لگے۔

اس وقت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اکبر بادشاہ کے سامنے دوقومی نظریہ پیش کیا۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ علیہ الرحمہ فوراً دلی تشریف لے آئے اور اکبر کے لئے ننگی تلوار بن کر

جلوہ گر ہوئے۔اس کے بعد اکبر کے مقربین کو بلا کر کہا۔

اکبر! اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہو گیا ہے۔ میری طرف سے اس کو کہہ دو کہ اس کی بادشاہی، اس کی طاقت، اس کی فوج، اس کی ہر ہر شے نیست و نابود ہو جائے گی۔ وہ توبہ کر کے اللہ و رسول کا فرمانبردار ہو جائے، ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے۔

☆ دوسرا دور وہ ہے جب چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں مسٹر گاندھی نے شعائر اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی بھرپور سازشیں کیں۔

1۔ مسٹر گاندھی کی ایماء پر ترک گاؤ کشی کی تحریک چلی تاکہ بزور قوت اسلامی شعائر چھڑوا کر مذہبی اور فکری طور پر انہیں مرعوب و مفلوج کر دیا جائے۔

2۔ تحریک ترک حیوانات چلائی تاکہ سارے مسلمان قصاب اپنی روزی سے محروم ہو جائیں۔

3۔ تحریک کھدر چلائی تاکہ ڈھاکہ، ٹھٹھہ، بنارس وغیرہ کے نفیس کپڑا بُننے والے مسلمان پارچہ ساز بے روزگار ہو جائیں۔

4۔ پھر تحریک ہجرت چلائی تاکہ مسلمان اپنی جائیدادیں اور زمینیں بیچ کر ملک سے چلے جائیں اور سارا مال ہندوؤں کے ہاتھ آ جائے۔ اس تحریک سے

سندھ کے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ پہلے ہی کون سی جائیدادیں وزمینیں ان کے پاس تھیں جو کچھ تھا، وہ اس بہانے سے لے لیا گیا۔

5۔ پھر تحریک ترک موالات چلائی تاکہ مسلمان سرکاری ملازمتوں اور سرکاری اعزازت سے محروم ہوجائیں اور انگریزوں کی نگاہ میں آجائیں۔

6۔ تحریک شدھی سنگھٹن چلائی، مسلمانوں کو بالجبر مرتد بنایا گیا۔ ان کی تہذیب وتمدن کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔

انہی حالات واقعات کی وجہ سے دوقومی نظریہ کا خیال ہمارے بزرگوں کے ذہن میں ابھرا۔

☆ 1897ء میں امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنی جوانی کے عالم میں تھے، جب دیکھا کہ ہندو مسلمان ایک ہوتے جارہے ہیں۔ نکاح، شادی بیاہ ہورہے ہیں۔ آپ نے اپنا دینی فریضہ انجام دیتے ہوئے پٹنہ میں سنی کانفرنس کرنے کے بعد دوقومی نظریہ سب سے پہلے پیش کیا۔

میرے عزیز مسلمانو! ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ **الکفر ملة واحدة** کفر ملت واحدہ ہے، کفر اگر برطانیہ کا ہو کفر ہے، امریکہ کا ہو کفر ہے، ہندوستان کا ہو کفر ہے۔ یہ مت سمجھنا کہ

امریکا کا کفر اور ہے، نہیں بلکہ کفر ایک ملت ہے۔ یہ تمام باطل قوتیں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہیں۔

غور کیجئے کہ سب سے پہلے 1897ء میں امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے دو قومی نظریہ پیش کیا۔ جبکہ 1921ء کے اجلاس میں مسلم لیگ نے دو قومی نظریہ پیش کیا۔ کہاں 1897ء اور کہاں 1921ء کا اجلاس۔

☆ علماء ان پالیٹکس صفحہ نمبر 12 پر ڈاکٹر اشتیاق قریشی لکھتے ہیں کہ تحریک آزادی کے دوران مولانا محمد علی جوہر، امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارا ساتھ دیں۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ مولانا! آپ کی اور ہماری سیاست میں فرق ہے؟ آپ ہندو اور مسلمان کی آزادی کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم صرف مسلمانوں کے لئے الگ مملکت کی بات کرتے ہیں۔ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے مولانا محمد علی جوہر کو بہت سمجھایا۔ بالآخر یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ ہمیں انگریزوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں سے بھی جان چھڑانی ہوگی۔ اب امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے اپنی جیب سے پچاس روپے نکال کر مولانا محمد علی جوہر کو دیئے اور کہا کہ میری طرف سے یہ حصہ اپنی تحریک میں شامل کرلو۔

اس کے بعد مسلمانوں کی متحدہ مسلم لیگ بنی اور اس کے قائد بغیر کسی اختلاف کے محمد علی جناح قرار پائے۔اس پاک سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور تحریک چلی۔

پاکستان (ایک الگ ملک بنانے کا مقصد)

ہم یہ چاہتے تھے کہ ایسی مملکت بنے کہ جس میں مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق حکومت بنائیں۔سیاسی نظام تشکیل دیں، اسلامی حکومت ہو، ہماری نسلیں تباہی سے بچ جائیں۔

اس پاک سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور تحریک چلی۔اس تحریک کو کامیاب بنانے میں سنی مشائخ وعلماء کا بڑا اہم کردار تھا۔

شہر شہر سنی کانفرنسیں ہونے لگیں۔

☆سنی کانفرنس 1935ء میں بدایوں میں ہوئی (صدارت: امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ)

☆اس کے بعد پھپوند ایک مقام ہے، وہاں ہوئی (صدارت: محدث اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ)

☆ 1946ء میں اجمیر شریف میں ہوئی۔(صدارت: حضرت سید آل

رسول دیوان علیہ الرحمہ)

☆1946ء میں مئی میں ہوئی۔

☆ 12/13 اکتوبر 1946ء میں عیدگاہ بندر روڈ کراچی میں ہوئی۔

(صدارت: علامہ غلام رسول قادری علیہ الرحمہ)

تحریک پاکستان میں کن علماء نے حصہ لیا

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ، صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ، شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ، امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ، علامہ عبدالحامد بدایونی، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی' علامہ ابو البرکات، علامہ ابوالحسنات، خواجہ قمرالدین سیالوی، پیر صاحب بھر چونڈی شریف، علامہ شائستہ گل، صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، علامہ عبدالسلام جبل پوری، برہان الحق جبل پوری، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب زکوری شریف' مفتی تقدس علی خان اور علامہ الازہری رحمہم اللہ۔

☆امیر ملت پیر جماعت علی شاہ

فتنۂ ارتداد، شدھی تحریک، تحریک ہجرت، تحریک آزادی کشمیر، تحریک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انجمن حیات اسلام لاہور، برصغیر کی تمام تحریکوں میں مجاہدانہ

اور قائدانہ کردار ادا کیا۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ 1936ء میں جب جناح صاحب نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا تو سب سے پہلے امیر ملت ہی نے اپنے مکمل اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ آپ اس وقت حیدرآباد دکن میں مقیم تھے۔ وہاں سے جناح صاحب کے نام ایک ہمدردانہ و ہمت افزاء پر خلوص خط مع تبرکات بمبئی کے پتے پر ارسال کرتے ہوئے فرمایا کہ قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لئے جو کوششیں آپ کر رہے ہیں، وہ میرا کام تھا لیکن میں سو سال کے قریب عمر کا ضعیف و ناتواں ہوں۔ یہ بوجھ آپ پر آن پڑا ہے۔ میں آپ کی مدد کرنا فرض تصور کرتا ہوں۔ میں اور میرے متوسلین آپ کے معاون و مددگار رہیں گے۔ آپ مطمئن رہیں۔ اس کے بعد امیر ملت نے اپنے تبلیغی اور روحانی دوروں کے دوران پشاور سے راس کماری تک مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔

☆ امیر ملت نے جناح صاحب کو تسبیح، جاءنماز اور قرآن مجید تحفہ میں بھیجا۔ جواب میں جناح صاحب نے لکھا کہ پیر صاحب! تحفہ بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔ میں سمجھ گیا کہ جاءنماز آپ نے اس لئے بھیجی ہے کہ میں اس پر پنجگانہ نماز پڑھوں' تسبیح آپ نے اس لئے بھیجی ہے کہ میں اس سے درود پڑھتا رہوں اور قرآن اس

لئے بھیجا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اس میں قرآن مجید کا نظام ہوگا۔

☆ اواخر جون 1945ء میں امیر ملت نے تحریک پاکستان کی حمایت میں ایک زبردست بیان جاری فرمایا۔ جس کا عنوان ''تحریک پاکستان اور صوفیاء کرام'' تھا۔ اس بیان کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے لہذا سب مسلمان قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہوں۔

☆ 14 اگست 1947ء کو جب آزادی کی صبح طلوع ہوئی تو امیر ملت نے جناح اور دوسرے زعماء کو مبارکباد کے تار بھیجے اور لکھا کہ ملک گیری آسان ہے، ملک داری مشکل ہے۔

☆ علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ (سفیر اسلام)

23 مارچ 1940ء کو لاہور منٹو پارک میں مسلم لیگ کا تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ نے سنی کانفرنس کے مشائخ و علماء کے ہمراہ شرکت کی اور تقریر بھی کی۔

☆ 1945ء میں قائد اور امیر حیدر آباد دکن میر عثمان علی خان کے درمیان اختلافات شدید ہو گئے تو شہید ملت لیاقت علی خان نے علامہ عبدالحامد بدایونی

علیہ الرحمہ کو صلح کروانے کے لئے بھیجا۔

☆ قیام پاکستان کے بعد جشن میلاد کی سرکاری تعطیل کا نوٹیفکیشن آپ ہی کی کوششوں سے جاری ہوا۔

☆ پہلی کابینہ میں ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ بنایا گیا تو علامہ نے 1948ء میں شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی قیادت میں قائداعظم سے ملاقات کی اور پاکستان کا دستور کتاب وسنت کی روشنی میں تیار کرنے کے لئے وزارت مذہبی امور قائم کرنے کی یادداشت پیش کی۔

☆8 جون 1946ء کو سنی کانفرنس اجمیر شریف میں محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا صدارتی خطبہ

اے سنی بھائیو! اے مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے لشکر یو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آ گئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت آ گئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑ و، اب غفلت کے جرم سے باز آ جاؤ، آ ؤ اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ۔ چلے چلو، ایک منٹ بھی نہ رکو، پاکستان بنالو تو جا کر دم لو کہ یہ کام اے سنیو! سن لو کہ صرف تمہارا ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اگست 1997ء)

☆ علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ

تحریک پاکستان میں آپ کی گراں قدر خدمات تاریخ کا ایک حصہ ہے جن کا اپنے اور پرائے سب ہی اعتراف کرتے ہیں۔ تحریک پاکستان کی حمایت و نصرت کا مرحلہ آیا تو آپ نے دو قومی نظریہ اور قرارداد پاکستان کی حمایت کی۔ 1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاریخی فتوے پر دستخط ثبت فرمائے۔

☆ قادیانیوں کی تحریک پاکستان کی مخالفت

مسلمانوں اور مسلم لیگ کی جانب سے جب یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ ''بٹ کے رہے گا ہندوستان، لے کے رہیں گے پاکستان''

اس وقت 15 اپریل 1947ء کو قادیانیوں کے ترجمان ''الفضل'' نے اپنا موقف دہراایا۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔

قادیانیوں کی جانب سے بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم ہند ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی اور گورداسپور پاکستان کے ہاتھ

سے نکل گیا اور بھارت کو کشمیر تک پہنچنے کا آسان راستہ میسر آ گیا۔

الغرض کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک پاکستان ہمیں رمضان کی ستائیسویں شب یعنی شب قدر کو عطا فرمایا۔ اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے علماء اہلسنت سمیت بیس لاکھ مسلمانوں نے قربانیاں دیں۔ مگر افسوس جس وطن کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس ملک میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی اسلامی نظام نافذ نہیں کیا گیا۔ اس ملک میں اسلام کا مذاق اڑایا گیا۔ تقریباً حکمرانوں نے اس ملک کو لوٹا، اس ملک میں رہ کر اس ملک سے مال اور شہرت حاصل کر کے حکمرانوں نے اس ملک کو پوری دنیا میں بدنام کیا۔ باہر بیٹھ کر اس ملک کے خلاف بیان دیئے جاتے ہیں، اس ملک میں قوم پرستی کی بنیاد رکھی گئی۔ مہاجروں اور پنجابیوں کو لڑایا گیا۔ سندھیوں کے دلوں میں مہاجروں اور مہاجروں کے دلوں میں سندھیوں کا تعصب ڈالا گیا، پنجابیوں کو مہاجروں کے خلاف اکسایا گیا، بلوچوں کو ان کے حق سے محروم رکھا گیا۔ قبائلیوں کو پاکستان کا دشمن سمجھا جانے لگا۔ اسی ملک میں جناح صاحب کے مزار کے باہر پاکستان کا پرچم جلایا گیا۔ اسی ملک میں ''پاکستان مردہ باد'' کے نعرے لگے۔ ان تمام سیاہ کارناموں سے شہداء کی روح تڑپ گئی ہوگی۔

☆ یہ سب صورتحال دیکھ کر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ پاکستان بنانے کی کیا

ضرورت تھی؟ ہم ہندوستان میں ہی اچھے تھے۔اس ملک نے ہمیں کیا دیا؟اس ملک سے کب ہماری جان چھوٹے گی؟

یہ الفاظ بظاہر زبان پر بہت ہلکے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔آج ہم پاکستان میں مکمل آزادی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔کسی ہندو،کسی عیسائی اور کسی یہودی سے یہ خطرہ نہیں کہ وہ رات کو آکر ہمیں خود اپنے گھر میں محصور کر کے جلادے گا یا گھر میں گھس کر ہماری عورتوں کی عزت کو پامال کرے گا۔

آزادی کی قدر کشمیر کے مظلوم مسلمانوں سے پوچھئے جس کے ہر گھر کی خاتون نے ایک بھائی،ایک باپ اور ایک شوہر کی قربانی پیش کی ہے اور اب تک بھارتی مظالم سے شہید ہونے والے مردوخواتین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔آزادی کی قدر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں سے پوچھئے جن کے مکانات پر جب چاہے' اسرائیل بمباری کر کے مٹی کا ڈھیر بنادیتا ہے اور گھر والے شہید ہوجاتے ہیں۔آزادی کی قدر گجرات واحمد آباد کے مسلمانوں سے پوچھئے جن کے گھر والوں کو زندہ جلا دیا گیا اور املاک کو بھی آگ لگادی گئی۔آزادی کی قدر بوسنیا' برما اور افغانستان کے مسلمانوں سے پوچھئے جن کی خواتین کی عزتیں پامال کی گئیں اور خوب قتل عام کیا گیا۔

ہائے افسوس کہ ہم کتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اس ملک نے کیا دیا؟ کبھی ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ ہم نے اس ملک کو کیا دیا...... پاکستان نے ہمیں پہچان دی، عزت دی، نام دیا، آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا قرینہ دیا، مگر ہم نے پاکستان کو کیا دیا؟

آج الحمدللہ یہی واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی طاقت ہے جسے لوگ اسلام کا قلعہ کہتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی ظلم ہو تو پاکستان کی عوام آواز اٹھاتی ہے۔ عالم یہودیت کو یہ ملک ایک آنکھ نہیں بھاتا، ہمیں متحد ہو کر اس ملک کو مضبوط کرنا ہوگا۔

اور اگر ہم نے اپنی غلط روش نہ بدلی تو یہ ملک یہ نعمت ہم سے چھینی جا سکتی ہے۔ قبلۂ اول بیت المقدس جیسی نعمت جب رخصت ہو سکتی ہے تو پھر پاکستان کیا ہے؟ خدارا ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو اس کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہو جائے۔

آمین ثم آمین

کفر و اسلام کا
عظیم الشان معرکہ
غزوہ بدر

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَاِذۡ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحۡدَى الطَّآئِفَتَيۡنِ اَنَّهَا لَـكُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَيۡرَ ذَاتِ الشَّوۡكَةِ تَكُوۡنُ لَـكُمۡ وَيُرِيۡدُ اللّٰهُ اَنۡ يُّحِقَّ الۡحَـقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقۡطَعَ دَابِرَ الۡكٰفِرِيۡنَ لِيُحِقَّ الۡحَـقَّ وَيُبۡطِلَ الۡبَاطِلَ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِيۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡكَرِيۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيۡنَ وَالشَّاكِرِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ انفال سے دو آیات تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہ رمضان کی بابرکت گھڑیاں جاری وساری ہیں۔ رحمتوں اور برکتوں کا ہر طرف نزول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ احسان کہ اس نے ہمیں زندگی میں ایک مرتبہ پھر ماہ رمضان جیسا بابرکت مہینہ عطا فرمایا اور اس محفل میں شرکت کی توفیق عطا فرمائی۔

ماہ رمضان سے کئی یادیں وابستہ ہیں۔ ان میں ایک یاد اس ماہ مبارک کی سترہ تاریخ ہے جس دن کفر و اسلام کا عظیم الشان معرکہ پیش آیا۔ تین سو تیرہ مجاہدین نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کی تقدیروں کو بدل دیا۔

آج کی اس محفل میں غزوۂ بدر کے متعلق کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن: وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰهُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّهَا لَکُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَةِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَیُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

ترجمہ: اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتا گروہ تمہارے حصہ میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق کر دے۔ اپنے ارشادات سے اور کافروں کی

جڑ کاٹ دے تاکہ ثابت کردے حق کو اور مٹا دے باطل کو، اگرچہ ناپسند کریں عادی مجرم۔ (سورۂ انفال، آیت 7-8)

☆ سرکار کریم ﷺ اور آپ کے ہمرائیوں نے جب ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ساتھ ہی مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کردی تھیں۔ اسی اثناء میں یہ غلط خبر مکہ میں پھیل گئی تھی کہ مسلمان قافلہ لوٹنے آرہے ہیں۔ بالآخر ان تمام حالات کی خبر جب نبی پاک ﷺ کو ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام کو جمع کیا اور امر واقع کا اظہار کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب میں جانثارانہ تقریر کی۔

بخاری شریف کتاب المغازی میں ہے کہ حضرت مقدار بن اسود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نہیں جو یہ کہیں گے تم اور تمہارا خدا لڑو، ہم تماشا دیکھیں گے۔ اے میرے آقا ﷺ ہم آپ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں جانوں کے ایسے نذرانے پیش کریں گے کہ آپ خوش ہوجائیں گے۔

حفیظ جالندھری ان الفاظ کو یوں قلمبند کرتا ہے۔

تعالی اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا
پیا ہے دودھ ہم نے اپنی غیرت والی ماؤں کا

نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو محو کر دیں نعرۂ اللہ اکبر میں

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت مقدار رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر سرکار ﷺ کا چہرہ چمکنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے اپنے غلاموں سے وہی کچھ سنا جس کی آپ کو امید تھی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: چلو خدا تعالیٰ کی برکت سے خوش ہو کر اللہ نے مجھ کو دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم! دشمنوں کے ہلاک ہونے کی جگہیں اس وقت بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

☆ مسلم شریف حدیث 4506: نبی پاک ﷺ میدان میں تشریف لے گئے اور فرمایا۔ یہ فلاں شخص کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ (جنگ کے بعد) ہر ایک کافر اسی جگہ پر مارا گیا جہاں سرکار ﷺ نے نشان لگائے تھے۔

☆ 12 رمضان المبارک 2ھ کو نبی پاک ﷺ 86 مہاجرین اور 227 انصار کم وبیش 313 جانثاروں کے ساتھ مدینے سے نکلے۔ 17 رمضان کو بدر کے قریب پہنچے۔

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ہر سال میلہ ہوتا ہے۔ یہ میدان مدینہ سے 80 میل کے فاصلے پر ہے۔ اس مقام پر کیسے پہنچے، حفیظ جالندھری اس کو یوں

قلمبند کرتا ہے۔

زمین بدر تک جب آ گیا سیل سیہ کاری
مدینے سے اٹھا نور خدا بھر ضیاء باری
مبارک جمعہ کا دن سترہویں تھی ماہ رمضان کی
شہادت گاہ میں فوج آ ہی پہنچی اہل ایمان کی
عجب انداز سے آئے خدا کے چاہنے والے
زبانیں خشک، پوشاکیں دریدہ، پاؤں میں چھالے
یہ اس قربان گہ میں آج پیدل چل کے آئے تھے
نہا کر اوس میں اور دھوپ میں جل جل کے آئے تھے
نہ ان کے پاس تلواریں نہ ان کے پاس ڈھالیں تھیں
نہ غلہ ان کے اونٹوں پر نہ پانی کی پکھالیں تھیں
مئے وحدت سے قلب مطمئن سرشار تھا ان کا
کہ سردارِ دوعالم قافلہ سالار تھا ان کا
نہیں تھا تین سو تیرہ سے آگے تک شمار ان کا
سنا یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا پروردگار ان کا

چونکہ قریش پہلے پہنچ گئے تھے۔انہوں نے مناسب جگہوں پر قبضہ کرلیا تھا۔

بخلاف اس کے مسلمانوں کی طرف کنواں تک نہ تھا، زمین ایسی ریتیلی تھی کہ اونٹوں کے پاؤں دھنس جاتے تھے۔

یہ اس میدان کا خشک اور ریتیلا کنارا تھا
نگاہ ابر رحمت کا اسی جانب اشارہ تھا
قدم ٹکنے نہ دیتی تھی زمیں پر دھوپ کی گرمی
قدم آگے بڑھانے میں تھی مانع ریت کی گرمی
ہوا سیماب، مٹی ماہی بے آب تھی گویا
فضا باران رحمت کے لئے بیتاب تھی گویا

فضا بیتاب تھی کہ سرکار ﷺ نے اپنا رحمت والا چہرہ آسمان کی طرف اٹھایا۔ رحمت کی بارش برسنے لگی جو کہ دشمنوں کے لئے زحمت اور غلامان مصطفی کے لئے رحمت بن گئی۔

☆ دونوں لشکر ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ تاریخ اسلام میں، حق و باطل کے سامنے یہ پہلا موقع اور عجب منظر تھا۔ مسلمان خدا کا شکر ادا کر رہے تھے کہ پندرہ سال کی قلیل مدت میں رب تعالیٰ نے ان کو اتنی ہمت و جرأت عطا فرمادی کہ آج وہ ظالموں سے آنکھیں ملائیں۔ ان کا سر کچلنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

جالندھری کہتا ہے۔

صفیں باندھے کھڑے تھے سامنے ایمان والے بھی
خدا والے، محمد ﷺ والے بھی قرآن والے بھی
نماز عجز کے سجدے تڑپتے تھے جبینوں میں
چٹانوں کی طرح مضبوط دل رکھتے تھے سینوں میں
تھے ان کے پاس دو گھوڑے، چھ زرہیں آٹھ شمشیریں
پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

☆میدان بدر میں صف مجاہدین

ہوئی جب روشنی تو آسمان والوں نے کیا دیکھا
زمین پر نور و ظلمت کا نرالا معرکہ دیکھا
کھڑی تھی ایک مٹھی بھر جماعت حق پسندوں کی
بھری دنیا سے منہ موڑے ہوئے دیں دار بندوں کی
نہتے بے سروساماں بھوکے اور تھکے ہارے
کہ مل کر تین سو تیرہ جوان و پیر تھے سارے
کٹی تھی زندگی جن کی ریاضت میں عبادت میں

شہادت کے لئے آئے تھے میدان شہادت میں
یہ پہلا جیش تھا دنیا میں افواج الٰہی کا
جسے اعلان کرنا تھا خدا کی بادشاہی کا
یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا
کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

☆ البدایہ والنہایہ میں ہے کہ مجاہدین کی صف بندی کے دوران نبی پاک ﷺ نے اپنا عصاء حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر مار کر مجاہدین کی صف کو درست فرمایا۔ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ نے عصا مارا ہے۔ میں آپ سے بدلہ لوں گا۔ سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان حیران ہیں کہ حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا ہے۔ محبوب خدا ﷺ سے بدلہ لینے کی بات کر رہے ہیں۔

اُمّت پر رؤف اور رحیم آقا ﷺ نے اپنا شکم آگے کر دیا کہ اے سواد بدلہ لے لو۔ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ جب آپ نے مجھے عصاء مارا تو میرے شکم سے کپڑا ہٹا ہوا تھا لہذا آپ ﷺ بھی اپنے شکم سے کپڑا ہٹائیں ۔صحابہ کرام علیہم الرضوان اور بھی زیادہ حیران رہ گئے کہ آج آخر حضرت سواد رضی اللہ عنہ کو کیا ہو گیا ہے۔ مہربان اور کریم آقا ﷺ نے اپنے شکم سے کپڑا

ہٹایا۔بس کپڑا اٹھنا تھا کہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ شکم اقدس کے بوسے لینے لگے اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے آقا ﷺ! ابھی میدان جنگ لگے گا۔ میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آج میرا آخری دن ہو۔ دل میں شہادت کی آرزو بھی ہے۔ بس چاہا کہ آخر وقت میں میرے جسم کو آپ کے جسم سے مس ہونے کا شرف حاصل ہوجائے۔

مجاہدین کی صفیں درست کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کے لئے عریش بنایا گیا جس کے نیچے جلوہ گر ہوکر نبی کریم ﷺ اپنے غلاموں کی رہنمائی فرماتے۔ اب حضور ﷺ کی ظاہری حفاظت کا ذمہ آیا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ کون ہے جو میری حفاظت کا ذمہ لے گا؟

اب جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سناٹا چھا گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خاموش، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی خاموش ہیں۔ کیوں خاموش ہیں؟ کیا ڈرتے تھے؟ نہیں نہیں، ڈرتے تو کبھی میدان جنگ میں نہ آتے پھر کیا وجہ تھی کہ سب خاموش ہیں۔ اس لئے کہ انہیں خوف تھا کہ اگر ہماری موجودگی میں نبی پاک ﷺ کو کوئی صدمہ پہنچ گیا تو مورخ ہمیں اس کا ذمہ دار لکھے گا۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص

جماعت صحابہ میں سے نکل کر حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے آگے بڑھے۔ وہ ہستی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں سمجھ گیا کہ اُمّت میں سب سے بڑے بہادر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ اب جنگ کا آغاز ہوا۔ کیسا عجب منظر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو دیکھا تو تلوار تان کر آگے بڑھے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عتبہ کو دیکھا تو سر قلم کرنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

بھائی بھائی کو قتل کرنے کے لئے تیار، چچا، بھتیجے کو قتل کرنے کے لئے تیار، ماموں بھانجے کو قتل کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ کیا وجہ تھی؟ یہ خون کے رشتے کہاں چلے گئے؟ اس جواب کو حفیظ جالندھری یوں قلمبند کرتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالاتر ہے
یہ رشتہ دنیاوی قانون کے رشتوں سے بالاتر ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر مال جان اولاد سے پیارا
سما سکتی ہے کیونکر حب دنیا کی ہوا دل میں
بسا ہو جبکہ نقش حب محبوب خدا دل میں

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اس کو حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں یوں بیان کرتے ہیں۔

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دے

پدر، مادر، برادر جان و مال ان پر فدا کر دے

☆ کہاں تین سو تیرہ نہتے بے سروسامان مسلمان اور کہاں ایک ہزار کفار و مشرکین کا طاقتور اسلحہ سے لیس لشکر، نبی پاک ﷺ نے جب یہ منظر دیکھا تو عریش میں تشریف لا کر دعا کی۔ اے مالک ومولا! آج اگر یہ مٹھی بھر جماعت شکست کھا گئی تو قیامت تک تیرا نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ اس کی مدد فرما۔

حضور ﷺ سجدے میں تشریف لے گئے اور زار وقطار روتے رہے۔ اس قدر روئے کہ آپ کی چادر کاندھے سے نیچے تشریف لے آئی۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ فکر نہ کریں۔ رب تعالیٰ اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔

☆ نبی پاک ﷺ کا دعا مانگنا تھا کہ رب تعالیٰ نے فرشتوں کے لشکر کو مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں میں درخت کی ٹہنیاں تھیں جس سے لڑ رہے تھے۔ اس وقت ملائکہ کو یہ حکم تھا کہ جب تک میرے

محبوب ﷺ کے صحابہ ٹہنی نہ چلائیں، اس وقت تک تم تلوار نہ چلانا۔

☆ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ ٹہنی سے لڑتے رہے

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو سرور کونین ﷺ نے ان کو ایک درخت کی ٹہنی دے کر فرمایا۔تم اس سے جنگ کرو۔ وہ ٹہنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی ایک نہایت نفیس اور بہترین تلوار بن گئی جس سے وہ عمر بھر تمام جنگوں میں لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ یہ تلوار آپ کی شہادت تک آپ کے پاس رہی (مدارج النبوت، جلد 2، ص 123، خصائص الکبری، جلد اول، ص 205)

☆ جنگ بدر کے ہیرو

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عین لڑائی کے وقت دو بچے حضرت معاذ ومعوذ میرے پاس آ کر کہنے لگے۔ چچا جان! ابوجہل کہاں ہے؟ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حیرت کرنے لگا کہ کہاں وہ کافروں کا سردار سینکڑوں کفار کے پہرہ میں بیٹھا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے بچے اس کا پتہ پوچھ رہے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے

ہیں کہ میں نے اشارہ کرکے ابوجہل کا پتہ انہیں بتایا۔

وہی بوجہل ہے جو پے درپے بازو ہلاتا ہے
یہ اپنے بھاگنے والوں کو پھر واپس بلاتا ہے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔

حفاظت کررہا ہے، گرد اس کے فوج کا دستہ

بچے کہنے لگے چچا جان!

یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اے بچوں! آخر تم ابوجہل کے قتل کے درپے کیوں ہو؟ بچے کہنے لگے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے اس ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

چچا جان! آج ہم تہیہ کرکے آئے ہیں کہ اس گستاخ رسول کو قتل کرکے ہی دم لیں گے۔ یہ کہتے ہی دونوں بچے ابوجہل کے قریب پہنچ گئے اور قریب پہنچتے ہی تلوار اتنی زور سے ابوجہل کی ٹانگ پر ماری کہ راوی کہتے ہیں کہ اگر کھجور کی گٹھلی زمین پر رکھ کر اس پر زور سے پتھر مارا جائے تو وہ کھجور کی گٹھلی کتنی تیزی سے اڑتی ہے۔ اس سے بھی تیز ابوجہل کی ٹانگ کٹ کر اڑتی ہوئی زمین پر گری۔

حضرت معوذ رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش کر گئے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے ایسا حملہ کیا کہ ان کا الٹا بازو لٹک گیا۔ مگر جذبہ جہاد ایسا تھا کہ لٹکتے ہوئے بازو کے ساتھ لڑتے رہے' لڑتے رہے۔ کچھ دیر بعد محسوس کیا کہ لٹکتا بازو لڑنے میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔ اب انہوں نے اپنا لٹکتا ہوا بازو زمین پر رکھا اور اپنا پاؤں اس پر رکھ کر زور سے کھڑے ہوئے کہ وہ لٹکتا ہوا بازو جسم سے جدا ہو کر زمین پر رہ گیا۔ اس کے بعد جواں مردی کے ساتھ دشمنوں سے لڑنا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور تک حیات رہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں ابوجہل کا سرتن سے جدا کرنے پہنچا تو ابوجہل مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابن مسعود! مجھے افسوس ہے کہ مجھے کسی بہت بڑے بہادر نے نہیں بلکہ دو چھوٹے بچوں نے مارا ہے۔ اے ابن مسعود! میری گردن ذرا بڑی کاٹنا تا کہ میرا سر دوسروں سے اونچا نظر آئے۔

محترم حضرات! یہ ابوجہل کا غرور و تکبر تھا جو مرتے وقت بھی نہیں ٹوٹا۔ اسے کہتے ہیں ''رسی جل گئی مگر بل نہ گیا'' یہی وہ غرور و تکبر ہے جس نے ابوجہل کو دونوں جہاں میں تباہ و برباد کر دیا۔

البدایہ والنہایہ تیسری جلد میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کا سرتن سے جدا کر کے جب بارگاہ رسالت ﷺ میں لائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ (میری) اُمّت کا فرعون تھا۔

☆ سینکڑوں کفار قتل اور ستر قید ہو گئے۔

☆ چودہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہو گئے۔

☆ فتح ونصرت کا اعلان ہو گیا۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھی غنیمت میں سے حصہ لیا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ اور نبی کریم ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کی وجہ سے غزوۂ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی حصہ رکھا جائے (چونکہ وہ ہماری بیٹی کی تیمارداری میں لگے ہوئے تھے۔ ہم نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کو بدر بنا دیا۔)

☆ قیدیوں سے فدیہ لیا گیا

نبی پاک ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کے بعد یہ طے کیا کہ جو

کفار قید ہوئے ہیں' ان سے فدیہ وصول کیا جائے چنانچہ حضور ﷺ کے چچا عباس جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے، وہ بھی جنگ بدر میں قید ہو گئے۔ ان سے فدیہ طلب کیا گیا تو کہنے لگے کہ مجھ سے جو سونا لیا گیا ہے، وہ فدیہ میں شمار کر لیا جائے۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ وہ تو مال غنیمت ہے فدیہ میں کیسے شمار ہو سکتا ہے؟

چچا عباس کہنے لگے۔ اگر آپ نے مجھ پر اتنا بوجھ ڈالا تو مجھے قریش کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے گا اور میں بالکل بھکاری ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ اس مال کا کیا ہو گا جو آپ نے مکہ سے روانگی سے قبل اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھوایا تھا۔ حضرت عباس حیرت میں پڑ گئے کہ میں نے رات کی تاریکی میں اپنی بیوی کو دیا تھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے بتایا اور سب کچھ مجھے وہی بتاتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ سرکار ﷺ کے حکم پر آپ مکہ میں رہے۔ اپنا ایمان لانا پوشیدہ رکھا۔ فتح مکہ کے دن آپ نے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اظہار اسلام کے بعد سے رب

تعالیٰ نے مجھے فدیہ میں دیئے ہوئے اور مال غنیمت میں چھنے ہوئے سونے سے کئی گنا زیادہ دولت عطا فرمائی۔سب سے عظیم مرتبہ یہ ملا کہ زم زم پلانے کی خدمت مل گئی جو سارے عرب کی دولت سے بہتر ہے۔

☆اہل بدر مغفرت یافتہ ہیں

جولوگ اسلام کی سربلندی اور نبی پاک ﷺ کے ایک اشارے پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹے'ان کو بارگاہ رب العزت سے خوشخبری ملی۔

حدیث شریف = نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کو مطلع فرمادیا تھا کہ جو چاہو عمل کرو' میں نے تمہاری مغفرت کردی (ابوداؤد شریف' حدیث نمبر 1228)

جاں نثاران بدر و احد پر درود
حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ اصحاب بدر کے درجات بلند فرمائے۔ان کے مزارات پر اپنی رحمت کی بارش فرمائے اور انکے صدقے ہمارے حال پر بھی رحم فرمائے۔آمین ثم آمین

وسوسے اور

ان کا علاج

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یوسف سے آیت نمبر 5 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ کے صدقے مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم حضرات! موجودہ دور فتنوں کا دور ہے۔ ہر طرف بے حیائی، عریانیت

عام ہے۔ایسے ماحول میں اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچانا بہت مشکل ہے۔ گناہوں بھرے بازار کو دیکھ کر ہر مرد و عورت یہ شکوہ کرتے ہیں کہ بیٹھے ہوں تو وسوسے، چلتے ہوئے وسوسے، دوستوں میں بیٹھے ہوں تو وسوسے، بستر پر لیٹے ہوں تو وسوسے، نماز پڑھیں تو وسوسے، وضو کریں تو وسوسے، صبح وسوسے، شام وسوسے، قرآن پڑھیں تو وسوسے، درود پڑھیں تو وسوسے آخر ایسا کون سا دشمن ہے جو ہمارے پیچھے سائے کی طرح لگا ہوا ہے۔

قرآن مجید نے اس دشمن کی نشاندہی یوں فرمائی۔

القرآن: اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

(ترجمہ: بے شک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

معلوم ہوا کہ وسوسے میں مبتلا کر کے ہمیں پریشان کرنے والا ہمارا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ یہ ہم پر کس طرح حملہ آور ہوتا ہے، اس کا طریقہ واردات کس طرح کا ہے۔احادیث کی روشنی میں آپ کے سامنے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆بخاری و مسلم دونوں میں یہ حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی اور فلاں کس نے؟ یہاں

تک کہتا ہے تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب (شیطان) اس حد تک پہنچے تو تعوذ پڑھ لو اور اس سے باز رہو۔

☆مسلم و بخاری میں ہے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

سرکار کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یقیناً رب تعالیٰ نے میری اُمّت سے تمام وسوسوں کو معاف کر دیا۔ جب تک اس پر بات اور عمل نہ کریں۔

☆ ابو داؤد میں ہے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما: سرور کونین ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میں اپنے دل میں ایسے خیالات محسوس کرتا ہوں کہ وہ بیان کرنا مجھے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند ہے۔ فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ان خیالات کو (میرے غلاموں کے لئے) وسوسہ بنا دیا۔

☆مسلم شریف میں ہے: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ شیطان مجھ میں اور میری نماز اور تلاوت میں حائل ہو گیا۔ نماز مشتبہ کر دی۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ اس شیطان کو خنزب کہا جاتا ہے۔ جب کبھی تم اسے محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگو اور بائیں طرف تین بار تھتکار دو...... میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے اسے دفع فرما دیا۔

☆ مؤطا امام مالک میں ہے حضرت قاسم ابن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی شخص نے پوچھا۔ میں اپنی نماز میں وہم کیا کرتا ہوں اور یہ واردات مجھ پر بہت ہوتی ہے۔ فرمایا اپنی نماز پڑھ گزرو کیونکہ یہ وہم تو جاری رہے گا حتیٰ کہ تم یہ کہتے ہوئے نماز ختم کرو گے کہ میری نماز مکمل نہ ہوئی۔

☆ نماز کے دوران رکعتوں کی تعداد میں وسوسہ

دوران نماز یہ وسوسہ آتا ہے کہ دو رکعتیں ہوئی ہیں یا تین رکعتیں؟ تین ہوئیں ہیں یا چار رکعتیں ہوئی ہیں؟ ایسی صورت حال میں کم کی طرف جائے، یعنی یہ وسوسہ آئے چار ہوئیں ہیں یا تین؟ تو تین کی طرف جائے۔ دو ہوئیں ہیں یا تین ہوئیں ہیں؟ تو دو رکعت کی طرف جائے۔

☆ وضو ہے یا نہیں، وسوسہ آئے تو کیا کریں؟

اگر کوئی شخص مغرب کی نماز کے لئے آیا۔ اب یاد نہیں کہ وضو ہے یا نہیں تو ایسی صورت میں یقین کی طرف جائے۔ مطلب یہ کہ یقین کو اختیار کرے یعنی اس بات کا اس کو یقین ہے کہ میں نے عصر کی نماز کے لئے وضو کیا تھا۔ اب اس چیز میں شک ہے کہ وضو ہے یا نہیں۔ لہذا یقین کو تھام کر اسی وضو سے نماز مغرب پڑھ لے، وسوسے کی طرف نہ جائے۔

☆ وضو میں اگر وسوسے آتے ہوں تو وضو سے پہلے دس مرتبہ تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھ لے تو ان شاء اللہ وسوسے نہیں آئیں گے۔

☆ اگر نماز میں وسوسے آتے ہوں تو نماز شروع کرنے سے قبل دس مرتبہ تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پڑھ لے تو ان شاء اللہ نماز میں وسوسے سے محفوظ رہے گا۔

☆ جو شخص صبح دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لے تو شیطان پورے لشکر سمیت بھی اس پر حملہ کرے تو بھی کامیاب نہیں ہوگا۔

☆ سورۂ ناس پڑھنے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔

☆ شیطان کہاں وسوسے ڈالتا ہے؟

☆ مسلم شریف میں ہے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کچھ حضرات سرکار دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھنے لگے کہ ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات محسوس کرتے ہیں کہ انہیں بیان کرنا بہت بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے۔فرمایا کیا تم نے یہ بات پائی ہے عرض کیا ہاں......فرمایا یہ کھلا ہوا ایمان ہے۔

☆ معلوم ہوا کہ برے خیالات اور وسوسوں کا آنا یہ ایمان والا ہونے کی

دلیل ہے۔ ایک شخص پہلے سنی صحیح العقیدہ تھا۔ بعد میں وہ بدمذہب ہوگیا۔ بدمذہب ہونے کے بعد وہ ایک سنی صحیح العقیدہ عالم دین کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ جب میں آپ کے مسلک پر تھا۔ نمازوں میں بہت وسوسے آتے تھے مگر جب سے میں نے آپ کا مسلک چھوڑا ہے، میری نماز میں کوئی وسوسہ نہیں آتا، بہت سکون سے نماز پڑھتا ہوں۔

ان عالم دین نے جواب دیا۔ چور وہاں چوری کرتا ہے، جہاں مال ہوتا ہے۔ اسی طرح شیطان وہاں وسوسے ڈالتا ہے جہاں ایمان ہوتا ہے۔ جب تو سنی صحیح العقیدہ تھا۔ تیرے پاس ایمان کی دولت تھی۔ شیطان وسوسے ڈالتا ہے اور تیری نماز خراب کرتا تھا۔ اب جبکہ تیرے پاس ایمان کی دولت نہیں تو بدعقیدہ ہوگیا۔ اس لئے شیطان تجھ پر حملہ ہی نہیں کرتا۔

☆ بخاری و مسلم میں ہے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ: سرکار اعظم ﷺ نے فرمایا۔ شیطان انسان کے خون کے ٹھکانوں میں گردش کرتا ہے۔

☆ مسلم میں ہے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ: سرکار کریم ﷺ نے فرمایا۔ شیطان پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے۔ پھر اپنے مختلف لشکر کو لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لئے بھیجتا ہے۔ ان میں قریب تر درجے والا وہ ہوتا ہے جو بڑا فتنہ گر ہو۔ ان میں سے آکر ایک کہتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں فتنہ پھیلایا۔ ابلیس کہتا

ہے کچھ نہیں۔ پھر اور دوسرا آ کر کہتا ہے کہ میں نے فلاں کو اس وقت تک نہ چھوڑا، جب تک کہ اس میں اور اس کی بیوی میں جدائی نہ ڈال دی۔ ابلیس اسے اپنے پاس بٹھا تا ہے اور کہتا ہے تو نے بہت اچھا کام کیا۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے خیال ہے کہ فرمایا اسے چمٹا لیتا ہے۔

☆ وسوسہ اور الہام میں فرق

وسوسہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ یاد رہے الہام خیر والی بات کو کہا جاتا ہے۔ جب بھی کوئی خیال خیر کی بات کا آئے۔ یہ رب تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ نے وسوسے اور الہام کے فرق کو بہت ہی خوبصورت انداز میں سمجھایا چنانچہ کشف المحجوب سے ایک خوبصورت واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ داتا صاحب علیہ الرحمہ اور ان کا مرید

ایک مرتبہ حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ اپنے کسی مرید کے ساتھ راستے سے گزر رہے تھے۔ راستے میں داتا صاحب علیہ الرحمہ کو ٹھوکر لگی جس سے ان کا پاؤں زخمی ہو گیا اور پاؤں سے خون نکلنا شروع ہو گیا۔ مرید کے پاس ایک قیمتی رومال تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ مرشد کے پاؤں میں اس رومال کو باندھ

دوں تاکہ خون رک جائے۔

پھر اس کے بعد فوراً مرید کے دل میں دوسرا خیال آیا کہ اگر میں نے مرشد کے پاؤں میں رومال باندھ دیا تو اتنا قیمتی رومال ضائع ہو جائے گا چنانچہ اس نے رومال اپنے پاس ہی رکھا۔ مرشد کے پاؤں میں نہیں باندھا۔

تھوڑا آگے جب پہنچے تو مرید نے داتا صاحب علیہ الرحمہ سے پوچھا حضور! وسوسہ اور الہام میں کیا فرق ہے؟ داتا صاحب فرمانے لگے کہ کچھ دیر قبل ہم راستے سے گزر رہے تھے۔ میرا پاؤں ٹھوکر لگنے سے زخمی ہوا۔ اس سے جو پہلا خیال جو تمہارے دل میں آیا۔ وہ الہام تھا اور جو بعد میں دوسرا خیال آیا، وہ وسوسہ تھا۔

سبحان اللہ! کیا شان ہے اللہ والوں کی کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دلوں کا حال بھی جان لیتے ہیں۔ الغرض کہ داتا صاحب کے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خیر کا خیال رب تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خیال یعنی وسوسہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

☆ برے خیالات سے بچاؤ کا واحد راستہ

محترم حضرات! اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ برے خیالات سے نجات ملے تو ہمیں اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔ کیونکہ سارا نظام آنکھوں سے چلتا ہے،

بدنگاہی سے دل و دماغ میں گندگی پیدا ہوتی ہے۔ کتنی پیاری بات امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے ملفوظات میں فرمائی کہ سب سے پہلے آنکھ بہکتی ہے پھر دل بہکتا ہے، اس کے بعد ستر بہکتا ہے۔

واقعی سارا فساد بدنگاہی کی وجہ سے کھڑا ہوتا ہے۔ موجودہ معاشرے میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں بدنگاہی کے ذرائع فلمیں، ڈرامے، انٹرنیٹ اور عریاں اور نیم عریاں تصاویر کی وجہ سے مختلف قسم کے گناہوں اور وسوسوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اسی بدنگاہی نے ہمارے ذہنوں کو اور ہمارے تصورات کو گندا کر دیا ہے۔ آیئے ہم اگر اپنے دل و دماغ کو پاکیزہ بنانا چاہتے ہیں تو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔

اگر ہم اس کو عادت بنانے میں کامیاب ہو گئے تو ان شاء اللہ ہمارے اندر روحانیت کی دولت پیدا ہوگی۔ آنکھیں اگر حرام سے پاک ہوئیں تو حضور ﷺ کی زیارت بھی ہمیں نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیچی نگاہیں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین

تعمیرِ کعبہ

اور

خلیل اللہ علیہ السلام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

القرآن: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۂ آل عمران آیت 96)

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 96 تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہ ذوالحجہ اسلامی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک سے حضرت

ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کی یادوابستہ ہے۔آج کی اس نشست میں کعبۃ اللہ کی تعمیر کے حوالے سے کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا، وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔

امام خازن علیہ الرحمہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا تھا کہ ''ہمارا قبلہ یعنی بیت المقدس'' کعبہ سے افضل ہے کیونکہ یہ گزشتہ انبیاء کا قبلہ رہا ہے، نیز خانہ کعبہ سے پرانا ہے۔

☆ بخاری کی حدیث نمبر 3366 پر ہے کہ کعبہ معظّمہ ''بیت المقدس سے چالیس سال پہلے بنایا گیا)

☆ کنزالعمال کی حدیث نمبر 38081 پر ہے کہ فرشتوں کا قبلہ بیت المعمور ہے جو آسمان میں ہے اور خانۂ کعبہ کے بالکل اوپر ہے۔

خصوصیات

☆ سب سے پہلی عبادت گاہ، حضرت آدم علیہ السلام نے اس کی طرف نماز پڑھی۔

☆ تمام لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا جبکہ بیت المقدس مخصوص وقت میں خاص لوگوں کا قبلہ رہا۔

☆ کعبۃ اللہ مکہ میں واقع ہے جہاں ایک نیکی کا ثواب لاکھ ہے۔

☆ اس کا حج فرض کیا گیا۔ (بیت المقدس کا حج کبھی نہ ہوا)

☆ اسے امن کا مقام قرار دیا۔

☆ اس میں بہت سی نشانیاں رکھی گئیں جن میں مقام ابراہیم۔

القرآن: فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرَاهِيمَ

ترجمہ: اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ

(سورۂ آل عمران آیت 97)

☆ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھے، اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے وقت ادھر ادھر ہٹ جاتے ہیں، جو پرندے بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں۔ اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے، وحشی جانور ایک دوسرے کو حرم کی حدود میں ایذا نہیں دیتے، حتیٰ کہ اس سرزمین میں کتے ہرن کے شکار کے لئے نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے۔ نیز لوگوں کے دل کعبہ معظّمہ کی طرف کھنچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور ہر شب جمعہ کو ارواح اولیاء اس کے ارد گرد حاضر ہوتی

ہیں، جو بے حرمتی و بے ادبی کا ارادہ کرتا ہے، تباہ ہو جاتا ہے۔

(تفسیر خازن)

☆ رب کریم نے ایک بادل کا ٹکڑا بھیج کر کعبہ کی حد کو واضح کیا اور جبرائیل نے خط کھینچ دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے کی بنیادوں پر ہی عمارت تعمیر فرمائی۔

☆ کعبہ کی بلندی 9 ہاتھ، رکن اسود سے رکن شامی تک 33 ہاتھ، رکن غربی سے رکن یمانی تک 31 ہاتھ، رکن یمانی سے رکن اسود تک 20 ہاتھ، رکن شامی سے رکن غربی تک 22 ہاتھ یعنی کعبہ اس وقت مستطیل تھا لیکن طول اور عرض کی ایک ایک دیوار معمولی چھوٹی تھی دروازے دو بنائے گئے جو زمین سے ملے ہوئے تھے، کواڑ اور زنجیر وغیرہ نہیں تھے۔

کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا

القرآن: وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کا اعلان عام کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آئی ہیں۔ (سورۂ حج، آیت نمبر

(27

آپ کے اپنے قدموں کے نشان والا پتھر جبل ابوقیس پر رکھ کر اس کے اوپر کھڑے ہو کر آواز دی: اے اللہ کے بندو! حج کے لئے آؤ۔ (تفسیر کبیر جلد 3)

آپ کے اس اعلان کے بعد ان لوگوں نے لبیک کہا جنہوں نے بھی حج کرنا تھا، ماؤں کے رحموں میں باپوں کی پشتوں میں سے تا قیامت آنے والوں نے لبیک کہا۔ (تفسیر نعیمی جلد 1)

سرکار ﷺ نے جب مقام ابراہیم کی عظمت کو بیان کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا ہم مقام ابراہیم کو مصلیٰ نہ بنالیں؟ وحی کا انتظار کیا، ارشاد باری ہوا:

القرآن: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے رہنے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

(سورۂ بقرہ' آیت 125)

مفسرین فرماتے ہیں کہ مقام ابراہیم کو نماز کا مقام بنانے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس مقام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نسبت ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے نسبت ہو جائے' وہ لائق تعظیم اور بابرکت ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتوں کی تعظیم کرنے والا بنائے اور بار بار حج بیت اللہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

فلسفۂ قربانی
اور فضائل قربانی

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○ فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سے ایک مشہور و معروف آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں کا پیشوا بنانے کا ارادہ فرمایا تو آپ علیہ السلام سے سخت امتحانات لئے۔ ان سے ایک بہت کڑا امتحان ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق لیا گیا۔

یہ وہی اسماعیل علیہ السلام ہیں جن کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رب تعالیٰ کی بارگاہ دعا کی۔ اپنے رب سے پیارا سا بردبار بیٹا مانگا۔ قرآن مجید میں اس دعا کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

رَبِّ هَبۡ لِی مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○ فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ

الٰہی! مجھے نیک لائق اولاد دے، تو ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک بردبار لڑکے کی۔

آپ کو بیٹا بھی حلیم عطا فرمایا تاکہ بیٹا بھی باپ کی طرح شرف وفضیلت والا ہو اور جلیل القدر نبی ہو۔ صلاح یعنی نیکی اور اللہ کا قرب بہت ہی اچھی صفت ہے۔

امام رازی تفسیر کبیر جلد 26 ص 12 پر فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے خواب دیکھتے رہے، حکم ہوا: اے ابراہیم اپنی پسندیدہ چیز ہماری راہ میں قربان کرو۔

ذوالحجہ کے سات دن گزر جانے پر رات کو خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے بے شک اللہ تمہیں بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ آپ نے صبح اس پر تفکر کیا کہ یہ اللہ کا حکم ہی ہے یا خیال۔ اسی لئے 8 ذوالحجہ کا نام ''یوم ترویہ'' رکھا گیا۔ (سوچ بچار کا دن)

8 تاریخ کا دن گزر جانے پر رات پھر خواب دیکھا، صبح یقین کر لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے ہی حکم ہے۔ اسی لئے 9 ذوالحجہ کو یوم عرفہ یعنی پہچاننے کا دن کہا جاتا ہے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

☆ ترمذی حدیث (758) نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو عشرہ ذوالحجہ سے زیادہ کسی دن میں اپنی عبادت کیا جانا پسند نہیں۔ اس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام شب قدر کے برابر ہے۔

☆ مسلم حدیث 196: نبی پاک ﷺ نے فرمایا یوم عرفہ (9 ذوالحجہ) کا (ایک) روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

☆ مسلم حدیث 3178: نبی پاک ﷺ نے فرمایا، بندوں کو آتش (آگ) سے آزادی دینے کا عرفہ سے زیادہ کوئی دن نہیں۔

☆ المؤطا حدیث 261: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: شیطان کو عرفہ کے زیادہ کوئی ذلیل اور حقیر کرنے والا نہیں اور نہ زیادہ غصہ دلانے والا دن ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس روز وہ رحمت اور معافی دیکھتا ہے۔

دسویں شب خواب دیکھا

اس کے بعد آنے والی رات کو پھر خواب دیکھنے پر صبح اس پر عمل کرنے کا

مصمم ارادہ کر لینے پر ہی دس ذوالحجہ کو یوم نحر (ذبح کا دن) کہا جاتا ہے۔

☆ امام خازن تفسیر خازن چوتھی جلد ص 22 پر لکھتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے مزید عرض کی: ابوجان! ذبح کرنے سے پہلے مجھے رسیوں سے مضبوط باندھ دیجئے گا تاکہ میں ہل نہ سکوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے ثواب میں کمی نہ ہوجائے اور میرے خون کے چھینٹوں سے اپنے کپڑے بچا کر رکھئے تاکہ انہیں دیکھ کر میری اَمّی غمگین نہ ہوں۔ چھری خوب تیز کر لیجئے تاکہ میرے گلے پر اچھی طرح چل جائے کیونکہ موت بہت سخت ہوتی ہے، آپ مجھے ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل لٹایئے تاکہ آپ کی نظر میرے چہرے پر نہ پڑے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری قمیص انہیں دے دیجئے۔ اس سے ان کو تسلی ہوگی اور صبر آجائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے بیٹے! تم اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں میرے کیسے عمدہ مددگار ثابت ہورہے ہو پھر جس طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا تھا۔ ان کو اسی طرح باندھ دیا۔ اپنی چھری تیز کی، پیشانی کے بل لٹایا، چہرے سے نظر ہٹالی اور ان کے گلے پر چھری چلادی، لیکن چھری نے اپنا کام نہ کیا یعنی گلا نہ کٹا۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔

القرآن: وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ O قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

ترجمہ: اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔(سورۃ الصّٰفّٰت آیت 105-104)

☆ بنایہ شرح ہدایہ جلد 3 ص 387 پر ہے:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل بطور فدیہ جنت سے ایک مینڈھا (یعنی دنبہ) لئے تشریف لائے اور دور سے اونچی آواز سے فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر! جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور جان گئے کہ اللہ کی طرف سے آنے والی آزمائش کا وقت گزر چکا ہے اور بیٹے کی جگہ فدیے میں مینڈھا بھیجا گیا ہے لہٰذا خوش ہو کر فرمایا۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے یہ سنا تو فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد، اس کے بعد سے ان تینوں پاک حضرات کے ان الفاظ کی ادائیگی کی یہ سنت قیامت تک کے لئے جاری وساری ہوگئی۔

تفسیر جمل جلد چوتھی ص 349 پر ہے۔ وہ مینڈھا جنت سے آیا تھا اور یہ وہی

مینڈھا تھا جس کو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت ہابیل نے قربانی میں پیش کیا تھا (اس مینڈھے کا گوشت پکایا نہیں گیا بلکہ اسے درندوں (یعنی پھاڑ کھانے والے جانوروں) اور پرندوں نے کھالیا۔

☆حضرت ابراہیم علیہ السلام کے 10 مخصوص فضائل

1۔سرکار ﷺ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سب سے افضل ہیں۔

2۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی اپنے بعد آنے والے تمام انبیاء کے والد۔

3۔ہر آسمانی دین میں آپ ہی کی پیروی اور اطاعت ہے۔

4۔ہر دین والے آپ کی تعظیم کرتے ہیں۔

5۔آپ ہی کی یاد قربانی ہے۔

6۔حج کے ارکان آپ کی یاد ہیں۔

7۔آپ ہی کعبۃ کی گھر کی شکل میں تعمیر کرنے والے ہیں۔

8۔جس مقام پر آپ کے قدم لگے، وہ قیام وسجدہ گاہ ہوگئی۔

9 قیامت کے دن سب سے پہلے آپ ہی کو عمدہ لباس عطا ہوگا۔

10۔مسلمانوں میں فوت شدہ بچوں اور بچیوں کی آپ اور حضرت سارہ

عالم برزخ میں پرورش کرتے ہیں۔(تفسیر نعیمی، جلد اول)

سب سے پہلے یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کئے

☆سب سے پہلے آپ ہی کے بال سفید ہوئے۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے (سفید بالوں) میں مہندی اور کتم (یعنی نیل کے پتوں) کا خضاب لگایا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پاجامہ پہنا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے منبر پر خطبہ پڑھا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے راہ خدا میں جہاد کیا۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے مہمان نوازی فرمائی۔

☆سب سے پہلے آپ ہی ملاقات کے وقت لوگوں سے گلے ملے۔

☆سب سے پہلے آپ ہی نے ثرید تیار کیا (شوربے میں بھگوئی روٹی)

(مرقاۃ جلد 8،ص264)

قربانی کے فضائل

☆بخاری جلد 3 حدیث 507: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز عید سے قبل ذبح کیا۔

اس نے صرف اپنے لئے ذبح کیا اور جس نے نمازعید کے بعد ذبح کیا۔اس کی قربانی ہوگئی اوراس نے مسلمانوں کے طریقے کو پالیا۔

☆ بخاری جلد 3 حدیث 519: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے سیاہ اورسفید رنگ والے دومینڈھوں کی قربانی فرمائی اور میں نے آپ کواس حال میں دیکھا کہ آپ نے ان کے پہلو پر اپنا پاؤں مبارک رکھ کر بسم اللہ، اللہ اکبر کہا اوران دونوں کو اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔

☆ ترمذی: نبی پاک ﷺ نے فرمایا یوم النحر میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ پیارانہیں اوروہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اورکھروں کی ساتھ آئے گا اورقربانی کا خون زمین پرگرنے سے قبل اللہ کے نزدیک مقبول ہوجاتا ہے،لہذا اس کوخوش دلی سے کرو۔

☆ ابن ماجہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: قربانی میں ہمارے لئے کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے مقابل نیکی ہے،عرض کی: اون کا کیا حکم ہے؟اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔

☆ بخاری جلد 3 حدیث 530: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت، انہوں نے کہا سید عالم ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے جو کوئی قربانی

کرے، وہ تین دن کے بعد اس حال میں صبح کرے کہ ان کے گھر میں قربانی کی کوئی چیز نہ ہو اور جب آئندہ سال آیا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ہم اس سال بھی اسی طرح کریں یعنی ذخیرہ نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھاؤ اور لوگوں کو کھلاؤ اور ذخیرہ بھی کرلو، کیونکہ اس سال لوگ قحط میں مبتلا تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان میں فقراء کی مدد کرو۔

☆ معلوم ہوا کہ افضل یہ ہے کہ قربانی کے تین حصے کرے۔ ایک اپنے لئے، دوسرا رشتہ داروں کے لئے اور تیسرا حصہ غریبوں میں تقسیم کرے اور اگر کوئی شخص ایسا نہ کرے اور پورا گوشت جمع کر لے تو بھی حرج نہیں۔

☆ اُمّت کی جانب سے قربانی

حدیث شریف = امام زین العابدین، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار ﷺ عیدالاضحیٰ کے لئے دو موٹے تازے بڑے سینگوں والے چتکبرے مینڈھے خریدتے تھے اور عید کی نماز اور خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد ایک مینڈھا اپنی تمام اُمّت کی طرف سے اور ایک اپنی اور اپنی آل کی طرف سے قربان کرتے تھے۔ (طبرانی معجم الکبیر، حدیث 920)

☆ حدیث شریف: حضرت جنش رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو دو دنبے قربان کرتے دیکھا تو عرض گزار ہوا۔ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی، اپنی طرف سے قربانی کرنے کی۔ چنانچہ (ارشاد عالیٰ کی تحت) ایک قربانی میں سرکار ﷺ کی طرف سے پیش کر رہا ہوں۔

(ابوداؤد‘ حدیث نمبر 1017)

قربانی کے مسائل

☆ مسلمان، مقیم، بالغ، صاحب نصاب (ساڑھے سات تولہ، ساڑھے باون تولہ چاندی یا اتنی رقم پر قربانی واجب ہے۔

☆ گھر کا ہر وہ فرد جو صاحب نصاب ہو، قربانی واجب ہے۔

☆ قربانی کا وقت دس ذوالحجہ کی طلوع آفتاب سے بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔

☆ ابتداء میں فقیر تھا‘ بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے قبل مالک نصاب ہو گیا‘ اب اس پر قربانی لازم ہے۔

☆ دوسرے کی طرف سے قربانی ادا کرنے میں ضروری ہے کہ اس سے اجازت لے لی جائے، اگر بلا اجازت قربانی کی گئی تو دوسرے کا واجب ادا نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کسی گھر میں یہ طریقہ رائج ہو کہ ہر سال صراحتاً اجازت تو نہیں لی

جاتی لیکن علم میں ہے تو ہو جائے گی۔

☆ اونٹ پانچ سال، گائے دو سال، بکری ایک سال، دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔

☆ غنی نے جانور خریدا، بعد میں عیب دار ہو گیا، اس کی قربانی جائز نہیں (اس کے بدلے دوسرا بے عیب جانور قربان کرنا ضروری ہے۔)

☆ ہاں اگر فقیر کے ساتھ ایسا ہوا تو وہ اسی جانور کی قربانی کرے۔

☆ ذبح کرنے والے نے جان بوجھ کر (بسم اللہ، اللہ اکبر) نہ پڑھا تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

☆ اگر کسی شخص کا تسمیہ پڑھنے کا ارادہ ہو لیکن بھول گیا تو حلال ہوگا۔

☆ اگر کسی نے فقط بسم اللہ کہا اور اللہ اکبر نہ کہا تو یہ ذبیحہ حلال شمار کیا جائے گا، البتہ سنت بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا ہے۔

☆ دو لوگوں نے ذبح کیا، دونوں کا ہاتھ چھری پر تھا، دونوں پر تسمیہ پڑھنا واجب، اگر کسی ایک نے بھی قصداً (جان بوجھ کر) نہ پڑھی یا یہ خیال کیا کہ دوسرے نے پڑھ لی ہے، مجھے پڑھنے کی ضرورت نہیں تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔ ہاں اگر قصاب نے ٹانگیں پکڑی یا چھری پر ہاتھ نہیں، مسئلہ نہیں۔

☆ اگر کسی کو مسئلہ شرعی معلوم نہ تھا، نہ ہی کبھی جانور ذبح کرتے وقت اس نے تسمیہ پڑھی تو اس کے ذبح کئے ہوئے تمام جانور مردار ہوں گے، نیز اس

کا گوشت کھانا بھی حلال نہیں۔

☆ قربانی کی کھالیں اور گوشت بدمذہب اور کافروں کو نہ دیں۔

☆ چھری پھیرنے کے بعد جانور کو چھوڑ دیں' جب جانور ٹھنڈا ہو جائے' اس کے بعد اس کی کھال اتاریں اور جس مقام پر قربانی کے جانور کو لٹائیں' اس زمین کو صاف کرلیں تاکہ کوئی کنکر' پتھر وغیرہ سے جانور کو تکلیف نہ پہنچے۔

☆ قربانی کے گوشت کے کباب اور بوٹی باہر سے بنوانے والے حضرات اس کام سے بچیں کیونکہ دکاندار سیزن کے موقع پر تمام لوگوں کا گوشت ایک جگہ اکھٹا کر کے ملا دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں بدعقیدہ لوگوں کا بھی گوشت ہو' ان لوگوں کا بھی گوشت ہوسکتا ہے جس نے ذبح کرنے سے پہلے جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی ہو لٰہذا باہر سے بوٹیاں اور کباب بنوانے سے بچیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاکاری کی تباہ کاری سے محفوظ فرمائے اور اسی قربانی کو ہمارے لئے پل صراط کی سواری بنائے۔

آمین ثم آمین

فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیۡنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَهُمۡ تَرٰىهُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا

صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت

حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اور ان کے ساتھ والے۔ سے مراد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔

ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ ہر صحابی حضور ﷺ کے ساتھ والے ہیں تو وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ سے مراد خاص طور پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیوں؟

مفسرین فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر صحابی حضور ﷺ کے ساتھ رہے مگر جتنی قربت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی، کسی اور صحابی کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

شاعر آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خوب لکھتا ہے۔

رسالت کی صداقت کے نشان اولیں تم ہو

یہی اک حرف حق ہے صاحب حق الیقین تم ہو

جہاں ارشاد فرماتے رسول اللہ وہاں تم ہو

جہاں آرام فرما ہیں رسول اللہ وہیں تم ہو
سعادت سے مشرف آج بھی صدیق اکبر ہے
میسر جس کو بعد مرگ بھی قرب پیمبر ﷺ ہے
شناسائے حق، زاردار نبوت، صداقت کا معیار صدیق اکبر ہیں
صحابی ہے ہر کوئی، مگر سالار امت وصحابہ صدیق اکبر ہیں

حدیث شریف: ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ میری تمام اُمّت پر حضرت ابوبکر سے محبت رکھنا اور اس کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ (صواعق المحرقہ، ص 197)

☆ نام عبداللہ، والد کا نام ''عثمان'' کنیت ابوقحافہ

☆ القابات صدیق، عتیق، قریش کے قبیلہ بنوتیم بن مرہ سے ہے۔

☆ پیشہ: آپ جوان ہوئے تو قریش کی طرح تجارت شروع کی اور کپڑے کے کاروبار سے تجارت شروع کی۔ خوب فائدہ حاصل کیا۔ بہت جلد آپ کا شمار مکہ کے کامیاب تاجروں میں ہونے لگا۔

خصوصیات: بے نظیر اخلاق، رحم دل، نرم خو، عقل و دانش، بلندیٔ فکر، کبھی بت کی پوجا نہیں کی۔ قوم کے گمراہ کن اعتقادات اور رسومات وعادات سے بالکل الگ تھلگ رہتے۔ کبھی شراب کا قطرہ نہ چکھا، ملنسار اور ایماندار تاجر تھے۔ علم

الانساب کے بڑے ماہر، قریش مکہ کے تمام خاندانوں کے نسب انہیں زبانی یاد تھے۔

قبول اسلام

(خصائص الکبریٰ، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت کعب سے نقل کیا کہ حضرت ابوبکر کا اسلام قبول کرنا بذریعہ وحی تھا۔ وہ اس طرح کہ آپ بغرض تجارت شام گئے۔ وہاں آپ نے ایک خواب دیکھا اور بحیرہ راہب سے بیان کیا۔ بحیرہ نے پوچھا۔ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

انہوں نے جواب دیا تہامہ کے شہر مکہ کا۔

☆ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

جواب ملا' قبیلہ قریش سے۔

☆ آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟

کہا' تجارت

بحیرہ راہب نے اپنے سوالات کے جواب پانے کے بعد خواب کی۔ یہ تعبیر کی کہ "اللہ تمہارے خواب کو حقیقت بنا کر مشاہدہ میں اس طرح لائے گا کہ تمہاری قوم میں سے ایک نبی کو مبعوث فرمائے گا اور تم اس نبی کے صاحب معتمد، مشیر اعلیٰ اور وصال کے بعد خلیفہ ہوں گے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس تعبیر کو پوشیدہ رکھا۔ یہاں تک کہ نبی

آخرالزماں ﷺ مبعوث ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ بارگاہ میں حاضر ہوکر دعویٰ نبوت کی دلیل مانگی۔

سرکار ﷺ نے فرمایا۔ وہ خواب جس کو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ وہی میری نبوت کی دلیل ہے۔ آپ یہ جواب سن کر سرکار ﷺ سے چمٹ گئے۔ پیشانی پر بوسہ دیا اور سمع وطاعت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھا۔ (خصائص الکبریٰ، ص80، شبیر برادرز، لاہور)

سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا کر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس میں سے میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا۔ میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تاکہ اسے دیکھ سکوں۔ فرمایا اے ابوبکر! میری اُمّت میں سب سے پہلے آپ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ابوداؤد، حاکم)

تین سو ساٹھ اچھی خصلتیں

☆ نبی پاک ﷺ نے فرمایا! اچھے خصائل تین سو ساٹھ ہیں جب اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کی بھلائی مطلوب ہوتی ہے تو ان خصائل میں سے کوئی خصلت اس

میں رکھ دیتا ہے اس سے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ آقا ﷺ! ان خصائل میں سے کوئی خصلت مجھ میں ہے؟ فرمایا۔ ہاں وہ سب خصلتیں آپ میں موجود ہیں۔ (امام ابن ابی الدنیا، ابن عساکر)

☆ تین چیزیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پسند ہیں

1۔ سرکار ﷺ کے چہرۂ انور کا دیدار کرتے رہنا۔

2۔ سرکار ﷺ پر اپنا مال خرچ کرنا

3۔ سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنا۔

آپ کی یہ تینوں تمنائیں پوری ہوئیں (تفسیر روح البیان، جلد 6، ص 264)

☆ مقام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول پاک ﷺ مولا علی کے ساتھ کھڑے تھے۔ اتنے میں صدیق اکبر تشریف لے آئے تو سرکار ﷺ نے آگے بڑھ کر ان سے مصافحہ فرمایا۔ پھر گلے لگا کر آپ کو چوم لیا اور مولا علی سے فرمایا۔ اے ابوالحسن! میرے نزدیک ابوبکر کا وہی مقام

ہے جو اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ (الریاض النضرۃ' جلداول' ص 185)

☆ دنیا وآخرت میں سب سے بہتر کون؟

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے سرکار ﷺ نے ابوبکر کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا۔ اے ابودرداء! تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو دنیا وآخرت میں تم سے بہتر ہے۔ انبیاء ومرسلین کے بعد کسی انسان پر آفتاب طلوع نہ ہوا، نہ غروب ہوا کہ جو ابوبکر سے افضل ہو۔ (حلیۃ الاولیاء' جلد 3' صفحہ نمبر 373)

☆ ساتوں آسمانوں پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام

سرکار ﷺ نے فرمایا۔ مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ پس میرا جس آسمان سے گزر ہوا میں نے وہاں اپنا نام لکھا ہوا پایا اور اپنے بعد ابوبکر کا نام بھی لکھا ہوا پایا۔ (مجمع الزوائد حدیث 14296)

اُمّت کا بہترین آدمی

☆ امام طبرانی نے اسعد بن زراہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا روح القدس نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے بعد آپ کی اُمّت کا بہترین آدمی ابوبکر ہے۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن مشرکین نے سید عالم ﷺ کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے۔ خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، سوائے ابوبکر کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔ یہ فرما کر مولا علی اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی، پھر فرمایا۔ اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آل فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر اچھے تھے؟ لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو مولا علی نے پھر فرمایا لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے؟ خدا کی قسم! ابوبکر کی زندگی کا ایک لمحہ آل فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے۔

کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔ (تاریخ الخلفاء ص 100 ، مطبوعہ پروگریسیو لاہور)

☆ وصال کے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کمال

☆ ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان

کیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے یہ آیت یا ایتھا النفس المطمئنہ سنی تو ابوبکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ سرکار ﷺ نے فرمایا۔ موت کے قریب فرشتہ آپ سے یہ الفاظ کہے گا (صواعق المحرقہ، ص195)

☆ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کا مقام

☆ حدیث: حافظ عمر بن محمد بن خضر نے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے کہ امام شافعی نے اپنی مسند سے روایت کی ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ میں، ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، تخلیق آدم سے ایک ہزار سال قبل، عرش کی دائیں جانب انوار بکھیر رہے تھے۔ جب حضرت آدم کی تخلیق ہوئی تو ہم نے اس کی پشت کو سکون دیا اور ہم ہمیشہ ہی پاک اصلاب میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے مجھے حضرت عبداللہ کی صلب میں اور ابوبکر، عمر، عثمان و علی کو بالترتیب ابو قحافہ، خطاب، عفان اور ابوطالب کی اصلاب میں منتقل کردیا پھر انہیں میرا اصحاب منتخب کیا اور ابوبکر کو صدیق، عمر کو فاروق، عثمان کو ذوالنورین اور علی کو وصی بنایا۔ پس جو شخص میرے اصحاب کو برا کہتا ہے، وہ مجھے برا کہتا ہے اور جو مجھے برا کہتا ہے، گویا وہ اللہ کو برا کہتا ہے اور جو اللہ کو برا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نتھنوں کے بل اوندھا

کر دے گا۔ (صواعق المحرقہ' ص 221)

☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: نبی ﷺ مختار ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ میری اُمّت میں سے ایک لاکھ افراد جنت میں داخل کرے گا۔ یہ ارشاد سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! اور زیادہ کیجئے۔ سرکار ﷺ نے پھر اپنے ہاتھ مبارک کی لپ بنا کر فرمادیا کہ اے صدیق اور اتنے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ اور زیادہ کیجئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ اے ابوبکر! رہنے بھی دو، اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ ایک ہی لپ سے دنیا کو جنت میں داخل کردے (یہ سن کر) مختار نبی ﷺ نے فرمایا۔ عمر نے سچ کہا۔ (مسند امام احمد جلد 3، ص 193)

☆ صدیق اکبر رضی اللہ کا ایمان تھا کہ حضور ﷺ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہوجاتا ہے۔

☆ میں بھی آپ کا' میرا مال بھی آپ کا

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ

حضرت احمد علیہ الرحمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر مال نے جو فائدہ پہنچایا، کسی اور کے مال نے نہیں پہنچایا۔ یہ بات سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اشک بار ہوگئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں بھی آپ کا ہوں اور میرا مال بھی آپ کا ہے۔

☆ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول

☆ امام طبرانی علیہ الرحمہ نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں جسے امام سیوطی علیہ الرحمہ نے تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ خلیفہ بننے کے بعد آپ منبر رسول کی اس سیڑھی پر کبھی نہ بیٹھے، جہاں محبوب کبریا ﷺ جلوہ گر ہوتے تھے، یہ ادب رسول ﷺ کی وجہ سے تھا۔

☆ تنخواہ کا معاملہ

☆ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ خلیفہ بننے کے بعد آپ کی تنخواہ کا معاملہ زیر بحث آیا، آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمانے لگے جو مدینے میں ایک مزدور کی تنخواہ ہے وہی میری تنخواہ مقرر کردو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

☆ اے لوگو! خوف الٰہی سے تم میں سے جو روسکے، وہ روئے کہ وہ دن

آنے والا ہے کہ تم رلائے جاؤ گے۔(تاریخ الخلفاء)

☆ایک دن باغ میں تشریف لے گئے وہاں آپ نے درخت کے سایہ میں ایک چھوٹی چڑیا دیکھی۔آپ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا۔اے چڑیا تو بڑی خوش نصیب ہے کہ تو درختوں سے اپنی غذا حاصل کرتی ہے اور ان کے سایہ میں آرام کرتی ہے اور جہاں چاہتی ہے اڑتی پھرتی ہے (اس پر کوئی حساب و کتاب نہیں) کاش ابوبکر بھی تجھ سا ہوتا (تاریخ الخلفاء)

☆ مجھے یہ پسند تھا کہ میں بندۂ مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا (تاریخ الخلفاء)

☆اے لوگو! جس نے پانچوں وقت کی نماز ادا کی اور صبح سے شام تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ گیا اور اس کو کون مار سکتا ہے؟ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری سے عہد شکنی کی، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

وصال کا سبب

☆سیف اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول پاک ﷺ کے وصال کا غم، آپ کے وصال کا سبب بنا، فرقت

مصطفی ﷺ کے باعث آپ کا جسم کمزور سے کمزور ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ (صواعق المحرقہ، صفحہ نمبر 234)

غم مصطفی ﷺ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اشعار

1۔ جب میں نے اپنے نبی کو وفات یافتہ دیکھا تو مکانات اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئے۔

2۔ اس وقت آپ ﷺ کے وصال سے میرا دل لرز اٹھا اور زندگی بھر میری ہڈی شکستہ (ٹوٹی ہوئی) رہیں گی۔

3۔ کاش! میں اپنے آقا ﷺ کے انتقال سے پہلے چٹانوں پر قبر میں دفن کر دیا گیا ہوتا۔ (مواہب اللدنیہ، جلد 3، ص 394)

☆ امام جامی! شواہد النبوت میں نقل فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ رات کے آخری حصے میں مجھے خواب میں سرکار ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ نے دو سفید کپڑے زیب تن فرما رکھے تھے اور میں ان کپڑوں کے دونوں کناروں کو ملا رہا تھا۔ اچانک وہ دونوں کپڑے سبز ہونا اور چمکنا شروع ہو گئے۔ ان کی درخشانی و تابانی (چمک دمک) آنکھوں کو خیرہ (چکا چوند) کرنے والی تھی۔ سرکار ﷺ نے مجھے السلام علیکم فرما کر مصافحہ سے مشرف فرمایا اور اپنا دست مبارک میرے سینے

پررکھا جس سے میرے بے قرار دل کو قرار آ گیا۔

فرمایا اے ابوبکر! مجھے تم سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میرے پاس آ جاؤ۔ میں خواب میں بہت رویا۔ میرے اہل خانہ کو بھی میرے رونے کی خبر ہو گئی انہوں نے بیدار ہونے کے بعد مجھے بتایا۔

☆مرض وصال

آپ نے مرض وصال میں پوچھا۔ آج کون سا دن ہے؟ عرض کیا! آج پیر کا دن ہے۔ آپ نے بحر عشق میں غوطہ زن ہوتے ہوئے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں۔ آج رات تک اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں (تاکہ میری وفات کے دن اور سرکار ﷺ کے یوم وصال میں موافقت ہو جائے) نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں آج رات فوت ہو جاؤں تو میری تدفین میں کل کا انتظار نہ کرنا، کیونکہ میرے نزدیک پسندیدہ وہ دن اور وہ راتیں ہیں جو میرے محبوب آقا ﷺ کی قربت میں گزریں۔ (مسند امام احمد حدیث 45)

وہ جھلک دکھا کر چلے گئے، مرے دل کا چین بھی لے گئے
میری روح ساتھ کیوں نہ گئی، مجھے اب تو زندگی بار ہے

وصال:

☆ علامہ واقدی اور امام حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ جمادی الاخریٰ کے سات دن گزر چکے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیر کو غسل کیا جس سے مرض کا آغاز ہوا۔ یہ دن نہایت سرد تھا۔ پندرہ روز تک بخار آتا رہا۔ نماز کے لئے مسجد بھی نہیں جا سکتے تھے۔ 22 جمادی الاخریٰ 13ھ منگل کے روز تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔

☆ آخری وصیت

جب میرا انتقال ہو تو میرے جنازے کو پیارے محبوب ﷺ کے حجرۂ اقدس کے باہر رکھ دینا اور عرض کرنا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو۔ آپ کا ابوبکر حاضر ہے...... اگر بارگاہ سے اجازت ملے تو قدموں میں دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جنازے کو بارگاہ خیرالانام میں رکھ دیا گیا اور ندا دی گئی۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام ہو۔ آپ کا ابوبکر دروازہ پر حاضر ہے۔

دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور سے آواز آئی۔ ملا دو حبیب کو حبیب سے۔

(تفسیر کبیر، جلد 7، ص 433، بیروت)

اللہ تعالیٰ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پر انوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ آمین ثم آمین

فضائل
سیدنا فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا
(سورۂ فتح، آیت 29)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡم وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کافروں پر سخت کا مصداق سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

☆ امام ذہبی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبوت کے چھٹے سال میں اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر 27 سال تھی۔

☆ آپ اشراف قریش میں سے تھے۔ سفارت کے فرائض بھی انجام دیتے، جنگ کے مواقع پر قریش آپ ہی کو سفیر بنا کر بھیجتے۔ جب کوئی قریش پر اظہار مفاخرت کرتا تو آپ ہی کو مقابلہ کے لئے بھجوایا جاتا۔

☆ آپ انتالیس مردوں اور تیئس عورتوں کے بعد اسلام لائے۔

☆ ترمذی میں ہے: نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے اللہ! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام دونوں میں سے جو شخص تجھے زیادہ محبوب ہو، اس کے ذریعہ اسلام کو

عزت دے۔

☆ طبرانی شریف میں ہے، نبی پاک ﷺ نے فرمایا اے اللہ! عمر ابن خطاب کے ذریعہ خاص طور پر دین کو عزت دے۔

☆ امام حاکم علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نے آ کر کہا۔ اے محمد ﷺ آسمان والوں کو عمر کے اسلام لانے سے خوشی ہوئی۔

☆ بزار اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو مشرکوں نے کہا کہ آج ہم نصف رہ گئے ہیں۔

آپ کی اعلانیہ ہجرت

☆ ابن عساکر نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سوا سب لوگوں نے خفیہ ہجرت کی۔ آپ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو تلوار گلے میں لٹکائی۔ کمان کاندھے پر رکھی اور ہاتھ میں تیر لئے کعبہ تشریف لائے۔ اشراف قریش صحن میں بیٹھے تھے۔ آپ نے کعبہ کے سات چکر لگائے اور دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی۔

پھر آپ ان کے ایک ایک حلقہ کے پاس آئے اور کہا تم پر پھٹکار ہو۔ جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اسے ضائع کر دے اور اس کے بچے یتیم ہو جائیں اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے وہ مجھے اس وادی کے پیچھے مل لے، مگر کوئی آدمی آپ کے پیچھے نہ گیا۔

(صواعق المحرقہ،ص248)

حدیث = شیخین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نیند کی حالت میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت ایک محل کی جانب وضو کر رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کے لئے ہے؟ لوگوں نے کہا عمر کے لئے۔ تو مجھے آپ کی غیرت یاد آ گئی اور میں مڑ کر واپس آ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو کر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر غیرت کھاؤں گا۔

(صواعق المحرقہ ص250)

حدیث = سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتوں میں محدّث ہوتے تھے' میری اُمّت کا محدّث عمر ہے۔

(صواعق المحرقہ ص253)

حدیث = احمد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابوذر سے اور ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل و زبان پر حق جاری کیا ہے۔

(صواعق المحرقہ ص253)

حدیث = ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ نبی پاک علیہ وسلم نے فرمایا: میں جن وانس کے شیطانوں کو عمر سے بھاگتے دیکھ رہا ہوں۔

(صواعق المحرقہ ص253)

حدیث = ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول پاک علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر پہلے شخص ہیں جن سے حق مصافحہ کرے گا اور انہیں سلام کہے گا اور انہیں ہاتھ سے پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا ۔(صواعق المحرقہ ص254)

یہاں مصافحہ سے مراد مزید انعام واقبال ہے۔

حدیث = بزار نے حضرت ابن عمر اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ

سے اور ابن عساکر نے صعب بن جثامہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔عمر اہل جنت کا چراغ ہے(صواعق المحرقہ ص 255)

حدیث=طبرانی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا کہ جبریل نے مجھے کہا کہ اسلام کو عمر کی وفات پر رونا چاہیئے۔

(صواعق المحرقہ ص 257)

حدیث=طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عمر سے بغض رکھے، وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو عمر سے محبت رکھے، وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ نے عرفہ کی شام لوگوں پر عموما اور عمر پر خصوصا فخر کیا اور اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کی امت میں مُحَدَّث نہ ہوں۔اگر میری امت میں کوئی مُحَدَّث ہے تو عمر ہے۔صحابہ نے عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ! مُحَدَّث کس طرح کا ہوتا ہے؟ فرمایا اس کی زبان سے فرشتے بولتے ہیں۔(صواعق المحرقہ ص 257)

حدیث= ابن سعد نے ایوب بن موسیٰ سے مرسل روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب وزبان پر حق جاری کردیا ہے اور وہ فاروق ہے جس کے ذریعہ اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کردیا ہے

(صواعق المحرقہ ص259)

صحابہ کرام علیھم الرضوان کی زبان سے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف

☆ امام ابن عساکر نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مجھے زمین پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی آدمی محبوب نہیں اور ابن سعد نے آپ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے مرض الموت میں کہا گیا کہ آپ حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کے بارے میں رب کو کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا میں اسے کہوں گا کہ میں نے ان کے بہترین آدمی کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔

☆ طبرانی نے مولیٰ علی سے بیان کیا ہے کہ جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر جلدی کیا کرو اور ہم اس بات میں شک نہ کرتے تھے کہ سکینت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتی ہے یعنی ان کی گفتگو سے اطمینان اور سکون ملتا ہے۔

☆ طبرانی اور حاکم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علم کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور روئے زمین کے لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علم ان کے علم سے بڑھ جائے گا۔ لوگوں کی رائے ہے کہ علم کے نو حصے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ہیں۔

☆سرکار ﷺ کی غلامی پر ناز

بحر العلوم شرح مثنوی میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا سی رہے تھے، دن کا وقت تھا۔سورج نے اپنا تپش والا رخ آپ کی طرف کر دیا۔جس سے آپ کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔آپ نے سورج کو مخاطب کر کے فرمایا۔اے سورج رسول اللہ ﷺ کے غلام کو گرمی دکھاتا ہے۔بس آپ کا یہ فرمانا تھا کہ سورج نے اپنا تپش والا رخ پھیر لیا۔

☆حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مومنانہ فراست

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں نقل فرماتے ہیں۔دور فاروقی میں ایک رات مولا علی رضی اللہ عنہ اپنے بستر پر محو استراحت تھے۔آپ نے ایک خواب دیکھا کہ مسجد نبوی میں آپ نماز فجر کے لئے پہنچے، جماعت قائم ہو چکی تھی۔سرور کائنات ﷺ امامت فرما رہے تھے۔مولا علی رضی اللہ عنہ پیچھے نماز کے کھڑے ہو گئے۔سلام پھیرتے ہی نبی پاک ﷺ نے اپنا چہرۂ انور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف کر دیا۔اتنے میں ایک شخص کھجور کا ایک ٹوکرا لایا اور حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

نبی پاک ﷺ نے کھجوروں کو تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان باری باری آتے کھجوریں لے جاتے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی قطار میں لگ گیا۔ جب میری باری آئی تو سرورِ کونین ﷺ نے مجھے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔ جسے کھا کر مجھے بہت لطف محسوس ہوا۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہونے کے بعد میں ان کھجوروں کا مزہ محسوس کرنے لگا۔

آنکھ کھلی تو فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خواب کا کسی سے ذکر کئے بغیر فجر کی نماز کے لئے مسجد نبوی میں جب میں گیا تو کیا دیکھا، جماعت قائم ہو چکی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے ہیں۔ میں بھی نماز میں شامل ہو گیا۔ نماز کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقتدیوں کی طرف چہرہ کر لیا۔ اتنے میں ایک شخص کھجور کا ٹوکرا لے کر بارگاہ فاروقی میں حاضر ہوا۔ آپ نے کھجوریں تقسیم فرمانا شروع کیں۔ مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میری باری آئی تو آپ نے مجھے دو کھجوریں عطا فرمائیں۔ میں نے جب کھجوریں تناول کیں تو بہت مزہ آیا۔ میں نے دوبارہ طلب کیں۔ یہ دیکھ کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! اگر خواب میں رسالت مآب ﷺ دو کھجوروں سے زیادہ دیتے تو میں بھی زیادہ دیتا۔

یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ حیران رہ گئے اور حیران ہو کر پوچھنے لگے۔ اے امیر المومنین! آپ کو میرے خواب کے بارے میں کس نے بتایا پھر خود ہی کہنے لگے۔ رب تعالیٰ نے بتایا ہوگا؟

یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ اے علی! کیا تم نے سید عالم ﷺ کی حدیث نہیں سنی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مومن کی فراست سے بچو۔ مومن جب بھی دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

اے علی رضی اللہ عنہ! میں نے اللہ تعالیٰ کے نور سے تیرے خواب کو ملاحظہ کرلیا۔ یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ یا امیر المومنین! خواب میں سرکار ﷺ نے بھی کھجوریں عطا فرمائیں، بیداری میں آپ نے کھجوریں عطا فرمائیں جو مزہ سرکار ﷺ کی عطا کی ہوئی کھجوروں میں تھا، وہی مزہ آپ کی عطا کی ہوئی کھجوروں میں ہے۔

سبحان اللہ! اس واقعہ سے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ساتھ ساتھ عقیدۂ اہلسنت کی حقانیت بھی ظاہر ہوئی اور ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو غیب کی خبروں پر آگاہ فرما دیتا ہے۔

جانور پر رحم دلی

☆ تاریخ الخلفاء ص 297، حضرت اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تازہ مچھلی کھانے کو دل چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ کے غلام یرفا نے اونٹ دوڑایا اور ایک مچھلی خرید کر لائے۔ واپسی میں اونٹ کو نہلایا۔ آپ نے فرمایا۔ مچھلی ابھی رکھ دو۔ میں پہلے اونٹ کو دیکھ لوں، اونٹ کو دیکھا تو کان کے نیچے پسینہ بہتا ہوا دیکھ لیا۔ غلام سے فرمایا۔ تم اس کو دھونا بھول گئے۔ افسوس میں نے اپنی خواہش کے لئے غریب جانور کو تکلیف دی۔ اس صورت میں بخدا میں اس مچھلی کو چکھ بھی نہیں سکتا۔

سادگی اور خوف خدا

☆ آپ کے کرتے میں شانے کے قریب چار پیوند لگے دیکھے (تاریخ الخلفاء ص298)

☆ آپ کے پائجامے میں چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ آپ دوران سفر منزل پر خیمہ یا شامیانہ نہ لگاتے۔ درخت کی چھاؤں میں لیٹ جاتے۔ (تاریخ الخلفاء ص298)

☆ خوف خدا میں رونے کی وجہ سے چہرے پر دو سیاہ لکیریں پڑ گئی تھیں۔ (تاریخ الخلفاء ص298)

☆ تنہائی میں کہتے عمر، خطاب کا بیٹا، امیر المومنین کا منصب! واہ کیا خوب! اے عمر اللہ سے ڈرتے رہو، ورنہ تم کو سخت عذاب دے گا۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ زمین سے تنکا اٹھا کر کہتے! کہ کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ کاش میں کچھ نہ ہوتا۔ کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشک لادے جا رہے تھے۔ دریافت کرنے پر جواب دیا۔ میرے نفس میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔ میں اس کو اس طرح ذلیل کر رہا ہوں۔ (تاریخ الخلفاء ص 298)

☆ شہادت سے قبل دعا مانگی

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منیٰ سے ابطح واپس آتے ہوئے اپنے اونٹ کو راستے میں بٹھایا اور اس کی پشت سے تکیہ لگا کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا مانگی۔ الٰہی جل جلالہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے حافظے میں کمزوری آ گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ مجھ سے غلط فیصلے ہو جائیں، مجھے اپنے پاس طلب فرما لے! (حاکم، تاریخ الخلفاء، صفحہ نمبر 304، مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

☆ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ الٰہی! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے محبوب ﷺ کے شہر میں موت عطا فرما۔ (بخاری‘ تاریخ الخلفاء‘ صفحہ نمبر 304‘ مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت

☆ مجوسی غلام ابولولو فیروز دو دھاری خنجر آستین میں چھپا کر مسجد میں ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ ابھی پُو نہیں پھٹی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز کے لئے جگاتے ہوئے گشت کر رہے تھے‘ جب مسجد میں اس کے قریب سے گزرے تو اس نے آپ کے جسم پر پے در پے تین وار کئے۔

(ابن سعد‘ تاریخ الخلفاء‘ صفحہ نمبر 307‘ مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ آپ تکبیر سے پہلے فرمایا کرتے تھے۔ صفیں سیدھی کرلو! یہ سن کر ابولولو فیروز صف میں آپ کے مقابل کھڑا ہوگیا اور فوراً ہی آپ کے شانے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کئے‘ جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمین پر تشریف لے آئے۔ اس کے بعد اس نے اور نمازیوں پر حملہ کیا اور تیرہ افراد کو زخمی کردیا (جن سے بعد میں چھ حضرات وفات ہوگئے) چونکہ

آفتاب طلوع ہوا چاہتا تھا' اس لئے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو بہت ہی چھوٹی سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے مکان پر لائے اور آپ کو نبیذ پلائی لیکن وہ آپ کے زخموں کے راستے باہر نکل گئی' پھر آپ کو دودھ پلایا گیا' وہ بھی زخموں سے باہر نکل گیا۔ (تاریخ الخلفاء' صفحہ نمبر 306' مطبوعہ پروگیسو بکس لاہور)

شہادت

☆ ذوالحجہ کے آخری ایام میں آپ پر خنجر کا وار ابولولو فیروز (مجوسی غلام) نے کیا۔ 30 یا یکم محرم کو آپ نے شہادت کا جام پیا۔

☆ مدینے میں اندھیرا چھا گیا۔ حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنات نے غم کیا۔

☆ جب آپ شہید ہو گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سنائی دیئے گئے۔ جو شخص اسلام پر رونے والا ہو، وہ رو لے کیونکہ وہ بے ہوش ہیں اور اب ان کا زمانہ ختم ہو گیا۔ گویا دنیا ہی الٹ گئی اور اس کا بہترین شخص چل بسا۔ وہ شخص جو وعدوں پر یقین کئے بیٹھا تھا، غمزدہ ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء ص 328)

☆ طاقت کا راز

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جرأت و بہادری دیکھ کر اغیار پوچھنے لگے کہ آپ کے پاس ایسی کون سی طاقت ہے کہ سب کو للکار رہے ہیں؟ (آپ کے دور خلافت میں فتوحات کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ آپ کی شہادت کے وقت سلطنت اسلامیہ بائیس لاکھ مربع میل تک پہنچ چکی تھی)

آپ نے جواب میں فرمایا سنو ہماری طاقت کا راز کیا ہے؟ تم کو تمہارے بادشاہوں نے زندگی سے محبت کرنا سکھایا ہے اور ہمیں ہمارے آقا ﷺ نے موت سے محبت کرنا سکھایا ہے اور جسے موت سے محبت ہو جائے، وہ ناقابل تسخیر انسان بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

فضائل

حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا

(سورۂ فتح، آیت 29)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔ اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

☆ مفسرین فرماتے ہیں کہ ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ '' آپس میں رحم دل اس کا مصداق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ یوں تو ہر صحابی آپس میں رحم دل ہیں مگر اس میں شہرت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پائی۔

☆ واقعہ فیل کے چھ سال بعد آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

☆ آپ کا نام عثمان، کنیت ابوعمر، ابوعبداللہ، ابویعلیٰ ہے۔

☆ آپ ابتدائے اسلام ہی میں ایمان لائے۔ آپ ان حضرات میں سے ہیں جن کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی دعوت دی تھی۔ اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا چوتھا نمبر ہے۔

☆ قبول اسلام پر مصائب

تاریخ الخلفاء میں ہے کہ حضرت ابن سعد علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن ابراہیم علیہ الرحمہ کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو پکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دیا اور کہا تم نے آبائی مذہب چھوڑ کر ایک نیا مذہب اختیار کر لیا ہے۔ جب تک تم اس نئے مذہب کو نہیں چھوڑو گے، میں تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ اسی طرح قید میں رکھوں گا۔ یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چچا! خدا کی قسم! میں مذہب اسلام کبھی نہیں چھوڑوں گا اور اس دولت سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا۔ اسی طرح حکم بن ابی العاص نے جب آپ کو اسلام پر مستحکم اور مستقل پایا تو مجبور ہو کر آپ کو قید سے آزاد کر دیا۔

☆ذوالنورین آپ کا لقب

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ امام ابن عساکر علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسی ہستی ہیں جو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہیں اور ان کے نکاح میں سرور کائنات ﷺ کی دو صاحبزادیاں ہیں۔

حضرت امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ حضرت سہل

بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب آپ جنت کے ایک محل سے دوسرے محل میں منتقل ہوں گے تو دوبار آپ پر تجلئی نُور ہوگی۔

☆ اسلام لانے کے بعد اسلام کے لئے دو مرتبہ ہجرت کی ، پہلی حبشہ ، دوسری مدینہ منورہ

صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام طبرانی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے اہل سمیت ہجرت کی۔

☆ دو بیٹیاں دینے کا حکم رب نے دیا

صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ خطیب نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی خبر دی ہے کہ میں اپنی دو اچھی بیٹیوں یعنی رقیہ اور ام کلثوم کو عثمان سے بیاہ دوں۔

☆ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح اعلان نبوت سے پہلے سرورکونین ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن کا غزوہ بدر کے موقع پر انتقال ہوگیا تھا۔اس کے بعد آپکا نکاح حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

پیکر شرم وحیا

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ شیخین نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آنے پر اپنے کپڑے سمیٹ لئے اور فرمایا۔کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار بلاحساب جنت میں داخل

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان میری اُمّت کا سب سے زیادہ حیادار اور کریم شخص ہے۔

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔امام ابن

عساکر علیہ الرحمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں بلاحساب داخل ہوں گے، جو آگ کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کا کوئی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا

☆ تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت جیش عسرہ حضور سید عالم ﷺ نے تیار فرمایا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار دینار بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ دیناروں کو الٹتے پلٹتے جاتے اور فرماتے جاتے کہ آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دس خصائل

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت امام ابن عساکر علیہ الرحمہ نے ابن ثرالفہمی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت گیا جب آپ محصور تھے۔ اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میری دس خصلتیں اللہ تعالیٰ کے پاس

محفوظ ہیں۔

1۔میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں۔

2۔رسول کریم ﷺ نے یکے بعد دیگرے اپنی دوصاحبزادیوں کو میرے عقد میں دیا۔

3۔میں کبھی گانے بجانے میں شریک نہیں ہوا۔

4۔میں کبھی لہولعب میں مشغول نہیں ہوا۔

5۔میں نے کبھی کسی برائی اور بدی کی تمنا نہیں کی۔

6۔رسول پاک ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد میں نے کبھی اپنا سیدھا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

7۔اسلام لانے کے بعد میں نے ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک غلام آزاد کیا اگر اس وقت ممکن نہ ہوا تو بعد میں آزاد کیا۔

8۔زمانہ جاہلیت یا عہد اسلام میں کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا۔

9۔عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کبھی چوری نہیں کی۔

10۔رسول پاک ﷺ کے زمانہ کے مطابق میں نے قرآن مجید کو جمع کیا۔

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔عثمان قرآن پاک کی تلاوت کے دوران شہید ہوں

گے اور خدا عنقریب ایک قمیص پہنائے گا۔ لوگ اسے اتارنے کے خواہاں ہوں گے۔ اس کا خون اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر گرے گا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

☆ اپنے لئے احتیاط دین کیلئے سب کچھ

ایک شخص نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ بیٹی کی شادی کے لئے مدد مانگنے لگا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ عثمان کے پاس جاؤ۔ میرا سلام کہنا اور اپنا مقصد بیان کرنا۔ وہ تمہارا کام کردیں گے۔ وہ شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ ان کے در دولت پر جیسے ہی پہنچا کیا دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چراغ میں تیل زیادہ خرچ ہونے کی وجہ سے اپنی زوجہ سے جھگڑ رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ جو شخص زیادہ تیل خرچ ہونے پر اپنی زوجہ سے جھگڑا کر رہا ہو، وہ میری کیا مدد کرے گا۔ یہ سوچ کر لوٹنے کا ارادہ کیا مگر سوچنے لگا کہ سیدنا عالم ﷺ کا سلام تو پہنچا دو چنانچہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نبی پاک ﷺ کا سلام پیش کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کوئی کام ہے تو مجھے ضرور بتادو۔ اس نے ہمت کر کے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے عرض کیا۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اسے اپنے مال کی طرف لے گئے اور فرمایا۔اس میں سے جو کچھ تجھے چاہئے، لے جا۔

یہ دیکھ کر وہ شخص حیرت میں پڑ گیا اور اس سے رہا نہ گیا۔اس نے اپنا گمان بیان کیا کہ میں تو سوچ رہا تھا جو شخص چراغ میں تیل کی زیادتی پر اپنی زوجہ سے جھگڑتا ہے، وہ مجھے کیا دے گا۔

یہ سن کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ چراغ میں تیل کی زیادتی کا تعلق اپنی ذات سے تھا، اس لئے زیادہ خرچ ہونے پر افسوس ہوا لیکن جب بات آتی ہے راہ خدا میں خرچ کرنے کی تو پھر عثمان اپنے خزانوں کا منہ کھول دیتا ہے۔

آپ کی سیرت

☆ تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک جمعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زرد رنگ کا لباس پہنے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر تشریف لے جا کر لوگوں سے بازار کے بھاؤ، ان کے کوائف، مریضوں کے حالات دریافت فرما رہے تھے اور موذن جمعہ کی اذان دینے کی تیاری کر رہا تھا۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو اٹھ کر خود ہی وضو کا سامان فراہم کر لیتے تھے، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی غلام کو بیدا کر لیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں غلام کو جگانا مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ رات کو وہ بھی آرام کر رہے ہوتے ہیں۔

☆ آپ نے سب سے پہلے لوگوں کے لئے جاگیریں مقرر فرمائیں۔ مساجد میں بخورات جلانے کا رواج آپ نے ہی دیا۔ جمعہ کے دن پہلی اذان کی ابتداء بھی آپ نے کروائی۔

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

☆ سازش کے ذریعہ باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ چالیس دن تک آپ کو بھوکا پیاسا قید میں رکھا گیا۔

قرۃ العینین ص 138 پر ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (18 ذی الحجہ) صبح کے وقت بیان فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ روزہ ہمارے پاس کھولنا۔

35ھ ماہ ذی الحجہ کی 18 تاریخ جمعہ کے دن باغیوں نے گھر میں گھس کر خطرناک وار کیا۔ اس وقت آپ قرآن پڑھ رہے تھے۔ آپ کے خون کا

قطرہ قرآن کی آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرا اورآپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔شہادت کے وقت آپ کی عمر بیاسی برس تھی۔مغرب وعشاء کے درمیان آپ کی نماز جنازہ ہوئی۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کوحش کوکب کے مقام پر جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور سب سے آخری فتنہ خروج دجال کا ہوگا۔

☆ امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوشہید کرکے لوگوں نے اسلام کے مضبوط قلعہ میں ایسا رخنہ ڈال دیا جو قیامت تک بند نہیں ہوگا۔خلافت مدینہ والوں کا حق تھا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کوشہید کرکے انہوں نے خلافت کا اس طرح خاتمہ کیا کہ پھر کبھی مدینہ والوں کوخلافت نصیب نہیں ہوگی۔(چنانچہ ایسا ہی ہوا)

حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرشتوں نے اسلامی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد ترک کردی۔ آپ کی شہادت سے پہلے تک مسلمانوں میں رویت ہلال کے سلسلہ میں کبھی

اختلاف نہیں ہوا۔(تاریخ الخلفاء)

امام ابن عساکر علیہ الرحمہ، حضرت عبدالرحمن بن مہدی علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اندر دو خصلتیں ایسی تھیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہم میں بھی وہ موجود نہ تھیں۔پہلی یہ تھی کہ شہادت کے وقت تک اپنے نفس پر صابر رہے۔دوسری یہ تھی کہ ایک مصحف (قرآن جمع کرنے) پر تمام مسلمانوں کو جمع فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے۔آپ کے مزار پُرانوار پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

فضائل

حضرت مولا علی شیر خدا

کرم اللہ وجہ الکریم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

القرآن: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ تَرَاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا
(سورۂ فتح، آیت 29)

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ فتح سے انتیسویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی اس نشست میں آپ کے سامنے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا

مولاعلی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہوا

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے۔اللہ کا فضل ورضا چاہتے۔

☆ مفسرین فرماتے ہیں تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، سے مراد مولاعلی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔

☆ولادت

13 رجب المرجب کو کعبۃ اللہ شریف کے اندر آپ کی ولادت ہوئی۔اسی وجہ سے آپ کو مولود کعبہ بھی کہا جاتا ہے۔آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم سب سے پہلے ایمان لائیں اور ہجرت کی۔(تاریخ الخلفاء)

کنیت

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب رکھی۔مولاعلی شیر خدا رضی اللہ

عنہ کے نزدیک اپنے ناموں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ابوتراب کی کنیت تھی اور آپ اسی سے پکارے جانے سے خوش ہوتے کیونکہ یہ کنیت آپ کو بارگاہ رسالت سے عطا ہوئی تھی۔

قبول اسلام

تاریخ الخلفاء میں امام سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔امام ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ نے مولاعلی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مولاعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول پاک ﷺ نے اعلان نبوت پیر کے دن فرمایا اور میں منگل کے دن ایمان لایا۔اسلام لاتے وقت آپ کی عمر دس برس تھی اور نو اور آٹھ بھی کہا گیا ہے۔

☆ تاریخ الخلفاء میں ہے کہ آپ سے 586 احادیث مروی ہیں۔

شانِ مولاعلی رضی اللہ عنہ احادیث کی روشنی میں

☆ امام ترمذی علیہ الرحمہ، ترمذی شریف میں حدیث 3720 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مؤاخات فرمادیں (یعنی ایک کو ایک کا بھائی بنادیا) مولاعلی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے

اورعرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے صحابہ میں مئواخات فرمادیں جبکہ مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا۔ یہ سن کر نبی پاک ﷺ فرمانے لگے۔اے علی رضی اللہ عنہ آپ تو دنیاوآخرت میں میرے بھائی ہیں۔

☆سنن ترمذی حدیث 3717: نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔منافق علی سے محبت نہیں کرتااورمومن علی سے بغض نہیں رکھتا۔

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجرمکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں۔ امام طبرانی اورامام حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ ابن مسعودرضی اللہ عنہ سے بیان کیاہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔

☆صوادق المحرقہ میں امام ابن حجرمکی علیہ الرحمہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔علی جنت میں یوں چمکے گا جیسے اہل دنیاکے لئے صبح کاستارہ چمکتاہے۔

☆مولاعلی رضی اللہ عنہ کی خلفائے ثلاثہ سے محبت

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت جعفربن محمد علیہ الرحمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مولاعلی رضی اللہ عنہ

سے دریافت کیا کہ میں نے خطبہ میں آپ کو فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی تو نے ہدایت یاب خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی۔ ازراہ کرم مجھے ان ہدایت یاب خلفائے راشدین کے نام بتا دیں، یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا۔ میرے دوست ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان میں سے ہر ایک امام، ہدیٰ اور شیخ الاسلام تھا۔ رسول پاک ﷺ کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے جس شخص نے ان کی پیروی کی، وہ رب تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہوگیا۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز فیصلے دست مصطفی ﷺ کی برکات ہیں

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں فرماتے ہیں کہ امام حاکم علیہ الرحمہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ نے مجھے یمن کی جانب قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں تو ابھی الھڑ جوان ہوں، ناتجربہ کار جو معاملات طے کرنا نہیں جانتا اور آپ ﷺ مجھے یمن بھیجتے ہیں؟ یہ سن کر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا۔ الٰہی جل جلالہ! اس کے قلب کو روشن فرما دے۔ اس کی زبان کو تاثیر عطا فرما دے۔ قسم

ہے اس خدا کی جس کے حکم سے بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں کہ اس دعا کے بعد سے پھر مجھے کسی مقدمہ کے فیصلے میں دشواری نہیں ہوئی، بغیر کسی شک و شبہ کے ہر مقدمے میں نے درست فیصلہ دیا۔

☆ آپ کے دور خلافت میں دو عورتوں کے مابین جھگڑا ہوا۔ دونوں کا دعویٰ تھا کہ لڑکا میرا ہے، معاملہ اتنا بڑھا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں فیصلہ کے لئے آیا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دونوں عورتیں الگ الگ برتن میں اپنا دودھ لے آئیں۔ ایک کا دودھ ہلکا نکلا، دوسری کا بھاری نکلا۔

مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جس عورت کا دودھ بھاری ہے، اسے لڑکا دے دیا جائے۔ لوگوں نے استفسار کیا کہ یہ کیسا فیصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ قرآن مجید کا فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کے مقابلے میں برتری عطا فرمائی۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی روحانی قوت

خطیب بغدادی علیہ الرحمہ تاریخ بغداد میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کا طاقت وقوت کا چرچہ سن کر کہ مولا علی رضی اللہ عنہ شیر خدا ہیں اور ایسی قوت ان کو عطا ہوئی ہے کہ خیبر کا دروازہ جسے اَسّی صحابہ کرام علیہم الرضوان اٹھا

نہ سکے۔ اکیلے مولا علی رضی اللہ عنہ نے اٹھالیا۔ ملاقات وزیارت کے شوق میں کوفے پہنچ گیا۔ جب کوفے پہنچا تو مغرب کا وقت ہو چکا تھا۔ وہ کوفہ کی جامع مسجد پہنچا۔ کیا دیکھا کہ لوگ افطار کر رہے ہیں۔ اچانک اس کی نگاہ کونے میں ایک بزرگ پر پڑی جو کہ سوکھی روٹی کے ٹکڑے تناول فرمارہے تھے۔ کافی کوشش کرتے سوکھی روٹی چبانے کی مگر چبا نہ سکتے۔ اس شخص کو رحم آیا اور ارادہ کیا کہ نماز مغرب کے بعد لنگر خانہ میں جا کر تازہ روٹیاں لا کر ان بزرگ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

نماز مغرب پڑھ کر وہ شخص لنگر خانہ میں پہنچا اور روٹیاں اٹھا کر لے جا رہا تھا کہ لنگر خانہ کے ناظم نے اسے پکڑ لیا کہ تو روٹیاں چرا کے کہاں لے جا رہا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں تو کوفہ مولا علی رضی اللہ عنہ سے ملنے آیا تھا اور پورا حال بیان کیا۔ لنگر خانہ کا ناظم پوچھنے لگا۔ جن بزرگ کو تم نے دیکھا تھا۔ ان کا حلیہ کیا تھا۔ حلیہ سن کر وہ ناظم کہنے لگا۔ ارے وہی تو مولا علی رضی اللہ عنہ ہیں جن سے ملنے تم یہاں آئے ہو۔

وہ شخص حیران ہو کر سوچنے لگا کہ میں نے تو مولا علی رضی اللہ عنہ کی قوت کے بڑے چرچے سنے ہیں مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ سے سوکھی روٹی نہیں چبائی جا رہی؟

یہ سوچتے ہوئے مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور پہنچ کر پوچھنے لگا کہ آپ نے تو خیبر کا دروازہ اکیلے اٹھا لیا تھا مگر تھوڑی دیر قبل آپ سے روٹی نہیں چبا پا رہے تھے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟

مولا علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے جس وقت میں نے خیبر کا دروازہ اٹھایا اس وقت اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی مجھ پر اتنی بارشیں ہو رہی تھیں کہ اگر خیبر کے دروازے کی جگہ کوہ قاف (طویل پہاڑ) بھی ہوتا تو اسے بھی اٹھا لیتا۔ اور یہ میری ذاتی قوت ہے کہ سوکھی روٹی بھی چبائی نہیں جاتی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے جب حالت استغراق میں ہوتے ہیں، اس وقت ان پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی ایسی بارشیں ہونا شروع ہو جاتی ہیں کہ وہ بڑے بڑے کام کر جاتے ہیں اور اس وقت ان کی روحانی طاقت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرورِ کونین ﷺ کی محبت

نبی پاک ﷺ، مولا علی رضی اللہ عنہ سے بے حد محبت فرماتے ہیں، ہمہ وقت ان کا ذکر کرتے اور جب بھی جو کچھ مانگتے یا مانگنے کا ارادہ کرتے، پیارے محبوب ﷺ انہیں عطا فرما دیتے چنانچہ اس ضمن میں احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

☆ امام ترمذی، ترمذی شریف کتاب المناقب میں حدیث 3722 نقل کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن ہند جملی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر میں نبی پاک ﷺ سے کوئی چیز مانگتا تو آپ ﷺ مجھے عطا فرماتے اور اگر خاموش رہتا تو بھی پہلے مجھے ہی دیتے۔

☆ ترمذی شریف کتاب المناقب حدیث نمبر 3868 میں ہے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ کو عورتوں میں سب سے زیادہ محبوب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور مردوں میں سب سے زیادہ محبوب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

☆ مسند امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ میں حدیث 11835 ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی شکایت کی۔ تو سرور کونین ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ پس میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! علی کی شکایت نہ کرو۔ اللہ کی قسم وہ اپنی ذات میں یا اللہ کے راستہ میں بہت سخت ہے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ کی ملائکہ کے ذریعہ مدد

☆ کنزالعمال شریف جلد 6، ص 412 میں ہے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ نے ایک تقریر کے دوران فرمایا کہ سرکار ﷺ جب مولا علی رضی اللہ عنہ کو کسی جہاد میں روانہ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے سیدھی طرف حضرت جبریل علیہ السلام اور الٹی جانب حضرت میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت کر واپس آ جاتے تھے یعنی جہاد میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت جبریل و میکائیل علیہم السلام رہا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی امداد سے مولا علی رضی اللہ عنہ اس جنگ کو جیت لیتے تھے۔

شہادت مولا علی رضی اللہ عنہ کی بشارت

☆ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ دو آدمی بڑے بدبخت ہیں۔ ایک قوم ثمود کا احمیر جس نے (حضرت صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور اے علی دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مار کر داڑھی کو تر کردے گا۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

امام سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل کرتے ہیں کہ 17 رمضان المبارک 40ھ کو مولا علی رضی اللہ عنہ نے علی الصبح بیدار ہوکر اپنے صاحبزادے

امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں رسول پاک ﷺ سے شکایت کی ہے کہ آپ کی اُمّت نے ساتھ کج روی اختیار کی ہے کہ اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے آپ ﷺ نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ الٰہی جل جلالہ! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بدتر ہو۔

ابھی آپ یہ دعا فرما رہے تھے کہ اتنے میں ابن نباح موذن نے آ کر آواز دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ! چنانچہ مولا علی رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے۔ راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھے کہ اتنے میں ابن ملجم (معلون) سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جا کر ٹھہری۔ اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑ لیا۔ یہ زخم بہت شدید تھا پھر بھی مولا علی رضی اللہ عنہ جمعہ و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب آپ کی روح قفس انصری سے پرواز کر گئی۔

امام حسن و حسین و عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور نجف اشرف میں سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کا مزار فیوض الانوار مرجع الخلائق ہے۔

☆مولا علی رضی اللہ عنہ کے ایمان افروز اقوال

1۔بغیر مانگے کچھ دینا سخاوت ہے اور مانگنے والے کو دینا بخشش ہے۔

2۔گناہوں کی دنیاوی سزا یہ ہے کہ عبادت میں سستی ظاہر ہوتی ہے۔ روزگار میں تنگی پیدا ہوجاتی ہے۔لذت میں قلت واقع ہوجاتی ہے اور حلال کی خواہش اسی شخص میں پائی جاسکتی ہے جو حرام کمائی چھوڑ دینے کی مکمل کوشش کرتا ہے۔

3۔ابن ملجم (ملعون) کے زخمی کرنے کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ بارگاہ مولا علی رضی اللہ عنہ میں اشک دیدہ حاضر ہوئے تو مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر سے فرمایا۔ بیٹا آٹھ باتیں یاد رکھنا۔

1۔سب سے بڑی دولت عقل مندی ہے۔

2۔سب سے زیادہ افلاس، محتاجی، بے وقوفی وحمایت ہے

3۔سب سے زیادہ وحشت وگھبراہٹ تکبر ہے۔

4۔سب سے زیادہ بزرگ وکرم، خوش اخلاقی اور اچھا کردار ہے۔

5۔عالم کو کسی مسئلے کی دریافت پر جبکہ وہ اس مسئلے سے ناواقف ہو، جواباً یہ

کہنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہئے کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں۔

6۔صبر و ایمان کی مثال سر اور جسم کی سی ہے جب صبر جاتا ہے تو ایمان بھی رخصت ہوجاتا ہے۔اسی طرح جب سر جدا ہوگیا تو جسم کی قوت بھی بالکل ختم ہوجاتی ہے۔

7۔جب مجھ سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کے جواب میں، میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں تو اس وقت مجھے خوب راحت پہنچتی ہے اور میرا یہ جواب خود مجھے پسند و مرغوب ہے۔

8۔لوگوں میں عدل و انصاف کرنے والے پر واجب ہے کہ دوسروں کے لئے پسند کرے،وہی اپنے لئے پسند کرے۔

اللہ تعالیٰ مولا علی رضی اللہ عنہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے مزار پرانوار پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔آمین ثم آمین

فضائلِ اہلبیت اطہار

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور صحابہ کرام علیہم الرضوان

اور اہلبیتِ اطہار علیہم الرضوان

آپس کی محبت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ وَیُطَہِّرَکُمْ تَطْہِیْرًا

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْم وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاہِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ احزاب کی 33ویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر اسے قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی یہ محفل اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی یاد میں سجائی گئی ہے۔ نبی پاک ﷺ اپنے اہلبیت سے بے حد محبت فرماتے تھے حتیٰ کہ جو شخص اہلبیت سے محبت رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اس شخص سے بھی محبت

فرماتے ہیں۔

اہلبیت اطہار کی اس سے بڑھ کر کیا شان ہوگی کہ عالمین کے پروردگار جل جلالہ نے اپنے پاک کلام میں ان کی پاکی کا اعلان فرمایا ہے۔

چنانچہ سورۂ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے۔

☆ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُذۡهِبَ عَنۡكُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِیۡرًا (سورہ احزاب، آیت 33)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، سرکار ﷺ کے اہلبیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہلبیت سے نہیں؟ انہوں نے فرمایا آپ کی ازواج بھی اہلبیت میں سے ہیں لیکن آپ کے اہلبیت وہ بھی ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کر دیا گیا۔ پوچھا گیا، وہ کون ہیں؟ فرمایا، وہ آلِ علی، آلِ عقیل، آلِ جعفر اور آلِ عباس ہیں۔

☆ مصنف عبدالرزاق: سنن الکبریٰ للبیہقی: طبرانی فی الکبیر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن

میرے حسب ونسب کے سوا ہر سلسلۂ نسب منقطع ہو جائے گا۔ ہر بیٹے کی نسبت باپ کی طرف ہوتی ہے، سوائے اولادِ فاطمہ کے کہ ان کا باپ بھی میں ہی ہوں اور ان کا نسب بھی میں ہی ہوں۔

☆ میں تبلیغِ رسالت پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تفسیرِ کبیر میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آقا و مولیٰ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے بہت سا مال جمع کر کے بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش کیا اور عرض گزار ہوئے۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ یہ مال آپ کی نذر ہے، قبول فرمائیے۔ نبی پاک ﷺ نے وہ اموال واپس فرما دیئے اور فرمایا۔ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔ اس پر قرآن مجید فرقان حمید کی یہ آیت نازل ہوئی۔

☆ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

وَمَنۡ يَّقۡتَرِفۡ حَسَنَةً نَّزِدۡ لَهٗ فِيۡهَا حُسۡنًا

(سورۂ شوریٰ آیت 23)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ اور جو نیک کام کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں۔

☆ امام احمد روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے۔ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے بیٹے حسن اور حسین۔

سب سے پہلے جنت میں اہلبیت داخل ہوں گے

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 950: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: سرکار ﷺ نے مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ بے شک پہلے چار اشخاص جو جنت میں داخل ہوں گے، وہ میں، تم، حسن اور حسین ہوں گے اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے ہوگی (یعنی ہمارے بعد وہ داخل ہوگی) اور ہماری بیویاں ہماری اولاد کے پیچھے ہوں گی (یعنی ان کے بعد جنت میں داخل ہوں گی) اور ہمارے چاہنے والے ہماری دائیں جانب اور بائیں جانب ہوں گے۔

اہلبیت سے بھلائی کا بدلہ رسول اللہ ﷺ عطا فرمائینگے

☆ طبرانی معجم الاوسط حدیث 1446: حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سرکار ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھلائی کی اور وہ اس کا بدلہ اس دنیا میں نہ چکا سکا تو اس کا بدلہ چکانا کل (قیامت کے روز) میرے ذمہ ہے، جب وہ مجھ سے ملاقات کرے گا۔

اہلبیت کی محبت نجات کا پروانہ ہے

☆ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ شفاء شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا۔ آل محمد ﷺ کی محبت آگ سے نجات ہے۔ آل محمد ﷺ کی محبت پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ ہے، آل محمد ﷺ کی دوستی عذاب سے امان کا پروانہ ہے۔

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہلبیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہلبیت

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ

☆ جامع الصغیر: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اپنی اولاد کو تین چیزیں

سکھاؤ۔اپنے نبی کی محبت،اہلبیت کی محبت اورقرآن پڑھنا۔

محبتِ اہلبیت پرانعام

☆ دیلمی مسند الفردوس حدیث 135: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میں درخت ہوں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے پھل کی ابتدائی حالت ہے......اور علی اس کے پھول کو منتقل کرنے والا، اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اس درخت کا پھل ہیں اور اہلبیت سے محبت کرنے والے اس درخت کے اوراق ہیں۔ وہ یقینا یقینا جنت میں (داخل ہونے والے) ہیں۔

☆ دیلمی فی مسند الفردوس حدیث 1385 حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے چاہنے والوں کو آگ سے بچا لیا ہے۔

اہلبیت کی محبت ایمان کی نشانی

☆ طبرانی معجم الکبیر حدیث 6416: حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک

مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میرے اہلبیت اسے اس کے اہل خانہ سے محبوب تر نہ ہو جاؤں اور میری اولاد اسے اپنی اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے اور میری ذات اسے اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو جائے۔

عشقِ اہلبیت میں مرنے والے کے لئے جنت

☆ دیلمی فی مسند الفردوس حدیث 2721: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا اہلبیت کی ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو اسی محبت پر فوت ہوا، وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اہلبیت سے محبت کرنے والے خوش نصیب ہیں

☆ دیلمی فی مسند الفردوس حدیث 2974: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر کسی کو نصیب ہو جائیں تو وہ آخرت کے عمل کا تارک نہیں ہوسکتا (اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں) نیک بیوی، نیک اولاد، لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت، اور اپنے ملک میں روزگار اور آل محمد ﷺ کی محبت۔

سادات کی مدد کرنے والے کے لئے شفاعت

☆ کنزالعمال حدیث 34180: حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: چار اشخاص ایسے ہیں قیامت کے روز جن کے لئے میں شفاعت کرنے والا ہوں گا (اور وہ یہ ہیں) میری اولاد کی عزت وتکریم کرنے والا، اور ان کی حاجات کو پورا کرنے والا اور ان کے معاملات کے لئے تگ ودو کرنے والا جب وہ مجبور ہو کر اس کے پاس آئیں اور دل وجان سے ان سے محبت کرنے والا۔

اہلبیت سے بغض رکھنے والے جہنمی ہیں

☆ طبرانی فی معجم الاوسط حدیث 4002: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے، پس میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! جو ہمارے اہلبیت سے بغض رکھتا ہے۔ اللہ اسے روز قیامت یہودیوں کے ساتھ جمع کرے گا تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور اپنے آپ کو مسلمان گمان ہی کیوں نہ کرتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ روزہ اور نماز کا پابند ہی کیوں نہ ہو اور خود کو مسلمان تصور کرتا ہو۔

☆ امام طبرانی، اور امام حاکم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مقیم ہو، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو اور اس حالت میں مرے کہ میرے اہلبیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اہلبیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں
لعنت اللہ علیکم دشمنان اہلبیت

صحابہ واہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں محبت

ایک عرصہ سے بعض شرپسند اُمّت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کی بھرپور کوشش میں سرگرم عمل ہیں۔ اس ناپاک ارادے کی تکمیل کے لئے من گھڑت باتیں پھیلانا شروع کیں۔ ان باتوں میں سے ایک من گھڑت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان میں آپس میں رنجشیں اور نفرتیں تھیں۔ ایسی من گھڑت بات پھیلا کر وہ مسلمانوں کے دلوں سے عظمت صحابہ کم کرنے کی ناکام کوششوں میں لگے ہیں۔ اگر سیرت کی کتابوں کا تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان خصوصا صدیق اکبر، فاروق اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما اور اہلبیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین بہت محبتیں تھیں۔ ایک دوسرے کی عزت، احترام بڑھ

چڑھ کر کرتے تھے۔ آج سیرت کی کتب میں ان کی شاندار مثالیں موجود ہیں۔ آیئے ہم ان میں سے کچھ ایسی باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جنہیں سن کر آپ یہ کہہ اٹھیں گے کہ واقعی ایسی محبتوں کی مثال نہیں ملتی جو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہلبیت اطہار علیہم الرضوان کے مابین تھیں۔

☆حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کی آپس میں محبت

صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 269 پر امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ ابا جان! آپ اکثر محفل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو کیوں تکتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سرور کونین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

ہمارا سوال

اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کی عداوت ہوتی تو کیا وہ اس روایت کو بیان فرماتیں؟

اور اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں مولا علی رضی اللہ عنہ کے لئے عداوت ہوتی تو کیا وہ مجلس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو تکتے رہتے؟ ہرگز نہیں! لہٰذا ثابت ہوا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت تھی، عداوت نہیں تھی۔

☆ تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ میں نے خطبہ میں آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اے اللہ! ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما، جیسی تو نے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی۔ از راہ کرم آپ مجھے ان ہدایات یافتہ خلفائے راشدین کے نام بتادیں۔ یہ سن کر مولا علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا۔

وہ میرے دوست ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تھے۔ ان میں سے ہر ایک ہدایت کا امام اور شیخ الاسلام تھا۔ سرکار ﷺ کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے۔ جس شخص نے ان کی پیروی کی، وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہو گیا۔

☆ صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 269 پر ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرکار ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ آئے اور سلام کر کے کھڑے ہو گئے۔ سرکار ﷺ منتظر رہے کہ دیکھیں،

کون ان کے لئے جگہ بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور فرمایا۔ اے ابوالحسن! یہاں تشریف لے آیئے۔

مولا علی رضی اللہ عنہ، سرکار ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس پر آقا ﷺ کے چہرۂ نور پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ اہل فضل کی فضیلت کو صاحبِ فضل ہی جانتا ہے۔

☆ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ جلد 2 صفحہ نمبر 155: قیس ابن ابی حازم روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔ مولیٰ علی نے پوچھا۔ آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پل صراط پر سلامتی سے وہی گزرے گا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ پروانہ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ پروانہ صرف اسی کو دینا جس کے دل میں ابوبکر کی محبت ہو۔

☆ تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 100 پر ہے: مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایک دن مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے نرغہ میں لے لیا۔ وہ آپ کو گھسیٹ

رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم وہی ہو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے......خدا کی قسم! کسی کو ان مشرکین سے مقابلہ کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے ابوبکر کے۔ وہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر اور دھکے دے دے کر ہٹاتے جاتے اور فرماتے جاتے، تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو ایذا پہنچا رہے ہو، جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب صرف اللہ ہے۔

یہ فرما کر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا اے لوگو! یہ بتاؤ کہ آلِ فرعون کا مومن اچھا تھا یا ابوبکر اچھے تھے؟

لوگ یہ سن کر خاموش رہے تو مولیٰ نے پھر فرمایا لوگو! جواب کیوں نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک لمحہ آلِ فرعون کے مومن کی ہزار ساعتوں سے بہتر اور برتر ہے کیونکہ وہ لوگ اپنا ایمان ڈر کی وجہ سے چھپاتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار علی الاعلان کیا۔

☆ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ تاریخ الخلفاء میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا اور وہ صرف ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔ کوئی صحیفہ والا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا یہ کپڑا اوڑھنے والا رب تعالیٰ کو محبوب ہے۔

حدیث شریف = حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ (بخاری شریف حدیث نمبر 3671)

حدیث: طبرانی معجم الاوسط حدیث 3920: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مولیٰ علی کے گھر میں داخل ہوا۔ میں نے عرض کی۔ اے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل شخص! تو آپ نے فرمایا۔ اے ابو جحیفہ! کیا تجھے بتاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اے ابو جحیفہ! تجھ پر افسوس ہے، میری محبت اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دشمنی کسی مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتی اور نہ میری دشمنی اور ابوبکر و عمر کی محبت کسی مومن کے دل میں جمع ہوسکتی ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں محبت

☆ کتاب ازالۃ الخفاء میں شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دور فاروقی میں مدائن کی فتح کے بعد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں مال غنیمت جمع کر کے تقسیم کرنا شروع کیا۔ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزا درہم نذر کئے' آپ کے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو انہیں بھی پانچ سو درہم نذر کئے پھر امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں ایک ہزار درہم دیئے۔ انہوں نے عرض کی، اے امیر المومنین! جب میں عہد رسالت میں جہاد کیا کرتا تھا، اس وقت حسن و حسین بچے تھے اور گلیوں میں کھیلا کرتے تھے جبکہ آپ نے انہیں ہزار ہزار اور مجھے 500 درہم دیئے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم عمر کے بیٹے ہو جبکہ ان کے والد علی المرتضیٰ، والدہ فاطمۃ الزہرا، نانا سرکار ﷺ، نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی ام ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ، خالہ رقیہ وام کلثوم و زینب۔ اگر تمہیں ایسی فضیلت ملتی تو تم ہزار درہم کا مطالبہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے۔

جب اس واقعہ کی خبر مولا علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عمر اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بعض صحابہ کے ہمراہ مولیٰ علی کے گھر تشریف لائے اور دریافت کیا۔ اے علی! کیا

تم نے سنا ہے کہ آقا ﷺ نے مجھے اہل جنت کا چراغ فرمایا ہے۔ مولیٰ نے فرمایا۔ ہاں میں نے خود سنا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے علی! میری خواہش ہے کہ آپ میرے لئے تحریر کردیں۔ مولیٰ نے یہ حدیث لکھی۔

یہ وہ بات ہے جس کے ضامن علی ابن ابی طالب ہیں۔ عمر بن خطاب کے لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ان سے جبریل نے، ان سے رب تعالیٰ نے کہ۔

عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں

مولیٰ کی یہ تحریر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لے لی اور وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔ چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد وہ تحریر آپ کے کفن میں رکھ دی گئی۔

☆ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ صواعق المحرقہ میں نقل فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ دو بدو کسی جھگڑے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا فیصلہ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک بولا، یہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا۔ تیرا برا ہو، تجھے علم ہے کہ یہ کون

ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے مولا ہیں اور جس کے یہ مولا نہیں، وہ مومن ہی نہیں۔

☆ تاریخ الخلفاء میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں، جب تم صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فراموش نہ کرو۔

☆ امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ اپنی کتاب صواعق المحرقہ صفحہ نمبر 272 پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امور سلطنت انجام دیتے وقت کسی سے بھی نہیں ملتے تھے۔ایک دن آپ رضی اللہ عنہ امور سلطنت انجام دینے میں مصروف تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ملاقات کی غرض سے گئے۔ مگر آپ رضی اللہ عنہ نے ملنے کی اجازت نہ دی۔ اتفاق سے اسی وقت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بھی ملنے کے لئے تشریف لائے تھے مگر جب انہوں نے یہ دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو ملاقات کی اجازت نہیں دی، تو مجھے کیا دیں گے۔ یہ سوچ کر امام حسن رضی اللہ عنہ بغیر بتائے تشریف لے جانے لگے۔ خادم نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر دی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تھے۔ یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے ان کے پیچھے تشریف لے گئے اور کہنے

لگے کہ صاحبزادے! آپ کیوں واپس لوٹ گئے۔ اپنے آنے کی اطلاع بھی نہیں دی۔ یہ سن کر امام حسن رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو ملنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کیا اجازت دیں گے؟ یہ سوچ کر میں لوٹ گیا۔

یہ سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ وہ عمر کا بیٹا ہے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ اس لئے آپ اجازت کے زیادہ حقدار ہیں۔ عمر کو جو عزت ملی، وہ اللہ تعالیٰ کے بعد اس کے رسول ﷺ اور اہلبیت کے ذریعے ملی ہے۔

☆ سیدہ فاطمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہن میں محبت

ترمذی شریف میں ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں سے رسول پاک ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ تو آپ فرماتی ہیں، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرماتی ہیں، ان کے شوہر یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

بخاری شریف میں ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے کہ لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا؟ آپ فرماتی ہیں،

عائشہ رضی اللہ عنہا۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ان کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ معلوم ہوا کہ صحابہ و اہلبیت رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں بہت محبتیں اور الفتیں تھیں، اگر ان کے درمیان کوئی ذاتی رنجشیں ہوتیں تو کبھی ایک دوسرے کی فضیلتیں بیان نہ کرتے۔

☆ ائمہ اہلبیت کے دل میں شیخین رضی اللہ عنہما کی محبت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ سے تلوار پر سونے کا دستہ چڑھانے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر سونے کا دستہ چڑھایا تھا۔ میں نے عرض کی کہ آپ بھی انہیں ''صدیق'' کہتے ہیں؟ تو آپ فورا کھڑے ہو گئے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا ہاں! میں بھی انہیں ''صدیق'' کہتا ہوں جو انہیں صدیق نہ کہے، دنیا و آخرت میں رب تعالیٰ اس کی بات کو سچی ثابت نہ کرے (ابن جوزی، دارقطنی، صواعق المحرقہ)

☆ دارقطنی، صواعق المحرقہ: حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اپنی بیزاری ظاہر

کرے۔اللہ کی قسم! وہ اصل میں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہمیں فتنہ پرستوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہئے۔اپنے سچے عقیدے پر ثابت قدم رہنا چاہئے۔رب تعالیٰ ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہر قسم کی گستاخی اور بےادبی سے محفوظ رکھے۔آمین ثم آمین

سراج الامہ حضور سیدی نعمان
بن ثابت المعروف
امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ
اور فقہ حنفی

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ یونس سے ایک آیت کا کچھ حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محترم حضرات! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ یہ مہینہ شعبان المعظم کا ہے اور اس مہینے سے ہماری کئی یادیں وابستہ ہیں۔ ان میں سے ایک بہت اہم یاد جو

اس مہینہ سے وابستہ ہے‘ وہ مسلمانوں کے امام سراج الامہ حضور سیدی نعمان بن ثابت المعروف امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی ہے۔ بعض مورخین کے نزدیک یکم شعبان المعظم آپ علیہ الرحمہ کا یوم وصال ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ جیسے عظیم محسن کا دن آئے اور ہم ان کا ذکر خیر نہ کریں‘ یہ سراسر ناانصافی کہلائے گی لہٰذا آج کی اس نشست میں ہم امام اعظم علیہ الرحمہ کے حالات‘ ان کی سیرت اور فقہ حنفی کے حوالے سے کچھ بیان کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

☆80ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

☆آپ کا اصل نام نعمان ہے۔

☆آپ کا سلسلہ نسب: نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان بن قیس بن یزد بن شہریار بن نوشیراں (حدائق الحنفیہ ازمولانا فقیر محمد جہلمی ص 24، لاہور)

☆آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا کا فیضان ہیں

آپ کے دادا، حضرت زوطی رضی اللہ عنہ نے فارس سے ہجرت کرکے کوفہ میں سکونت اختیار فرمائی کیونکہ کوفہ اس زمانہ میں دارالخلافہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور تھا۔ آپ کے دادا اکثر اوقات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت زوطی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے حضرت ثابت علیہ الرحمہ کو لے کر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں لیا اور خوب دعائیں دیں۔اسی دعاؤں کی برکت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

☆امام اعظم رضی اللہ عنہ، رسول پاک ﷺ کی بشارت ہیں

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر علم ثریا کے پاس بھی ہوتو فارس کا ایک شخص اسے پالے گا۔(مسلم شریف)

امام شامی علیہ الرحمہ ردالمختار جلد اول، ص 49 پر نقل فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح اور قابل اعتماد اصل ہے جس میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی بشارت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے شاگرد حضرت شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام سیوطی علیہ الرحمہ کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ اس حدیث کا اشارہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی طرف ہے کیونکہ اہل فارس

میں سے کوئی بھی ان کے علاوہ علمی مقام کو حاصل نہ کر سکا۔

☆حلیہ مبارک

الخیرات الحسان ص 76 پر ہے کہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ امام اعظم علیہ الرحمہ میانہ قد اور حسین ترین انسان تھے۔ بے حد فصیح و بلیغ اور خوش آواز، گندم گوں اور بارعب شخصیت تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آپ خوبصورت اور خوش پوش تھے۔ عطر بکثرت استعمال کرتے تھے، سیاہ ٹوپی لمبی زیب تن فرماتے اور قیمتی لباس پہنتے تھے۔

☆تعلیم و تربیت

امام اعظم علیہ الرحمہ کے بچپن کا زمانہ بہت کٹھن تھا۔ فتنوں کا دور دورہ تھا۔ حجاج بن یوسف جیسا ظالم عراق کا گورنر تھا۔ ہر طرف اس کے ظلم و ستم کا سکہ چل رہا تھا۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ ایک روز بازار سے گزر رہے تھے۔ راستے میں امام شعبی علیہ الرحمہ کا مکان پڑا جو کوفہ کے نامور محدث و امام تھے۔ آپ نے امام اعظم علیہ الرحمہ کو بلا کر پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کیا فلاں سوداگر کے پاس

امام شعبی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔کس کے پاس پڑھتے ہو؟ عرض کیا کسی سے بھی نہیں پڑھتا ہوں۔ امام شعبی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔تم علم حاصل کرو۔ علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو' میں تمہاری پیشانی میں سعادت وخوش بختی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ اس نصیحت کا امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر بے حد اثر ہوا اور تہیہ کرلیا کہ تجارت و کاروبار کے ساتھ ساتھ تحصیل علم بھی کروں گا۔

(الخیرات الحسان، ص75)

کوفہ میں ان دنوں حضرت حماد علیہ الرحمہ جیسے فقیہ وقت محدث وقت موجود تھے۔ آپ حضرت حماد علیہ الرحمہ کے حلقۂ درس میں بیٹھ گئے۔ آپ کو طلباء کی پچھلی صفوں میں بٹھا دیا گیا۔لیکن جب آپ کے علمی جوہر کھلے تو حضرت امام حماد علیہ الرحمہ نے آپ کو طلباء کی سب سے پہلی صف میں بیٹھنے کا حکم دیا۔

☆اساتذہ کی تعداد

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ اور بصرہ کا کوئی محدث نہیں چھوڑا جس کے پاس نہ گیا ہوں۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد 99 ہے۔ امام ذہبی علیہ الرحمہ نے آپ کے اساتذہ کی تعداد 290 بتلائی ہے۔ اٹھارہ سال طالب علمی میں گزارے۔

☆استاد کا ادب

الخیرات الحسان ص 82 پر نقل ہے کہ امام اعظم علیہ الرحمہ زندگی بھر اپنے استاد حضرت حماد علیہ الرحمہ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے حالانکہ آپ کے مکان اور استاد کے مکان کے درمیان تقریباً سات گلیاں پڑتی تھیں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ملاقات

امام اعظم علیہ الرحمہ متعدد صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اس لئے آپ زمرۂ تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت آپ کے معاصرین میں سے کسی کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔ حدیث شریف کے مطابق آپ کو خیر القرون (بہترین زمانے) میں ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حدیث شریف = امام طبرانی اور امام حاکم رحمہم اللہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے میرے صحابہ اور تابعین کی زیارت کی اور ان سب کے لئے حسن انجام کی بشارت ہے۔

جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کی امام اعظم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، وہ یہ ہیں

حضرت مقدام بن معدی کرب، حضرت ابو امامہ، حضرت عمرو بن حریث، حضرت عبداللہ، حضرت ابن عطاء، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت عتبہ، حضرت طارق بن شہاب بجلی کوفی، حضرت سائب بن کندی، حضرت اسعد بن سہل بن حنیف انصاری، حضرت عبداللہ بن ثعلبہ، حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل، حضرت عمرو بن ابی سلمہ، حضرت مالک بن حویرث، حضرت محمود، حضرت مالک بن اوس، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو طفیل، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

☆ امام اعظم علیہ الرحمہ نے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایتیں کیں

حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت معقل بن یسار اور حضرت عائش بن حجرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

☆ امام اعظم علیہ الرحمہ کی سند تفقہ فی الدین

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ (متوفی 150ھ) نے علم حاصل کیا، حضرت امام ابوسلیمان حماد علیہ الرحمہ (متوفی 120ھ) سے، حضرت حماد علیہ الرحمہ نے علم حاصل کیا، امام ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ (متوفی 96ھ) سے، امام نخعی علیہ الرحمہ نے علم حاصل کیا، حضرت عبدالرحمن علقمہ علیہ الرحمہ (متوفی 74ھ) سے، حضرت علقمہ علیہ الرحمہ نے علم حاصل کیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سید عالم سرور کونین ﷺ سے علم حاصل کیا۔ اس طرح امام اعظم علیہ الرحمہ چار واسطوں سے سرکار ﷺ کے شاگرد ہیں۔

☆ امام اعظم علیہ الرحمہ نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ فرمایا

امام اعظم علیہ الرحمہ نے خانوادۂ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی علم دین حاصل کیا۔ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے گھرانۂ اہلبیت میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

☆امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی امام اعظم علیہ الرحمہ سے محبت

علامہ کردی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں تھے۔ اتنے میں امام اعظم علیہ الرحمہ آئے اور سلام کہا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ سے معانقہ کیا اور آپ کے خادموں کے بارے میں پوچھا۔ جب امام اعظم علیہ الرحمہ چلے گئے تو کسی شخص نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! کیا آپ ان کو جانتے ہیں؟

یہ سن کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف نہیں دیکھا۔ میں ان سے ان کے خادموں کا حال پوچھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے کہ آپ ان کو جانتے ہیں؟ یہ ابوحنیفہ ہیں جو اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

☆امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کی تعداد

گیارہویں صدی کے مجدد شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب،

تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (قلمی) ص 26 پر لکھتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمہ کے شاگردوں کی تعداد ایک قول کے مطابق چار ہزار اور دوسرے قول کے مطابق دس ہزار ہے۔ ان میں سے چالیس وہ تھے جو درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔

آپ علیہ الرحمہ کے مشہور شاگرد یہ ہیں

حضرت امام محمد، حضرت امام ابو یوسف، حضرت عبداللہ ابن مبارک، حضرت داؤد طائی، حضرت عباد بن العوام اور حضرت وکیع رحمہم اللہ ہیں۔

☆فراغت کے بعد گوشہ نشینی

تذکرۃ الاولیاء ص 186 پر حضرت فریدالدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جب امام اعظم علیہ الرحمہ نے تحصیل علم سے فراغت حاصل کرلی تو گوشہ نشینی کی نیت فرمائی۔ ایک رات خواب میں نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابوحنیفہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری سنت زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ آپ گوشہ نشینی کا ہرگز ارادہ نہ کریں۔

☆بارگاہ رسالت سے ''امام المسلمین'' کا لقب

تذکرۃ الاولیاء صفحہ نمبر 186 پر حضرت فریدالدین عطار علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ مواجہۂ اقدس کے سامنے جب آپ نے عرض کی ''السلام علیک

یاسید المرسلین'' تو روضہ انور سے جواب کی آواز آئی وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا إِمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی پرہیز گاری اور تقویٰ

1۔الخیرات الحسان ص 12 پر ہے کہ شہر کوفہ سے کسی کی بکریاں گم ہوگئیں، نہ مل سکیں (معلوم ہوا کہ کسی نے چوری کر کے گوشت فروشوں کو فروخت کر دی ہیں اور وہ چوری کا گوشت بازار میں فروخت ہو رہا ہے) آپ نے احتیاط کے پیش نظر لمبے عرصے تک بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ نادانستگی میں حرام کھایا جائے تو گناہ نہیں لیکن دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

2۔ایک مرتبہ دن کے وقت امام اعظم علیہ الرحمہ کسی کے جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔جنازہ کے انتظار میں لوگ کسی شخص کے مکان کی دیوار کے سائے میں کھڑے تھے مگر امام اعظم علیہ الرحمہ دھوپ میں کھڑے تھے۔لوگ بار بار آپ سے عرض کرتے کہ آپ دھوپ میں کیوں کھڑے ہیں؟ ہمارے ساتھ اس مکان کی دیوار کے سائے میں آجائیں۔لوگوں کے بے حد اصرار پر آخر امام اعظم بول اٹھے کہ لوگو! جس شخص کے مکان کی دیوار کے سائے میں تم کھڑے ہو، یہ میرا قرض دار ہے۔مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے اس کی دیوار سے نفع اٹھایا تو کہیں قیامت کے دن سود خوروں میں نہ لکھ دیا جاؤں۔

☆امام اعظم علیہ الرحمہ کی فہم وفراست

1۔ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنی صورت کو قرآن مجید کی آیت سے سب سے بہترین صورت ثابت کرو ورنہ تجھ پر تین طلاق۔

اب وہ پریشان حال جگہ جگہ پھرتی رہی۔کہیں سے کوئی حل نہ ملا۔بالاخر امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس پہنچی اور سارا ماجرا بیان کیا۔یہ سن کر امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔سورۂ والتین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن:لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

ترجمہ:ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔

تو بھی انسان ہے اور رب تعالیٰ نے تجھے بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔

یہ آیت اپنے شوہر کو سنا دے تو طلاق سے محفوظ ہوجائے گی۔

2۔ایک شخص امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ عالی جاہ! میں نے زمین میں خزانہ چھپایا ہے۔اب میں بھول گیا ہوں۔مجھے یاد نہیں آرہا،کوئی حل بتائیے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔سو رکعتیں نفل پڑھو،اس نے ابھی دو نفل ہی پڑھے تھے کہ یاد آگیا وہ فوراً دو رکعتیں پڑھ کر خزانہ نکالنے کے لئے دوڑا۔

خزانہ مل گیا اور خوشی خوشی امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کرنے لگا۔ عالیجاہ! میں نے ابھی دو نفل ہی پڑھے تھے کہ یاد آ گیا۔ امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔ ابھی اس کے شکرانے میں بقیہ اٹھانوے نوافل بھی پڑھ لینا۔

3۔ ایک دشمن صحابہ امام اعظم علیہ الرحمہ کی خدمت میں آیا، وہ خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ خاص طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہا کرتا تھا (معاذ اللہ) آ کر کہنے لگا کہ میری بیٹی جوان ہوگئی ہے۔ کوئی اچھا لڑکا ہو تو ضرور بتائیے گا۔

کچھ دنوں کے بعد امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس آ کر پوچھنے لگا کہ کیا آپ نے کوئی اچھا لڑکا دیکھا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ہاں ایک اچھا لڑکا ہے، کماتا بھی اچھا ہے، اخلاق بھی اچھا ہے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا پھر تو فوراً ہاں کر دیں۔ یہ سن کر امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے مگر وہ لڑکا یہودی ہے۔ یہ سن کر وہ دشمن صحابہ اچھل پڑا اور کہنے لگا۔ کیا میں اپنی بیٹی یہودی کے نکاح میں دے دوں۔

بس یہ سننا تھا کہ امام اعظم علیہ الرحمہ جلال میں آ کر فرمانے لگے۔ ارے

بد بخت! افسوس ہے تجھ پر تو اپنی ایک بیٹی یہودی کے نکاح میں نہیں دے سکتا تو کیا رسول پاک امام الانبیاء ﷺ ہوکر اپنی دو بیٹیاں بقول تیرے کسی یہودی کو کیسے دے سکتے ہیں؟ سن تیرا عقیدہ باطل ہے۔اس بات کا اس دشمن صحابہ پر بڑا گہرا اثر ہوا۔

4۔ایک عورت اپنے شوہر کے لئے پانی کا کٹورا بھر کر لائی۔شوہر نے کہا اگر اس پانی کو تو کسی اور کو پلائے تو تجھ پر تین طلاق، اگر تو خود پیئے تو تجھ پر تین طلاق اور اگر اس پانی کو پھینکے تو تجھ پر تین طلاق۔

اب وہ عورت پریشان ہے کوئی حل نہیں نکل رہا۔یہ خبر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ تک پہنچی۔امام اعظم نے پورا واقعہ سننے کے بعد فرمایا کہ پانی کو اپنے اندر جذب کرنے والا کپڑا لے جاؤ اور کٹورے میں ڈال دو۔کپڑا پانی جذب کر لے تو اس گیلے کپڑے کو سکھا دو۔اس طرح وہ عورت طلاق سے بچ جائے گی۔

5۔امام اعظم علیہ الرحمہ کا سنت رسول کے مطابق یہ موقف ہے کہ اگر باجماعت نماز ادا کی جا رہی ہو تو مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے، خاموش رہے۔

اس موقف کے مخالف تقریباً دوسو افراد امام اعظم علیہ الرحمہ سے مناظرہ کے لئے پہنچ گئے اور آتے ہی شور شرابا شروع کر دیا۔امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے دیکھو یہ مناظرہ کرنے کا طریقہ درست نہیں ہے۔تم لوگ ایک کام کرو۔جو تم میں

سے سب زیادہ علم رکھتا ہو، اس کو اپنا امام اور امیر تسلیم کرلو، وہ اکیلا مجھ سے مناظرہ کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ایک شخص جو کہ ان میں سب سے زیادہ علم والا تھا، منتخب کرلیا اور امام اعظم علیہ الرحمہ سے کہا۔ یہ ہم سب کی طرف سے آپ سے بات کرے گا۔

امام اعظم علیہ الرحمہ نے سب کو پوچھا کہ کیا آپ اس پر متفق ہیں؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔ کیا اس کا بولنا تمہارا بولنا ہے؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔ کیا اس کی فتح تمہاری فتح ہے؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔ کیا اس کی شکست تمہاری شکست ہے؟ لوگ کہنے لگے جی ہاں۔

یہ سن کر امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے۔ فیصلہ تو تم ہی لوگوں نے کر دیا۔ ہم بھی تو یہی کرتے ہیں کہ جو ہم میں سب سے زیادہ علم والا ہوتا ہے۔ اسے منتخب کر کے مصلۂ امامت پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ اس کا سورۂ فاتحہ پڑھنا ہمارا سورۂ فاتحہ پڑھنا اس کی قرأت ہماری قرأت ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کا یہ جواب سن کر وہ تمام لوگ خاموش ہوکر روانہ ہوگئے۔

6۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے ایک پڑوسی کا پالتو مور چوری ہوگیا تو اس نے

آپ سے شکایت کی اوراس سلسلے میں مدد کی درخواست بھی کی۔اسے محلے ہی کے کسی شخص پر شبہ تھا۔آپ نے فرمایا۔تم خاموش رہو، میں کوئی تدبیر کرتا ہوں۔

آپ صبح کو مسجد تشریف لے گئے۔ جب سارے محلے کے لوگ نماز کے لئے جمع ہو گئے تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے مقتدیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔اس شخص کو شرم نہیں آتی جو اپنے پڑوسی کا مور چراتا ہے حالانکہ اس کے سر میں اس مور کا پر لگا ہوا ہوتا ہے۔ یہ سنتے ہی ایک مقتدی اپنا سر صاف کرنے لگا۔

امام اعظم علیہ الرحمہ نے اس شخص سے کہا بھائی! اپنے پڑوسی کا مور واپس کر دو چنانچہ اس نے مور واپس کر دیا۔

7۔حدیث شریف میں ہے کہ کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے ہی جو دعا مانگی جائے،قبول ہوتی ہے۔کسی نے امام اعظم علیہ الرحمہ سے پوچھا عالیجاہ! آپ کی پہلی نظر جب کعبۃ اللہ شریف پر پڑی تو آپ نے کیا دعا مانگی؟

آپ فرمانے لگے کہ میں نے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے مستجاب الدعوات بنا دے یعنی اے مولا جل جلالہ! میں جب بھی تجھ سے جو بھی مانگوں تو مجھے عطا فرما دینا۔

8۔مسجد میں ایک رافضی امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس آیا اور پوچھا۔تمام لوگوں میں طاقتور ترین انسان کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہمارے عقیدے میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ طاقتور ہیں اور تمہارے عقیدے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طاقتور ہیں۔

یہ سن کر رافضی نے کہا یہ تو آپ نے الٹی بات کہی ہے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ فرمانے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس لئے طاقت ور کہتا ہوں کہ انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعلان خلافت کے بعد انہیں خلافت کا حقدار تسلیم کر کے ان سے رضا خوشی سے بیعت کر لی۔

تم شیعہ کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چھین لیا تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ اپنا حق لیتے۔

اس طرح تمہارے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ طاقتور تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر غالب رہے۔ رافضی آپ کا یہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا اور مسجد سے نکل گیا۔

9۔ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا۔ میں تجھ سے اس وقت بات نہیں کروں گا جب تک تو مجھ سے بات نہیں کرے گی۔ ادھر بیوی نے بھی یہی الفاظ کہے۔ اس مسئلہ کا حل بڑے بڑے علماء نہ نکال سکے۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس جب یہ مسئلہ آیا تو آپ نے کہا کہ بیوی نے بھی یہی الفاظ کہہ کر بات شروع

کر دی۔اب شوہر بات کرے۔قسم پوری ہوگئی۔امام اعظم علیہ الرحمہ کا یہ جواب سن کر حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا ابوحنیفہ تم پر وہ علوم منکشف ہوئے ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

☆رفع یدین کے معاملے میں

امام اوزاعی علیہ الرحمہ سے گفتگو

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی مکہ میں امام اوزاعی سے ملاقات ہوئی۔

امام اوزاعی: آپ لوگ رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟

ابوحنیفہ: کیونکہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں۔

امام اوزاعی: آپ نے یہ کیا فرمایا...... میں آپ کو صحیح حدیث سناتا ہوں۔ مجھے حضرت زہری نے حدیث پاک بیان فرمائی۔انہوں نے حضرت سالم سے اور حضرت سالم نے اپنے والد سے،انہوں نے نبی پاک ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت۔

امام ابوحنیفہ: میرے پاس اس سے قوی تر حدیث اس کے خلاف موجود

ہے۔

امام اوزاعی: اچھا فوراً پیش فرمایئے۔

امام ابوحنیفہ: لیجئے سنئے۔

ہم نے حضرت حماد سے حدیث بیان کی۔انہوں نے حضرت نخعی سے۔ انہوں نے حضرت علقمہ اور حضرت اسود سے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ سید عالم ﷺ صرف نماز کی ابتداء میں ہاتھ اٹھاتے۔ اس کے بعد کبھی اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

امام اوزاعی: آپ کی پیش کردہ حدیث کو میری پیش کردہ حدیث پر کیا فوقیت ہے؟ جس کی وجہ سے آپ نے اسے قبول فرمایا اور میری حدیث چھوڑ دی؟

امام اعظم: اس لئے کہ حضرت حماد، حضرت زہری سے بڑے عالم اور فقیہ، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت سالم سے بڑھ کر عالم اور فقیہ ہیں۔ حضرت علقمہ، فقہ میں حضرت ابن عمر سے کم نہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی فقہ میں برتری سب ہی کو معلوم ہے۔قرأت میں، حضور ﷺ کی صحبت میں حضرت ابن عمر سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہیں۔ بچپن سے سرکار ﷺ کے ساتھ۔

چونکہ ہماری حدیث کے راوی، تمہاری حدیث کے راویوں سے علم و فضل

میں زیادہ ہیں لہذا ہماری پیش کردہ حدیث بہت قوی اور قابل قبول ہے۔ یہ سن کر امام اوزاعی علیہ الرحمہ خاموش ہو گئے۔

☆خواجہ باقی باللہ اور فاتحہ خلف الامام

خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ ایک دن حدیث کا مطالعہ کر رہے تھے اور یہ حدیث بار بار پڑھنے میں آئی جو شخص سورۂ فاتحہ نہیں پڑھے' اس کی نماز' نماز نہیں۔

آپ کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ حدیث کو چھوڑ کر ائمہ کے پیچھے لگ جانا یہ کون سا اسلام ہے۔ آئندہ جب بھی نماز پڑھوں گا، سورۂ فاتحہ ضرور پڑھوں گا جب آپ نے ارادہ کیا تو اچانک عالم رویا میں امام اعظم علیہ الرحمہ تشریف لائے اور فرمایا: خواجہ صاحب! اگر آپ جیسے بزرگوں کا یہ حال ہے تو عوام کا کیا حال ہوگا؟

امام اعظم علیہ الرحمہ نے خواجہ صاحب سے سوال کیا کہ جس کی نماز نہ ہو وہ ولی ہو سکتا ہے؟ جواب دیا نہیں۔ اس پر امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا: خواجہ صاحب! جب بغیر فاتحہ نماز نہیں ہوتی اور بغیر نماز کے کوئی ولی نہیں ہو سکتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ میرے مسلک پر عمل ہو کر ایک دو نہیں، دس بیس نہیں، سو دو سو نہیں،

بلکہ ہزاروں اولیاء، ابدال، غوث اور قطب ہو گئے، وہ کیسے؟

(عبداللہ ابن مبارک، فضیل بن عیاض، داؤد طائی، سری سقطی، داتا گنج بخش، بایزید بسطامی، سرکار نقشبند، فرید الدین عطار، معروف کرخی، بہاؤ الدین ذکریا، خواجہ چشت، بختیار کاکی، بابا فرید، شاہ عبدالحق، مجدد الف ثانی رحمہم اللہ یہ سب حنفی تھے)

حالانکہ میرے مسلک کے پیروکار امام اعظم علیہ الرحمہ کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے۔

یہ سن کر خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ سوچ میں پڑ گئے تو امام اعظم علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ خواجہ صاحب! سرکار ﷺ کی یکطرفہ حدیث پر عمل کرنے سے کام نہیں بنتا بلکہ حبیب خدا ﷺ کی احادیث ساری کی ساری حضور ﷺ ہی کی احادیث ہیں لہذا سب پر عمل ضروری ہے۔

خواجہ صاحب! سنئے سرکار ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی، اس کی نماز، نماز نہیں۔ یہ بھی حدیث رسول ہے اور یہ بھی ہمارے آقا ﷺ کی حدیث ہے کہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

ہم دونوں حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ تنہائی میں پڑھتے ہیں۔

یہ فرما کر امام اعظم علیہ الرحمہ چلے گئے اور خواجہ صاحب نے تقریر کو سننے کے بعد عہد کیا کہ آئندہ اپنے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا دامن نہیں چھوڑوں گا۔

☆امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کون تھے؟

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ جب میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ میں بہت کم عمر تھا۔ میری والدہ مجھ کو ایک دھوبی کے پاس کام سیکھنے کے لئے، لئے جارہی تھی کہ راستہ میں، میں نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا حلقہ مجلس دیکھا اور وہاں جا کر بیٹھ گیا۔ ماں مجھ کو کھینچتی تھی لیکن میں وہاں سے نہ اٹھتا تھا۔ آخر میری والدہ نے امام اعظم سے کہا کہ میں ایک بیوہ عورت اور یہ لڑکا یتیم ہے۔ میں سوت کات کر گزارہ کرتی ہوں۔ معلوم نہیں آپ نے اس سے کیا کہا ہے کہ اب جہاں میں اسے لے جانا چاہتی ہوں، یہ نہیں جاتا۔ امام اعظم نے فرمایا کہ اسے یہاں ہی رہنے دو۔ یہ علم حاصل کرے گا اور عنقریب فیروزہ کے شاہی صحن میں پستے کا فالودہ پیئے گا۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب میں چیف جسٹس بنایا گیا تو میں ایک دن فیروزہ کے شاہی صحن میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کے ملازم فالودہ لائے اور خلیفہ نے مجھ سے کہا کہ فالودہ پیو اور یہ فالودہ اس قسم کا

ہے کہ ہر وقت ایسا تیار نہیں کیا جاتا۔ میں یہ بات سن کر مسکرایا۔ خلیفہ کے پوچھنے پر میں نے واقعہ سنا کر امام اعظم کی کرامت و فراست ظاہر کی۔

حضرت امام ابو یوسف، امام اعظم کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ مشہور شاگرد رشید تھے۔ امام احمد بن حنبل آپ کے شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے ان سے تین سال تک علم حاصل کیا۔ آپ نہ صرف قاضی تھے بلکہ قاضی القضاہ کے لقب سے مشہور تھے۔ خلفاء بنی عباس میں سے مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے عہد میں قضاء کی خدمت انجام دی اور 166ھ سے لے کر اپنی وفات تک برابر قاضی رہے۔

امام ابو یوسف 17 سال تک امام اعظم کی خدمت میں رہے۔ ایک بار بچہ فوت ہو گیا مگر امام کی مجلس نہ چھوڑی۔

روزانہ 200 رکعت نوافل پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا تعلق انصار مدینہ کے خاندان سے تھا۔ آپ کے پردادا سعد بن بجیرہ صحابی تھے۔ ان کو سعد بن حبتہ بھی کہا جاتا تھا۔ انہوں نے غزوۂ خندق میں شریک ہو کر جنگ میں خوب حصہ لیا۔ اس وقت نوعمر تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا کہ بڑی دلیری کے ساتھ جنگ کر رہے ہیں تو ان کو بلا کر دریافت فرمایا کہ اے نوجوان تم کون ہو؟ عرض کیا۔ میں سعد بن حبتہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی کہ اللہ تیرا نصیب مبارک فرمائے

اور ساتھ ہی قریب آنے کا حکم فرمایا۔ جب وہ قریب آئے تو ان کے سر پر ہاتھ پھیرا (کتاب الاستعیاب، علامہ ابن عبدالبر)

حضرت امام ابو یوسف فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے جو ہمارے پردادا کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، میں اس کی برکت خاندان بھر میں محسوس کرتا ہوں۔

حضرت سعد بن بجیرہ کوفہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ وہیں انہوں نے وصال فرمایا اور ان کی نسل کوفہ میں آباد رہی جن میں ایک بڑے ہونہار ابو یوسف پیدا ہوئے جنھوں نے مشرق و مغرب کو علم سے بھر دیا۔

داؤد بن رشید کا قول ہے کہ اگر صرف امام ابو یوسف ہی امام اعظم کے شاگرد ہوتے تو ان کو فخر کے لئے یہی ایک شاگرد کافی تھا۔ میں جب امام ابو یوسف کو علمی باتیں کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سامنے سمندر ہے۔ اس سے لپ بھر بھر کر نکال رہے ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وقت کو دوٹوک جواب

خلیفہ منصور نے ایک بار دوسرے علماء کرام کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی بلایا اور پوچھا۔

یہ حکومت جو اللہ تعالیٰ نے اس امت میں مجھے عطا کی ہے، اس کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کیا میں اس کا اہل ہوں؟

کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اپنے دین کی خاطر راہ راست تلاش کرنے والا غصے سے دور رہتا ہے۔ اگر آپ اپنے ضمیر کو ٹٹولیں اور اپنے ضمیر سے سوال کریں تو آپ کو خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں بلایا ہے بلکہ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ڈر سے آپ کی منشاء کے مطابق بات کہیں اور عوام کے علم میں آ جائے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ آپ اس طرح خلیفہ بنے ہیں کہ آپ کی خلافت پر اہل فتویٰ میں سے دو آدمیوں کا اجماع بھی نہیں ہوا۔

جب امام اعظم رضی اللہ عنہ گھر واپس چلے آئے تو خلیفہ منصور نے اپنے وزیر ربیع کو ایک تھیلا درہم دے کر امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور کہا کہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو دینا اور اگر وہ قبول کر لیں تو ان کی گردن کاٹ دینا اور اگر قبول نہ کریں تو چھوڑ دینا۔

جب ربیع، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس درہم کا تھیلا لے کر پہنچا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا جملہ سن کر دیکھتا رہ گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ربیع سے فرمایا کہ خواہ میری گردن بھی کیوں نہ ماردی

جائے، میں تو اس مال کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

اسی طرح ایک دوسرے عالم حضرت ابن ابی ذئب علیہ الرحمہ کے پاس جب ربیع پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اس مال کو خود میں منصور کے لئے حلال نہیں سمجھتا، تو اپنے لئے کیسے حلال سمجھوں؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور خلیفہ منصور

ایک بار خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے تحفے کو کیوں قبول نہیں فرماتے؟ اللہ، اللہ امام ہو تو ایسا ہو، مجاہد ہو تو ایسا ہو، کلمۃ الحق بلند کرنے والا ہو تو ایسا ہو۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

آپ نے اپنے مال میں سے مجھے کب تحفہ دیا تھا کہ میں نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ آپ نے تو مسلمانوں کے بیت المال میں سے مجھے تحفہ دیا، اس مال میں سے تحفہ دیا جس پر صرف مسلمانوں کا حق ہے جو کہ صرف اور صرف مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جا سکتا ہے۔ ان کے مال میں میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نہ ان کے دفاع کے لئے لڑنے والا ہوں کہ ایک سپاہی کا حصہ پاؤں نہ ان کے بچوں میں سے ہوں کہ بچوں کا حصہ مجھے ملے اور نہ فقیروں میں سے ہوں کہ جو کچھ فقیر کو ملنا چاہیئے، وہ مجھے ملے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کو عہدے کی پیشکش

خلیفہ منصور کے دور حکومت میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بار بار قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ یہاں تک کہ سلطنت عباسیہ کے قاضی القضاء (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا گیا، لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ اس کو ٹالتے رہے۔

ایک مرتبہ بڑے نرم انداز میں معذرت کرتے ہوئے کہا ''قاضی بننے کے لئے وہی شخص موزوں ہوسکتا ہے جو اتنی ہمت رکھتا ہو کہ آپ پر اور آپ کی اولادوں اور سپہ سالاروں پر قانون نافذ کر سکے، مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے مجھے تو جب آپ بلاتے ہیں تو واپس نکل کر ہی میری جان میں جان آتی ہے۔

ایک دوسرے موقع پر خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو قاضی کے عہدے کو قبول کرنے پر مجبور کیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس قابل نہیں کہ قاضی کے عہدے پر فائز ہوسکوں۔

یہ سن کر خلیفہ منصور کہنے لگا کہ اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تم جھوٹ بولتے ہو۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ منصور صاحب فیصلہ آپ نے ہی کر دیا کہ میں جھوٹا ہوں اور جھوٹا شخص قاضی کے عہدے پر فائز ہونے کے لائق نہیں ہوتا۔

خلیفہ منصور نے کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں تمہیں قاضی بنا کر ہی

رہوں گا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ میں قاضی کا عہدہ قبول نہیں کروں گا۔

اللہ اللہ، کیا شان ہمارے امام کی، بادشاہ کی قسم کے آگے اپنی قسم کھا رہے ہیں۔ یہی شان ہے ایک مردِ حق کی۔ اصل میں بادشاہت یہی ہے۔

ایک بار انکار پر کروڑوں حنفیوں کے امام، امام اعظم رضی اللہ عنہ کو تیس کوڑے مارے گئے۔ یہاں تک کہ امام صاحب کا جسم مبارک لہولہان ہو گیا۔ خلیفہ منصور کے چچا عبدالصمد بن علی نے اس کو سخت ملامت کی۔ یہ تم نے کیا کیا۔ اپنے اوپر ایک لاکھ تلواریں کھنچوالیں۔ یہ عراق کا امام ہے۔ بلکہ تمام اہل مشرق کا امام ہے۔

خلیفہ منصور نے نادم ہو کر فی تازیانہ ایک ہزار درہم کے حساب سے تیس ہزار درہم امام اعظم علیہ الرحمہ کو بھجوائے لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ اگر آپ اپنے لئے نہیں تو اسے لے کر خیرات کر دیجئے۔

امام صاحب نے جواب دیا کہ کیا خلیفہ کے پاس کوئی مال حلال بھی ہے؟
ان تمام باتوں سے جب خلیفہ منصور کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص میرے کسی سنہرے

پنجرے میں بند ہونے کے لئے تیار نہیں، اس پر میرا بس نہیں چل سکتا تو منصور انتقام پر اتر آیا۔ امام صاحب کو کوڑوں سے پٹوایا، جیل میں قید کر دیا، کھانے پینے کی سخت تکلیفیں دیں، پھر ایک مکان میں نظر بند کر دیا اور منصور نے ظلم کی انتہا کر دی۔ آپ کو زبردستی زہر دیا گیا۔

خلیفہ اور اس کی حکومت کی جانب سے پے در پے تکلیفیں سہتے سہتے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آ گیا تو انہوں نے وصیت کی کہ بغداد کے اس حصے میں انہیں دفن کیا جائے، جسے خلیفہ منصور نے شہر بسانے کے لئے لوگوں کی ملکیت پر قبضہ کر لیا تھا۔

منصور نے جب اس وصیت کا حال سنا تو چیخ اٹھا، ابوحنیفہ! زندگی اور موت میں تیری پکڑ سے مجھے کون بچائے۔

آخرکار اس آخری وصیت کے بعد امام اعظم رضی اللہ عنہ کو زبردستی قید خانے میں زہر دیا گیا جس کے پینے سے آپ کا وصال ہوا۔

آہ! آپ کے وصال پر زمین آسمان، جن و انس اور در و دیوار روتے ہوں گے کہ آج علم کا سمندر چلا گیا۔ آج جہالت سے نکال کر علم کے سفر کی طرف قوم کو لانے والا کروڑوں مسلمانوں کا امام چلا گیا۔ آہ! آج منصور نے علم کے چراغ کو بجھا دیا۔ علم کی دنیا اندھیری کر دی۔

آپ کے وصال کے بعد ایک چھوٹی بچی اپنے والد سے پوچھنے لگی جو کہ امام صاحب کی مسجد کے ساتھ والے مکان میں رہتی تھی، کہنے لگی کہ بابا جان! مسجد کے اندر ایک ستون تھا، وہ ستون کہاں گیا؟ یہ سن کر وہ شخص رو پڑا اور کہنے لگا۔ اے میری بیٹی! وہ ستون نہیں تھا، وہ تو امام اعظم رضی اللہ عنہ تھے جو ساری ساری رات قیام میں کھڑے رہتے تھے، آج ان کا وصال ہو گیا۔

☆امام اعظم کا علم، خضری علم ہے:

الخیرات الحسان میں ہے کہ ازہر بن کیسان نے فرمایا کہ میں امام سے خوش اعتقاد نہ تھا۔ ایک دن خواب میں نبی پاک ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حبیب خدا ﷺ کے پیچھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ میں نے دونوں سے عرض کی۔ بارگاہ رسالت میں کچھ عرض کر سکتا ہوں؟ فرمایا پوچھو، مگر پست آواز سے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ابوحنیفہ کا علم کیسا ہے؟ فرمایا: ابوحنیفہ کا علم خضری علم ہے۔

☆امام اعظم کا مرتبہ اعلیٰ علیین:

درمختار میں ہے کہ اسماعیل بن رجا علیہ الرحمہ نے فرمایا: میں نے خواب میں امام محمد علیہ الرحمہ کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا

معاملہ کیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

پھر میں نے ان سے امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے متعلق پوچھا۔ تو فرمایا وہ مجھ سے دو درجہ اونچے مقام پر ہیں۔

پھر میں نے ان سے پوچھا کہ امام اعظم کس مقام پر ہیں تو فرمایا: ان کے متعلق کیا پوچھتے ہو۔ وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں

☆ در مختار جلد اول ص 126 پر ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ نے 55 حج کئے۔ جب آخری حج کی سعادت حاصل کی تو خدام کعبہ نے آپ کی خواہش پر کعبہ کا دروازہ کھول دیا۔ آپ عاجزی کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور بیت اللہ کے دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر دو رکعت میں پورا قرآن ختم کیا پھر دیر تک رو رو کر مناجات کرتے رہے۔ آپ مشغول دعا تھے کہ بیت اللہ کے ایک گوشے سے آواز آئی' تم نے اچھی طرح ہماری معرفت (یعنی پہچان) حاصل کی اور خلوص کے ساتھ خدمت کی۔ ہم نے تم کو بخشا اور قیامت تک جو تمہارے مذہب پر ہوگا (یعنی تمہاری تقلید کرے گا) اس کو بھی بخش دیا۔

اللہ اکبر! کیا شان وعظمت ہے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی کہ رب تعالیٰ نے ان کو اور ان سے نسبت رکھنے والے حنفیوں کو بخشش کا پروانہ عطا فرمایا۔ ہم حنفی کس قدر خوش نصیب ہیں کہ رب تعالیٰ نے ہمیں ان کا پیروکار بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں تادم مرگ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ رکھے اور امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے۔آمین ثم آمین

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ لقمان سے پندرہویں آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اپنے حبیب ﷺ کے صدقے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ہم تمام مسلمانوں کو حق کوسن کر حق کو قبول کرنے اوراس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

موجودہ پُرفتن دور میں جہاں اہل حق پر کچھ لوگ اعتراضات کرتے ہیں' وہیں ایک اعتراض تقلید پر بھی کیا جاتا ہے اور مختلف زاویوں سے سوالات قائم

کئے جاتے ہیں کہ تقلید کیا ہے؟ کیا تقلید قرآن مجید سے ثابت ہے؟ کیا تقلید احادیث سے ثابت ہے؟ حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی یہ مذاہب کہاں سے آ گئے؟ دورِ رسالت میں تو کوئی ائمہ کا مقلد نہیں تھا؟

ایسے اعتراضات کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا جاتا ہے۔ آج کی اس نشست میں ہم ان اعتراضات کے جوابات دیں گے تاکہ ہمارے مسلمان بھائیوں کا ایمان مضبوط و مستحکم ہو۔

تقلید کے دو معنیٰ: لغوی اور شرعی:

تقلید کے لغوی معنیٰ: گلے میں پٹہ ڈالنا

تقلید کے شرعی معنیٰ: کسی کے قول وفعل کو اپنے لئے لازمی شرعی جاننا یہ سمجھ کر کہ اس کا کلام اور اس کا کام ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ یہ شرعی محقق ہے۔

تقلید دو طرح کی ہیں۔ تقلید شرعی اور غیر شرعی

تقلید شرعی: شریعت کے احکام میں کسی کی پیروی۔

غیر شرعی: دنیاوی باتوں میں کسی کی پیروی کرنا

تقلید شرعی میں تفصیل ہے۔ شرعی مسائل تین طرح کے ہیں۔

1۔ عقائد اسلامی میں تقلید نہیں

2۔ وہ احکام جو صراحتاً قرآن وحدیث سے ثابت ہوں، اجتہاد اس میں داخل نہیں (پنج گانہ نماز، نماز کی رکعتیں، رمضان کے روزے وغیرہا)

3۔ وہ احکام جو قرآن یا حدیث سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے جائیں۔

☆ تقلید کا ثبوت قرآن مجید سے:

القرآن: اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ

(سورہ فاتحہ آیت 4 تا 7)

ترجمہ = ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ کہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوئے کا۔

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صراط مستقیم وہی ہے جن پر اللہ تعالیٰ کے نیک بندے چلے ہوں اور تمام مفسرین، محدثین، فقہاء اور اولیاء اللہ رب تعالیٰ کے نیک بندے ہیں۔ وہ سب ہی مقلد گزرے۔

القرآن: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ (سورۂ نساء آیت 59، پارہ 5)

ترجمہ = اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں

حکومت والے ہیں۔

☆ اس آیت میں تین ذاتوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی (قرآن)، رسول اللہ ﷺ کی (حدیث)، اولی الامر کی (فقہ واستنباط کے علماء) کی۔

القرآن: وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

ترجمہ= اور اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

(سورۂ لقمان، آیت 15، پارہ 21)

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی اتباع (تقلید) ضروری ہے۔ یہ حکم بھی عام ہے کیونکہ آیت میں کوئی قید نہیں۔

القرآن: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ= تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو

(سورۂ انبیاء، آیت 7، پارہ 17)

☆ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانتا ہو، وہ اہل علم سے دریافت کرے۔ وہ اجتہادی مسائل جن کے نکالنے کی ہم میں طاقت نہ ہو، مجتہدین سے دریافت کئے جائیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت کے کلمات مطلق بغیر قید کے ہیں اور پوچھنے کی وجہ ہے نہ جاننا تو جس چیز کو ہم نہ جانتے ہوں،

اس کا پوچھنا لازم ہے۔

القرآن: يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ

ترجمہ= جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

(سورۂ بنی اسرائیل، آیت 71، پارہ 15)

☆ اس آیت میں امام وہ امام اور پیشوا ہیں جنہوں نے اپنے پیروکاروں کو ہدایت یا گمراہی کی دعوت دی۔ قیامت کے دن ہر شخص اپنے امام اور پیشوا کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ چاہے وہ پیشوا کسی بھی قسم کے ہوں۔

تقلید کا ثبوت حدیث رسول سے:

حدیث شریف = رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو ارشاد فرمایا۔ جب تمہارے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ؟ عرض گزار ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ فیصلہ کروں گا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر سنت میں نہ پاؤ؟ عرض کی کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور حقیقت تک پہنچنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔

پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے کو تھپکا اور فرمایا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے رسول کے بھیجے ہوئے شخص کو اس چیز کی توفیق بخشی جو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو خوش کرے (ابوداؤد، عربی، کتاب القضاء، حدیث نمبر 3592، صفحہ نمبر 516، مطبوعہ دار السلام، ریاض سعودی عرب)

☆ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجتہد کے لئے قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر اپنی رائے دینا صحابہ کا طریقہ ہے۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ میں آخر میں رائے دیتا ہوں

میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں۔ اگر اس میں حکم نہیں پاتا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو لیتا ہوں اور اگر کتاب وسنت میں حکم نہیں پاتا تو حضرات صحابہ کرام کے قول کو لیتا ہوں۔ (اگر اس میں بھی نہیں پاتا تو آخر میں اپنی رائے دیتا ہوں)

(تاریخ بغداد، جلد 13، ص 368)

یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔ دیکھئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوتا اور کتاب اللہ اور سنت رسول میں اس کی وضاحت نہ ملتی تو فرماتے میں اپنی رائے سے اجتہاد کرتا

ہوں۔

(طبقات ابن سعد جلد 3،ص136)

☆امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا ارشاد

میں نے جب بھی امام اعظم سے کسی مسئلہ میں اختلاف کیا تو غور کرنے کے بعد ان کی رائے اور مسلک کو ہی آخرت کے سلسلے میں زیادہ نجات دہندہ پایا۔

مزید فرماتے ہیں میں بسا اوقات کسی حدیث کی طرف مائل ہو جاتا......مگر معلوم ہوتا کہ امام اعظم صحیح حدیث مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

☆امام باقر رضی اللہ عنہ سے امام اعظم علیہ الرحمہ کی گفتگو:

امام محمد بن یوسف صالحی علیہ الرحمہ اپنی کتاب عقود الجمان ص 279 پر رقم طراز ہیں: ایک دفعہ امام اعظم علیہ الرحمہ حج کرنے گئے تو مدینہ بھی حاضر ہوئے، وہاں امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، امام اعظم نے تعارف کروایا۔امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ وہ ہیں جس نے قیاس کے ذریعہ میرے جد امجد کی مخالفت کی ہے؟

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کی پناہ! کہ میں ایسا کام کروں؟ آپ تشریف رکھیں، کیونکہ آپ کی عزت و تکریم ہم پر اسی طرح لازم ہے جس طرح

آپ کے جدامجد کی تعظیم ہم پر لازم ہے۔

امام باقر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، امام اعظم علیہ الرحمہ ان کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے جناب! میں آپ سے تین مسائل دریافت کرتا ہوں۔ آپ جواب دیجئے!

1۔مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت

☆ وراثت میں عورت کا حصہ کتنا ہے؟

فرمایا: ایک حصہ ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ عورت کو دگنا حصہ ملنا چاہئے۔ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو عورت کو دگنا ملتا لیکن میں نے آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ عورت کا ایک حصہ ہے۔

2۔نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں۔ حدیث کے مطابق عورت کو ایام میں نماز چھوڑنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضاء کی بھی ضرورت نہیں۔ جبکہ ایام

میں روزے چھوڑنے کا حکم ہے مگر بعد میں قضا کا حکم ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ نماز افضل ہے، اس کو قضا کرنے کا حکم ملنا چاہیئے۔ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو نماز قضا کرنے کا فتویٰ دیتا لیکن میں نے آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ عورت روزے قضا کرے گی۔

3۔ پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا مادہ منی؟

فرمایا: پیشاب

امام اعظم علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں کہ عقل تو یہ کہتی ہے کہ پیشاب زیادہ ناپاک ہے تو مادہ منی سے نہیں بلکہ پیشاب خارج ہونے پر غسل فرض ہونا چاہیئے۔ اگر میں عقل سے فتویٰ دیتا تو پیشاب کے خارج ہونے پر غسل کا فتویٰ دیتا لیکن آپ کے جدامجد نبی پاک ﷺ کی حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے کہ مادہ منی شہوت کے ساتھ خارج ہو تو غسل فرض ہو جاتا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ عرض کرتے ہیں حضور! اللہ تعالیٰ کی پناہ! اس بات سے کہ میں حدیث رسول کے خلاف فتویٰ دوں میں تو حدیث رسول ﷺ کو سامنے رکھ کر ہی فتویٰ دیتا ہوں۔

یہ سن کر امام باقر رضی اللہ عنہ فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے اور امام اعظم

علیہ الرحمہ کے منہ کو بوسہ دیا اور فرمایا۔ اے ابوحنیفہ! لوگ غلط کہتے ہیں۔ تم تو حدیث رسول کے مطابق ہی فتویٰ دیتے ہو۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے امام اعظم علیہ الرحمہ کی ملاقات

☆ علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا کہ امام اعظم نے فرمایا: کہ میں نے (اہلبیت) میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔

☆ علامہ کردی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ عبدالعزیز بن ابی رواد علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ ہم امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں تھے۔ اتنے میں امام اعظم آئے اور سلام کہا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور امام کے ساتھ معانقہ کیا اور آپ کے خادموں کے بارے میں پوچھا۔

جب امام اعظم چلے گئے تو کسی شخص نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول! کیا ان کو آپ جانتے ہیں۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تجھ سے زیادہ بے وقوف نہیں دیکھا۔ میں ان سے ان کے خادموں تک کا حال پوچھ رہا ہوں اور تو کہتا ہے

کہ آپ ان کو جانتے ہیں؟

یہ امام ابوحنیفہ ہیں جو اپنے شہر کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

☆ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب "تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف کے صفحہ نمبر 26 پر فرماتے ہیں کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے شاگردوں کی تعداد ایک قول کے مطابق 4000، دوسرے قول کے مطابق 10000 ہے۔

سوال: اگر تقلید ضروری تھی تو صحابہ کسی کے مقلد کیوں نہ ہوئے؟

جواب: امام اور پیشوا کو کسی کی تقلید کی کیا ضرورت "اصحابی کالنجوم" نہر سے پانی اس کھیت کو دیا جاتا ہے جو دریا سے دور ہو۔ مکبر کی آواز پر وہی نماز پڑھے جو امام سے دور ہو۔ صحابہ صف اول کے مقتدی ہیں، بلا واسطہ رسول پاک ﷺ کے سینۂ اقدس سے فیض لینے والے ہیں۔ ہم چونکہ اس سمندر سے دور ہیں لہذا کسی نہر کے حاجت مند ہیں پھر سمندر سے ہزار ہا دریا جاری ہوتے ہیں یعنی سب ہی پانی تو سمندر کا ہی ہے۔

مگر ان سب کے نام اور راستے جدا ہیں۔ کوئی دریائے سندھ کہلاتا ہے، کوئی دریائے راوی، ستلج، چناب کہلاتا ہے۔ ایسے ہی سرکار اعظم ﷺ آپ رحمت کے سمندر ہیں۔ اس سینۂ اطہر میں سے جو نہر امام اعظم کے سینہ سے ہوتی ہوئی

آئی، اسے حنفی کہا گیا۔ پانی سب کا ایک ہے مگر نام جداگانہ ہیں۔کوئی شافعی، کوئی مالکی اور کوئی حنبلی ہے۔

☆ چار کے عدد کی نسبت اسم جلالت ''اللہ'' ''محمد'' ''چار رسل'' ''چار فرشتے'' ''چار کتب'' ''مذاہب چار'' ''سلاسل چار'' ''چار یار'' یہ سب چار کی نسبت ہے۔

چار رسل فرشتے چار، چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں
آتش و آب و خاک و باد سب کا انہی سے ہے ثبات
چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

☆عقلی دلیل

دنیا میں انسان کوئی بھی کام بغیر دوسرے کی پیروی کے نہیں کرسکتا۔ ہر ہنر اور علم کے قواعد، سب میں اس کے ماہرین کی پیروی کرنا ہوتی ہے۔ دین کا معاملہ تو دنیا سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ اس میں بھی اس کے ماہرین کی پیروی کرنا ہوگی۔ علم حدیث میں بھی تقلید ہے کہ فلاں حدیث اس لئے ضعیف ہے کہ امام بخاری نے یا فلاں محدث نے فلاں راوی کو ضعیف کہا ہے۔ اس کا قول ماننا

ہی تو تقلید ہے۔

اپنے بڑوں کی کتابوں سے شرعی مسائل اخذ کرنا بھی تو تقلید ہے۔ قرآن مجید کی قرأت میں قاریوں کی تقلید ہے کہ فلاں نے اس طرح اس آیت کو پڑھا ہے۔ قرآن کے اعراب، آیات سب ہی تقلید ہی تو ہے۔

☆ مجتہد کون؟

اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآن یا ارشادات و رموز سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے۔ اس سے مسائل نکال سکے۔ ناسخ ومنسوخ کا پورا علم رکھتا ہو۔ علم صرف ونحو بلاغت وغیرہ میں اس کو پوری مہارت حاصل ہو۔ احکام کی تمام آیات واحادیث پر اس کی نظر ہو۔

☆ تمام محدثین مقلد تھے

1۔ امام بخاری علیہ الرحمہ شافعی تھے۔ (ارشاد الساری جلد اول، ص 36)

2۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔ (الانصاف فی سبب الاختلاف، ص 25)

3۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔ (الانصاف فی سبب الاختلاف، ص 25)

4۔امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔(الانصاف فی سبب الاختلاف،ص 25)

5۔امام دارمی علیہ الرحمہ حنبلی تھے۔(الانصاف فی سبب الاختلاف،ص 25)

6۔امام نسائی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ)

7۔امام بیہقی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ)

8۔امام عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ حنفی تھے۔(بستان المحدثین)

9۔امام دارقطنی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(بستان المحدثین)

10۔امام بغوی علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(بستان المحدثین)

11۔امام حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ شافعی تھے۔(تاریخ ابن خلکان)

12۔امام طحاوی علیہ الرحمہ حنفی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ جلد 3،ص 28)

13۔امام وکیع بن الجراح علیہ الرحمہ حنفی تھے۔(تذکرۃ الحفاظ،جلد 1،ص 282)

14۔امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ حنفی تھے۔

15۔امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ حنفی تھے۔

16۔شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی تھے۔

17۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی حنفی تھے۔

18۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ حنفی تھے

ائمہ صحاح ستہ اوراس کے علاوہ دیگر محدثین سب کے سب مقلد تھے۔کوئی بھی غیر مقلد نہیں تھا، نہ ہی کسی نے تقلید کو ناجائز کہا۔

فقہ کی بنیاد

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ

(سورۂ توبہ پارہ 11، آیت 122)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے۔

(جس علم سے دین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے،اس کا نام علم فقہ ہے)

☆بخاری شریف میں حدیث پاک ہے: نبی پاک ﷺ نے فرمایا اللہ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے،اسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔

☆لغت میں فقہ کا معنیٰ شق کرنا اور کھولنا ہے۔

☆فقہ حنفی کا پس منظر

امام اعظم علیہ الرحمہ نے حماد رضی اللہ عنہ سے،حماد رضی اللہ عنہ نے ابراہیم

نخعی رضی اللہ عنہ سے، ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے علقمہ رضی اللہ عنہ واسود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سرکار ﷺ سے علم حاصل کیا۔

(درمختار میں ہے فقہاء نے کیا خوب فرمایا)

فقہ کا کھیت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے اسے سیراب کیا۔ ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹا، حماد رضی اللہ عنہ نے اس کا اناج جدا کیا، امام اعظم علیہ الرحمہ نے پیسا، ابو یوسف علیہ الرحمہ نے اسے گوندھا، امام محمد علیہ الرحمہ نے روٹیاں پکائیں جبکہ باقی لوگ اس کے کھانے والے ہیں۔

دستور اسلامی کی باقاعدہ تدوین کا یہ کام 121ھ میں شروع ہوا۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کی ایام اسیری میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس دستور کے جتنے اجزاء تیار ہوجاتے، ساتھ ہی ساتھ شائع کردیا جاتا۔ یہ مجموعہ "کتب فقہ ابی حنیفہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ امام ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ذیل الجواہر جلد 2 ص 472 پر ہے۔ امام اعظم نے 83000 مسائل طے کئے ان میں سے 38000 عبادات سے متعلق اور 45000 مسائل دیگر معاملات سے متعلق تھے۔

شبلی نعمانی نے لکھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے قرآن وحدیث سے

جو مسائل اخذ کئے، ان کی تعداد 12 لاکھ 90 ہزار سے زیادہ ہے۔

الحمدللہ! اس وقت دنیا میں ایک ارب دس کروڑ مسلمان ہیں جن میں سب سے زیادہ مسلمان حنفی ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، افغانستان، بنگلہ دیش، ترکی، کشمیر اور کئی یورپین ممالک میں تقریباً حنفی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور ان کے فقہ کو بہت عروج عطا فرمایا۔

دعا ہے رب کریم سے کہ مولا ہم سب کو تادم مرگ امام اعظم علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ رکھے۔ آمین

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی سیرت و کردار

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ
صَدَقَ اللّٰهُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمِ وَبَلَّغَنَا رَسُوۡلُهُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمِ وَ نَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید گیارہویں پارہ سے ایک آیت کا حصہ تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا، قبل اس کے کہ متذکرہ آیت قرآنی کے تحت کچھ عرض کیا جائے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب لبیب طبیبوں کے طبیب ﷺ کے صدقے و طفیل مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محترم حضرات! آج کی تقریب سعید حضور سیدنا خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الدین چشتی سید محمد حسن سنجری علیہ الرحمہ کے سالانہ عرس مبارک کی

مناسبت سے سجائی گئی ہے۔ ان شاء اللہ مختصر وقت میں حضور خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی سیرت کے مختلف گوشے بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔

☆ ولادت باسعادت

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ 530ھ میں سنجر کے علاقہ سیستان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام سید محمد حسن ہے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ سید غیاث الدین علیہ الرحمہ ہے۔

☆ سلسلہ نسب

والد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اس طرح آپ حسنی حسینی سید ہیں۔

☆ آپ کے القابات

ہند الولی، عطائے رسول، خواجہ خواجگان، خواجہ غریب نواز، خواجہ معین الدین، سلطان الہند

☆ بچپن میں صدمہ

ابھی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی عمر پندرہ برس بھی نہیں ہوئی تھی کہ 544ھ شعبان المعظم میں آپ کے والد کا وصال ہوگیا۔ یہ آپ کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا۔ والد صاحب نے اپنی اولاد کے لئے ایک ہرا بھرا باغ چھوڑا تھا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ سارا دن اس باغ کی رکھوالی کرتے اور شام کو گھر آ کر اپنی آمدنی کے دو حصے کرتے۔ ایک والدہ ماجدہ کی خدمت میں پیش کرتے اور دوسرا حصہ غریبوں اور فقیروں میں تقسیم فرما دیتے۔

☆ مجذوب بزرگ خواجہ صاحب کے باغ میں

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو بچپن ہی سے بزرگوں سے بڑی محبت تھی۔ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اچانک ایک مجذوب بزرگ جو کہ اپنے وقت کے غوث اور قطب تھے، جن کا نام حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ تھا۔ باغ میں تشریف لائے' خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے ان بزرگ کو دیکھا تو بڑی خندہ پیشانی، بڑی محنت وعقیدت سے پیش آئے۔ ایک ٹھنڈا پانی کا پیالہ اور مختلف اقسام کے پھل باغ میں سے توڑ کر حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کئے۔ حضرت ابراہیم قندوزی علیہ الرحمہ،

خواجہ صاحب کی خدمت سے بہت خوش ہوئے اوران کی نورانی پیشانی کو دیکھتے ہوئے پوچھا، بیٹا تم کیا کرتے ہو۔خواجہ صاحب نے عرض کی۔ باغ کی دیکھ بھال کرتا ہوں۔فرمایا بیٹا علم حاصل کرو۔میں تمہاری پیشانی میں اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ رہا ہوں۔ جاتے ہوئے اپنی تھیلی میں ایک سوکھی روٹی کا ٹکڑا مجھے عطا فرمایا۔خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے جب وہ سوکھی روٹی کا ٹکڑا کھایا۔ اس ٹکڑے کا میرے پیٹ میں جانا تھا کہ میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا۔میں نے اپنا باغ چھوڑ دیا اور علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو گیا۔

☆طلب علم میں آپ کا سفر

خواجہ صاحب اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر ان کی قدم بوسی کر کے تحصیل علم کیلئے تشریف لے گئے۔ راستے میں بہت تکالیف، پریشانیاں اور صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد ثمرقند پہنچے۔ثمرقند میں ایک بہت ہی بڑے اور جید عالم دین حضرت علامہ مولانا شرف الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کے مدرسہ میں داخلہ لیا۔سب سے پہلے ان کے پاس قرآن مجید حفظ کیا اوراس کے بعد ابتدائی دینی کتابیں انہی کے پاس پڑھیں۔اس کے بعد حضرت علامہ مولانا شرف الدین علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر ثمرقند سے بخارا

تشریف لے آئے۔ بخارا میں بھی ایک بلند پایہ عالم دین حضرت علامہ مولانا حسام الدین علیہ الرحمہ تشریف فرماتھے۔خواجہ صاحب علیہ الرحمہ ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کی درسگاہ میں داخلہ لیا اور بقیہ کتابیں وہیں پڑھیں۔ چند سال میں آپ نے تعلیم مکمل فرمالی۔ بخارا کے جید علمائے کرام نے آپ کی دستار بندی فرمائی۔

☆مرشد کامل کی تلاش

علم حاصل کرنے کے بعد آپ کسی ایسے مرشد کی تلاش میں نکل پڑے جو آپ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کرادے۔ چنانچہ نیشاپور کے ایک قریبی گاؤں جس کا نام ہارون آباد تھا، اس گاؤں میں اپنے وقت کے قطب حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ رہتے ہیں۔ان کی ولایت کے دور دور تک چرچے تھے۔خواجہ صاحب ان کے دربار میں پہنچے۔ظاہری طور پر کبھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا اور نہ ہی پہلے ملاقات ہوئی مگر اس کے باوجود حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ نے خواجہ غریب نواز کو دیکھتے ہی فرمایا۔اے حسن بیٹا! جلدی جلدی آؤ۔تم نے بہت دیر کردی ہے۔میں تمہارا کب سے انتظار کررہا ہوں۔آؤ اپنا حصہ لے جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھا ہے۔

مرشد نے آپ کو ایک کمرہ عطا فرمایا اور وظائف واوراد عطا فرمائے اور سلوک کی منازل طے فرمائیں۔اس کے بعد مرشد نے فرمایا۔بیٹا حسن بتاؤ کہاں تک دیکھ رہے ہو اور تمہاری نظر کہاں تک پہنچی ہوئی ہے۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے عرض کی حضور! جو کچھ عرش سے لے کر فرش تک اور جو کچھ فرش سے عرش تک ہے۔ میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر مرشد فرمانے لگے۔ بیٹا حسن! ابھی بہت کمی ہے۔میں تمہیں جس منزل تک پہنچانا چاہتا ہوں، وہ بڑی دور ہے۔ جاؤ اور محنت ومشقت کرو۔خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ پھر عبادت وریاضت و مجاہدات میں لگ گئے۔کئی روز کے بعد پھر مرشد نے بلایا اور فرمایا۔ بیٹا حسن! اب کہاں تک دیکھتے ہو۔عرض کی حضور! ہارون آباد میں کھڑے کھڑے تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک جو کچھ خدا نے بنایا ہے، دیکھ رہا ہوں۔مرشد نے فرمایا۔اے بیٹا حسن! ابھی بہت کمی ہے جس منزل تک میں تمہیں پہنچانا چاہتا ہوں، وہ منزل دور ہے، لہذا بیٹا حسن! جاؤ اور مجاہدات کرو۔

آپ دوبارہ عبادت وریاضت میں لگ گئے۔کئی روز کے بعد پھر مرشد نے بلایا اور فرمایا۔اب بتاؤ بیٹا حسن! کہاں تک دیکھ رہے ہو؟ عرض کی حضور اللہ تعالیٰ کے نور کے آگے جتنے بھی حجابات عظمت ہیں، ان تمام پردوں میں سے میں اللہ تعالیٰ کی معرفت وحقیقت کو جان اور پہچان رہا ہوں۔جب یہ بات مرشد نے سنی تو

اپنے مرید کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ اے بیٹا حسن! اب تم منزل مقصود تک پہنچ گئے ہو۔ اب جاؤ پہلے بیت اللہ کا حج کرو پھر بارگاہ رسالت میں حاضری دو۔ پیارے محبوب ﷺ تمہاری ڈیوٹی دین کی تبلیغ کے لئے لگائیں گے۔

☆خواجہ غریب نواز بیت اللہ میں

خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کے ساتھ مکۃ المکرمہ پہنچے۔ خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں۔ میرے پیرومرشد نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑا کیا اور عرض کی کہ اے خالق کائنات میں نے سید حسن کو اپنا مرید بنایا ہے اور اس کو تیرے محبوب ﷺ کا فیض پہنچایا ہے۔ اب تو بھی اس کو اپنے دربار میں قبول فرما۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب مرشد نے یہ کہا تو غیب سے آواز آنے لگی کہ اے عثمان ہارونی! خدائے ذوالجلال نے تیرے اس مرید کامل کو اپنا مقبول بندہ بنالیا ہے۔

اس کے بعد آپ حرم کعبہ میں عبادت وریاضت میں مصروف ہو گئے۔ ایک دن اچانک ایک غیبی آواز آئی۔ اے سید حسن! ہم تجھ سے خوش ہیں۔ تجھے بخش دیا جو کچھ تو چاہے مانگ ہم تجھے عطا فرمائیں گے۔ یہ آواز سن کر خواجہ غریب نواز

علیہ الرحمہ سجدۂ شکرادا کرنے میں لگ گئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ اے رب کائنات! مجھے معلوم ہے کہ لوگ میرے مرید بنیں گے اور میرے مریدوں کے بھی مرید ہوں گے۔ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔ یااللہ میں تیری بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ قیامت تک جتنے میرے مرید، میرے مریدوں کے مرید بنیں گے تو سب کی بخشش ومغفرت فرمادے۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ بارگاہ خیرالانام ﷺ میں

کعبۃ اللہ شریف کی زیارت کرنے کے بعد اب خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ بارگاہ خیرالانام ﷺ میں حاضر ہوئے۔ چھ مہینے تک آپ مدینہ پاک کی معطر معطر پاکیزہ ہواؤں اور فضاؤں میں ادب وتعظیم کے ساتھ وقت گزارتے رہے۔ اب چھ ماہ بعد وہ وقت آن پہنچا جب آپ کو آپ کے نانا جان ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے بیٹا حسن! آج کے بعد تم معین الدین ہو یعنی دین کے مددگار ہو۔ ہم نے تمہاری ڈیوٹی ہندوستان میں لگادی ہے۔ ہندوستان جاؤ اور وہاں جاکر دین کی سربلندی کے لئے دن رات کام کرو۔ لوگوں کو اسلام کی دعوت دو۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارا مددگار رہے۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ، داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر

رسول پاک ﷺ کے حکم کو پا کر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ مدینہ پاک سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر کرتے کرتے لاہور پہنچے۔ وہاں لوگوں کو مذہبی حلیہ میں دیکھا۔ لوگوں کے چہروں پر داڑھیاں، سر پر ٹوپیاں اور عمامے ہیں۔ آپ سوچنے لگے کہ ان کو دیندار کس نے بنایا۔ کسی شخص کو پکڑ کر خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تمہیں دیندار کس نے بنایا ہے؟ یہ سن کر اس شخص نے کہا حضور! آپ تو آج یہاں تشریف لائے ہیں۔ آپ سے پہلے یہاں بہت بڑے بزرگ حضرت داتا گنج لاہوری علیہ الرحمہ تشریف لا چکے ہیں۔ یہ ان کی برکتیں ہیں۔ یہ سن کر خواجہ صاحب فرمانے لگے۔ مجھے ان کے مزار پر لے جاؤ۔ لوگ آپ کو داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر لے گئے۔

خواجہ صاحب نے داتا صاحب کی مزار پر کشف فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ بہت بڑی ہستی ہیں لہذا فیض حاصل کرنے کی غرض سے داتا صاحب علیہ الرحمہ کے مزار پر عبادت و ریاضت کرنے لگے۔ چالیسواں دن آ گیا۔ مگر داتا صاحب علیہ الرحمہ کی طرف سے بظاہر کوئی عطا نہیں دیکھی۔

دل میں خیال گزرا کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ عطا کرنے میں کچھ تنگی فرما رہے ہیں۔بس یہ خیال آنا تھا کہ اچانک خواجہ صاحب کو اونگھ آ ئی۔کیا دیکھا کہ داتا صاحب سامنے جلوہ گر ہیں اور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ سے فرمانے لگے۔ اے سید حسن! تم نے دیکھا ہوگا کہ اگر مانگنے کو دے دیا جائے تو پھر وہ کہاں ٹھہرتا ہے۔ وہ رخصت ہو جاتا ہے۔تمہارے عبادت، تمہاری تلاوت قرآن، تمہارا ذکر واذکار کرنا ہمیں اتنا پسند ہے کہ ہمارا دل یہ چاہتا تھا کہ تم یہیں بیٹھ کر رب تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو۔اس لئے ہم تمہیں عطا نہیں کر رہے تھے مگر جب تمہارے دل میں یہ آیا کہ ہم دینے میں کچھ تنگی کر رہے ہیں تو پساورو اپنا دامن۔

یہ سن کر خواجہ صاحب نے اپنا دامن پسار دیا۔اتنا دیا، اتنا دیا کہ جب آنکھ کھلی تو کسی نے پوچھا داتا صاحب نے کیا دیا۔فرمانے لگے۔''گنج بخش'' خزانے عطا کر دیئے۔''فیض عالم'' مجھے ہی کیا۔داتا صاحب تو سارے عالم کو فیض دیتے ہیں، ان کی شان یہ ہے ''مظہر نور خدا'' خدا تعالیٰ کے نور کے مظہر ہیں۔ ''ناقصاراں پیر کامل'' ناقصوں کے لئے کامل پیر ہیں۔''کاملاراں راہنما'' کاملوں کے بھی رہنما ہیں۔

☆ معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء پر حاضری دینا اوران سے فیض حاصل کرنا سلطان الہند غریب نواز کی سنت ہے۔داتا صاحب علیہ الرحمہ سے فیض حاصل

کرنے کے بعد آپ لاہور سے چلے۔ دہلی، سونی پت، پانی پت، کرنال سے ہوتے ہوئے اجمیر شریف پہنچے تو آپ کی عمر سینتالیس سال تھی۔ آپ کے ساتھ چند مرید تھے۔ اس کے سوا آپ کے پاس بظاہر کچھ بھی تھا مگر تاجدار کائنات ﷺ کی ایسی نورانی نظر تھی کہ پوری کائنات کو اپنی طرف مائل کرلیا۔ آپ کا دل مدینے کی طرف جھکا ہوا تھا اور لوگوں کے دل آپ کی جانب جھکے ہوئے تھے۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اناساگر کو قید کرلیا

سفر کرتے کرتے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ اناساگر تالاب کے پاس ذرا ہٹ کر جلوہ گر ہوگئے اور وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے۔ جب شام کا وقت ہوا تو پرتھوی راج کے کارندے پرتھوی راج کے اونٹ لے کر آ گئے اور کہنے لگے۔ بابا جی یہ جگہ خالی کرو۔ فرمایا کیوں؟ کارندے کہنے لگے۔ یہ جگہ راج پرتھوی راج کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ خواجہ صاحب سمجھاتے رہے مگر وہ نہ مانے۔ بالآخر خواجہ صاحب یہ کہتے ہوئے اٹھ گئے، کہ یہاں اب اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے۔

صبح کے وقت کارندے جب اونٹ کو اس جگہ سے اٹھانے کے لئے گئے تو

اونٹ اٹھنے کا نام نہیں لے رہے۔ بڑی کوششیں کیں مگر اونٹ نہ اٹھے، کسی کارندے نے کہا لگتا ہے، اس بابا کو ناراض کرنے کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ پرتھوی راج کے کارندے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے لگے۔ آپ نے انہیں معاف کردیا اور فرمایا۔ اب جاؤ اپنے اونٹوں کو اٹھاؤ۔ اب جب کارندوں نے اونٹوں کو اٹھایا تو فوراً کھڑے ہوگئے۔

اس واقعہ کے بعد پرتھوی راج نے ایک حکم نامہ جاری کیا کہ خواجہ صاحب کو اناساگر کا پانی استعمال نہیں کرنے دیا جائے۔ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اے قطب الدین اٹھو اور مشکیزہ اٹھالو اور وہ مشکیزہ اس تالاب سے پانی کا بھرلاؤ تاکہ ہمیں پانی کی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ حضرت قطب الدین مشکیزہ لے کر اٹھے اور جیسے ہی اناساگر کے کنارے پر پہنچے۔ راجہ پرتھوی راج کے ملازمین نے کہا۔ آج تم آخری مرتبہ مشکیزہ بھرلو۔ اس کے بعد پھر کبھی اس تالاب سے پانی مت لینا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے مشکیزہ کو پانی میں ڈالا جب مشکیزہ اچھی طرح بھر گیا تو حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ نے مشکیزہ اوپر اٹھایا تو پورا اناساگر اس مشکیزہ میں آگیا اور اناساگر مکمل طور پر خشک ہوگیا، گویا کہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اپنے کمالات اور تصرفات سے سارے پانی کو مشکیزے میں بند کرلیا۔ جب اناساگر خشک ہوگیا تو ہندوؤں میں

کہرام مچ گیا کہ بابا نے ہمارے اناساگر کو خشک کر دیا۔ دھاڑے مار مار کر رونے لگے۔ یہ بات پرتھوی راج تک پہنچ گئی۔ وہ بھی بہت حیران ہوا۔ پرتھوی راج نے وزیروں کو بلوایا اور مشورہ کیا کہ کیا کریں؟ تمام وزیروں نے مشورہ دیا کہ ہمیں بابا سے معافی مانگنی چاہئے۔ چنانچہ سارے وزیر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پہنچے اور معافی مانگی مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ معاف کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم نے ہم سے بڑی بدتمیزی کی ہے اور پانی بھی ہم پر بند کر دیا۔ یہ سن کر وزیر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے۔ بابا اگر آپ نے ہمیں معاف نہ کیا تو ہمارا بہت نقصان ہوگا۔ ہمیں معاف کر دیجئے۔

بہر حال خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے انہیں معاف کر دیا اور حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ سے فرمایا۔ اے قطب الدین! اٹھو اور وہ مشکیزہ اناساگر میں الٹ دو چنانچہ حضرت قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ اٹھے اور مشکیزے کو اناساگر میں الٹ دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اناساگر منہ تک بھر گیا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کرامت دیکھ کر بتیس ہزار ہندو مسلمان ہو گئے۔

☆ پانی تیل کا کام دینے لگا

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے اجمیر میں پہلی مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ فرمایا۔

مریدوں نے رات کے وقت مسجد کی تعمیر شروع کی اور چراغوں میں تیل ڈال کر ساری رات مزدوری کرتے اور مسجد تعمیر کرتے۔ جب پرتھوی راج کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اجمیر کے تمام دکانداروں کو حکم دے دیا کہ کوئی دکاندار بھی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے مریدین کو تیل نہ دے کیونکہ وہ تیل سے چراغ جلا کر رات کے وقت مسجد بنا رہے ہیں۔ چنانچہ مریدین دوسرے دن تیل خریدنے گئے تو تمام دکانداروں نے تیل دینے سے انکار کر دیا۔ مریدین پریشانی کے عالم میں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچے۔

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ اے میرے مریدو! پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان شاء اللہ تیل کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ جب رات کا وقت ہوا تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ قطب الدین، پانی لاؤ تاکہ نماز کے لئے وضو کریں۔

حضرت قطب الدین علیہ الرحمہ اٹھے اور پانی کا لوٹا بھر کر لائے اور نیچے ایک لوہے کا طشت رکھ کر وضو کرنے لگے تاکہ جو بھی وضو کا پانی گرے تو زمین پر نہ گرے بلکہ طشت میں گرے چنانچہ وضو مکمل ہو گیا تو خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ تمام چراغوں کو میرے پاس لے آؤ۔ سارے خالی چراغ آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے۔ آپ نے وضو کا پانی تھوڑا تھوڑا چراغوں میں

ڈال دیا۔ مریدین حیران ہو کر پوچھنے لگے۔ حضور یہ کیا ہے؟ فرمایا اے میرے مریدو! یہ دیکھنے میں تو پانی ہے مگر چراغوں میں تیل کا کام دے گا۔

خواجہ صاحب کا یہ کہنا تھا مریدوں نے جیسے ہی ان چراغوں کو آگ دکھائی جس میں وضو کا پانی تھا، فوراً جلنا شروع ہو گئے جس کی روشنی میں مریدین نے شاندار مسجد تعمیر فرما دی۔

☆خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی بشارت شہاب الدین غوری کو

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نے جب سے پرتھوی راج کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ آپ کو وقتاً فوقتاً تکلیفیں دیتا رہا۔ آپ تکلیفیں سہتے رہے۔ بالآخر ایک وقت آیا کہ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔ گھبراؤ مت میں دیکھ رہا ہوں کہ پرتھوی راج عنقریب برے طریقے سے قتل ہونے والا ہے۔

دوسری جانب شہاب الدین غوری جو کہ ہند کا بادشاہ رہ چکا تھا، ہندوؤں سے شکست کھا کر زخمی حالت میں غزنی میں مایوسی کی زندگی گزار رہا تھا۔ رات خواب میں اس نے ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا۔ انہوں نے شہاب الدین کو سینے سے لگایا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ ہمت کر، آگے بڑھ اور

ہند پر حملہ کر۔ اللہ تعالیٰ تجھے فتح عطا فرمائے گا۔ خواب دیکھنے کے بعد شہاب الدین غوری نے اپنے لشکر کے سپاہیوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور لڑائی کے ہتھیار جمع کر لئے گئے، مکمل تیاری کر کے حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شہاب الدین غوری کو فتح عطا فرمائی۔

فتح و نصرت کا تاج سجا کر شہاب الدین غوری اجمیر شریف میں داخل ہوا تو شام ہو چکی تھی۔ مغرب کی اذانیں ہونا شروع ہو گئیں۔ شہاب الدین غوری حیران رہ گئے کہ اجمیر شریف میں اسلام کس نے پھیلایا۔ کسی راہ گیر کو پکڑ کر پوچھا۔ یہ اسلام کی روشنی یہاں کس نے پھیلائی۔ بتانے والے نے بتایا کہ سامنے جس مسجد سے اذان کی آواز آ رہی ہے۔ اس مسجد میں ایک فقیر جلوہ گر ہیں۔ یہ سب انہی کی برکتیں ہیں۔ یہ سن کر شہاب الدین غوری مسجد میں پہنچا تو جماعت قائم ہو چکی تھی۔ جماعت میں شامل ہو گیا۔ نماز کے اختتام پر جب خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اپنا نورانی چہرہ نمازیوں کی طرف کیا تو شہاب الدین غوری کی حیرت کی انتہا نہ رہی اور وہ کہنے لگا لوگو! یہ تو وہی بزرگ ہیں جنہوں نے مجھے خواب میں تشریف لا کر سینے سے لگا کر ارشاد فرمایا کہ اے شہاب الدین غوری اٹھ! ہمت کر اور ہند پر حملہ کر، رب تعالیٰ تجھے فتح و نصرت عطا فرمائے گا۔

شہاب الدین غوری اٹھا اور دیوانہ وار روتے ہوئے خواجہ صاحب کی دست

بوسی کرنے لگا اور عرض کرنے لگا۔ حضور! مجھے اپنی غلامی میں لے لیں اور اپنا مرید بنالیں۔ خواجہ صاحب نے آپ کو اپنا مرید بنالیا۔

☆خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی سخاوت وتقویٰ

خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے دربار اقدس پر ہر روز اس قدر کھانا پکتا تھا کہ پورے اجمیر کے غرباء، مساکین اور فقراء روزانہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتے تھے، ہر روز صبح کے وقت خواجہ صاحب کے باورچی خانے کا ناظم حاضر خدمت ہوتا اور عرض کرتا۔ حضور! آج لنگر کے لئے پیسے چاہئے۔ خواجہ صاحب پوچھتے کتنے چاہئے۔ وہ حساب لگا کر بتاتا کہ اتنے پیسے درکار ہیں۔ خواجہ صاحب مسکراتے ہوئے اپنے مصلے کا کنارہ اٹھا دیتے اور فرماتے، جتنے پیسے چاہئے، لے لو۔ ناظم آگے بڑھتا تو کیا دیکھتا ہے کہ مصلے کے نیچے سونے چاندی کے خزانوں کا ڈھیر لگا ہوتا تھا۔

مگر وہی ناظم خواجہ صاحب کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب مصلہ اٹھاتا تو مصلے کے نیچے کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر ناظم حیران ہوگیا۔

اتنا کھانا پکنے کے باوجود ہمارے غریب نواز اس میں سے نہیں کھاتے تھے۔ دن میں روزہ رکھتے، رات کو قیام فرماتے۔ کئی کئی دن تک کچھ نہ کھاتے،

کبھی کھاتے تو سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا کھاتے، یہ جود وسخا تھا میرے غریب نواز علیہ الرحمہ کا۔

☆ نوے لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان کر دیا

لوگ تمام تر سہولیات ہونے کے باوجود بڑی بڑی جماعتیں اتنے لوگوں کو مشرف بہ اسلام نہیں کر سکیں مگر میرے خواجہ صاحب علیہ الرحمہ نہ مال ہے، نہ حکومت ہے، نہ تلواریں ہیں، نہ فورس ہے اور نہ ہی کوئی بڑی طاقت ہے مگر آقا و مولا ﷺ کا ایسا فیضان ہے کہ اس فیضان کو اپنے سینے میں لئے پرانی سادہ چٹائی پر بیٹھ کر نوے لاکھ غیر مسلموں کو مسلمان کر دیا۔

ایک اندرا گاندھی پوری تبلیغی جماعت مل کر بھی اس کو مسلمان نہ کر سکی۔ اندرا گاندھی جیسی آئی ویسے ہی چلی گئی مگر میرے خواجہ دنیا میں آئے تو تن تنہا تھے مگر جب اس دنیا سے گئے تو نوے لاکھ کو مسلمان کر کے گئے۔

☆ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کا وصال

مخلوق خدا کو رب تعالیٰ سے ملا کر، مخلوق خدا کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ پیدا کر کے، کفر کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں کو اسلام کی روشنی عطا کر کے، اُمّت کو قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمہ اور سلطان شہاب الدین غوری علیہ الرحمہ جیسے

گوہر نایاب عطا کرکے اور گنہ گاروں کو متقی اور پرہیز گار بنا کر ستانوے برس کی عمر میں چھ رجب المرجب 627ھ کے دن وصال کر گئے۔

جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن آپ نے نماز عشاء با جماعت ادا فرمائی، نماز کے بعد آپ نے حجرہ شریف کا دروازہ بند کر لیا اور اپنے خاص خدام کو حکم دیا کہ خبردار! کسی کو میرے کمرے میں داخل نہ ہونے دینا۔ یہ فرما کر دروازہ بند کر لیا۔ آپ کی خاص خدام دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر تک آواز نہ آئی تو خدام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر دروازہ نہ کھلا۔ مریدین اور خدام کو بڑی تشویش ہوئی، بالآخر حجرہ کا دروازہ توڑا گیا تو کیا دیکھا۔ خواجہ صاحب کا وصال ہو چکا ہے اور آپ کی پیشانی سے نور نکل رہا ہے اور پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہے۔

هذا حبيب الله في حب الله

یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب، اللہ تعالیٰ کی محبت میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔

☆ پیغام

محترم حضرات! غریب نواز علیہ الرحمہ کی مختصر سیرت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس سے ہمیں یہ پیغام ملا کہ اگر کائنات میں کوئی بڑا کام کرنا ہے تو خوف خدا اور عشق رسول کو معیار زندگی بنانا ہوگا، یہ دونوں طاقتیں جن کے پاس

آ جائیں، وہ تن تنہا پوری کائنات کو فتح کر سکتا ہے۔

دوسرا پیغام یہ ملا کہ اہل اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے۔ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی محبت، ان کی تعظیم کا منبع و مرکز بنا لینا چاہئے۔ ہر ہر قدم پر ان سے رہنمائی لیتے رہنا چاہئے کیونکہ تعلیمات اولیاء اللہ مشعل راہ ہے جو لوگ صوفیاء کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں، وہ ہر قدم پر کامیاب ہوتے ہیں۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو ان کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمہ کی صحبت اور نگاہ فیض نے کیا سے کیا بنا دیا۔

تیسرا پیغام ہمیں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی سیرت سے یہ ملا کہ راہ خدا میں بہت تکالیف آتی ہیں مگر کامیاب وہی ہوتا ہے جو ثابت قدمی کے ساتھ دین کی خدمت کو جاری رکھتا ہے۔ پرتھوی راج کا ظلم و جبر خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کو تبلیغ دین سے نہ روک سکا۔ اس کے کارندوں کی رکاوٹیں خواجہ صاحب کو اپنے مشن سے نہ روک سکیں۔ خواجہ صاحب ڈٹے رہے حتیٰ کہ آپ خدمت دین سے بال برابر پیچھے بھی نہ ہٹے اور ہمیں سکھا گئے کہ اے میرے چاہنے والو! اگر سچے عاشق رسول ہو تو تم بھی ثابت قدم رہنا۔ تمہارا مال، تمہاری بیوی، تمہاری اولاد، تمہارے گھر والے اور دنیا کے طعنے تمہیں متزلزل نہ کر سکیں۔ تم دین کی خدمت جاری رکھنا بال برابر بھی پیچھے نہ ہٹنا، پھر دیکھنا اگر تم ثابت قدم رہے تو پھر کامیابی و کامرانی

کس طرح تمہارے قدم چومے گی۔

محترم حضرات! بزرگان دین کے ایام منانا کمال نہیں ہے بلکہ کمال تو یہ ہے کہ ہم ان کے مشن کو دنیا کے کونے کونے میں اخلاص کے ساتھ پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے مولا جل جلالہ! ہم سب کو خواجہ صاحب کی برکتوں سے مالا مال فرما اور ان کی سیرت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما اور غریب نواز علیہ الرحمہ کے مزار پُرانوار پر صبح قیامت تک اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرما۔ آمین ثم آمین